روح قواعد و انشار

حصہ اوّل

ورنیکولر اسکولز کے درجۂ پنجم کے لئے

BY

Maulvi
MOHAMMAD TAHIR FARUQI
M. A. (Agra), Dabir-i-Kamil (Luck.),
Fazil, Kamil, L. E. A. U. (Alld.),
H.P.A., Honours in Urdu (Panj.),
Professor & Head of the Department of
Persian and Urdu,
Member of Board of Studies in Urdu &
Faculty of Arts, Agra University.

AGRA COLLEGE,
AGRA :

فہرست مضامین

فہرست بلحاظ نصاب مقررکردہ محکمہ تعلیم

مضمون	صفحہ
۲۔ الفاظ۔ محاورات۔ ضرب الامثال اور ان کا استعمال	۲۹ تا ۴۹
الفاظ اور ان کا استعمال	
۱۔ قسام کے لحاظ سے اسموں کی فہرستیں بنوانا	۲۹
۲۔ سابقوں اور لاحقوں کے ذریعہ اسم بنانا۔ ان کا محل استعمال، معنی اور مطلب۔	۳۲
۳۔ اسم کے واحد و جمع بنانے کی مشق	۳۳
۴۔ اسم کی تذکیر و تانیث بنانے کی مشق	۳۴
۵۔ ضمیروں کی واحد و جمع۔ تذکیر و تانیث۔ اور حالتوں کے لحاظ سے تغیر و تبدل۔	۳۵
۶۔ مصدروں سے مضارع۔ حال۔ ماضی۔ مستقبل۔ امر۔ نہی بنانے کی مشق	۳۸
۷۔ فعل لازم و متعدی بنانے کی مشق	۴۳
۸۔ فعل کی گردان۔ جنس۔ تعداد کے لحاظ اور زمانے کے لحاظ سے صیغے بنانے کی مشق	۳۸
محاورات اور ضرب الامثال اور ان کا استعمال	۴۶
۳۔ نظم و نثر	۴۹ تا ۷۰
نظم	۴۹۔۵۴
۱۔ اشعار کی نثر کرنے کا طریقہ	۴۹

پہلا باب

صرف و نحو

علم صرف وہ علم ہے جس سے ہم کو الفاظ کا، الفاظ کی قسموں کا، الفاظ بننے بگڑنے اور گردانوں کا حال معلوم ہوتا ہے۔

علم نحو وہ علم ہے جس میں جملہ کے لفظوں کا آپس کا تعلق اور جملہ کی قسموں کا حال بیان کیا جائے۔

ان تعریفوں سے معلوم ہوا کہ نحو میں جملہ کے متعلق اور صرف میں لفظ کے متعلق بحث کی جاتی ہے۔ اس لئے نحو سے پہلے صرف کی بحث لکھنی ضروری ہے۔ جو تعریفیں تم پہلے پڑھ آئے ہو ان کو یاد دلانے کے لئے مختصر طور پر ان کو لکھا جاتا ہے۔

کلمہ اس لفظ کو کہتے ہیں جس سے کوئی معنی سمجھ میں آئیں۔ جیسے لڑکی، موہن، محمود، کتاب، تمہارا وغیرہ

کلمہ کی چھ قسمیں ہیں :- اسم، ضمیر، صفت، فعل، تمیز، حرف،

۱- اسم وہ کلمہ ہے جو کسی شخص، جگہ یا چیز کا نام ہو جیسے زید، گھوڑا، میز، قلم وغیرہ-

۲- ضمیر- وہ کلمہ ہے جو اسم کی جگہ بولا جائے جیسے میں، تم، وہ وغیرہ-

۳- صفت- وہ کلمہ ہے جو اسم یا ضمیر کی بھلائی یا برائی کو بتائے یا یہ ظاہر کرے کہ وہ کیا اور کتنا ہے- جیسے اچھا، برا، چار، دس وغیرہ-

۴- فعل- وہ کلمہ ہے جس میں تینوں زمانوں (حال، ماضی، مستقبل) میں سے کسی زمانہ میں کام کا کرنا یا ہونا پایا جائے- جیسے مارتا تھا، مارتا ہے، مارے گا وغیرہ-

۵- تمیز- وہ کلمہ ہے جو فعل یا صفت کے معنی کی تشریح اور صفت کرے جیسے تیز دوڑتا ہے میں تیز- آہستہ چلتا ہے میں آہستہ-

۶- حرف- وہ کلمہ ہے جو نہ کسی چیز کا نام ہو نہ کسی کی صفت واقع ہو نہ کسی کام کے ہونے نہ ہونے کے معنی دے بلکہ صرف دوسرے لفظوں کو ملانے کے لئے یا کسی کیفیت کو ظاہر کرنے کے لئے آئے- جیسے میں، سے، تک، اوپر، اُف اُف وغیرہ-

مشق

۱- نحو، اسم، فعل اور حرف کی تعریف کرو-

۲- صفت اور تمیز کا فرق سمجھاؤ اور مثالیں دو-

۳- ان جملوں میں کلمہ کی قسمیں پہچان کر بتاؤ-

میں چلا جاتا تھا کہ مجھے راستہ میں موہن ملا جو ایک خوبصورت کبوتر کو پکڑنے کے لئے تیز دوڑ رہا تھا۔

اس کی گھڑی ہمیشہ سست چلتی ہے مگر وہ اسے کبھی ٹھیک نہیں کرتا۔

اسم کا بیان

اسم کی دو قسمیں ہیں۔ معرفہ اور نکرہ۔

۱۔ اسم معرفہ۔ وہ اسم ہے جو کسی خاص شخص یا خاص جگہ یا خاص چیز کے لئے استعمال کیا جائے۔ جیسے گاما ہندوستان کا رستم ہے۔ الہ آباد میں گنگا اور جمنا ملی ہیں۔ ان جملوں میں گاما۔ ہندوستان رستم۔ الہ آباد۔ گنگا۔ جمنا اسم معرفہ ہیں۔

۲۔ اسم نکرہ۔ وہ اسم ہے جو ایک ہی قسم کی تمام چیزوں کے لئے کہا بولا جا سکے۔ جیسے میز پر کتاب رکھی ہے۔ حقہ بُری چیز ہے۔ ان جملوں میں میز، کتاب، حقہ، چیز اسم نکرہ ہیں۔

اب ان دونوں کی قسموں کو علیحدہ علیحدہ یاد کرو۔

اسم معرفہ

اسم معرفہ کی چھ قسمیں ہیں۔ علم، خطاب، لقب، عرف، تخلص، کنیت۔

۱۔ علم۔ وہ معرفہ ہے جو کسی شخص یا جگہ کا اصلی نام ہو جیسے عزیز احمد۔ موہن لال۔ کلکتہ۔ بھوپال۔

۲۔ خطاب۔ وہ معرفہ ہے جو سرکار کی طرف سے بڑے کاموں کے

صلہ میں ملتا ہے۔ جیسے شمس العلماء، خان بہادر، رائے بہادر وغیرہ

۳۔ **لقب**۔ وہ معرفہ ہے جو کسی خاص وجہ سے آدمی کا نام مشہور ہو جاتا ہے۔ جیسے طوطی ہند امیر خسرو کا لقب، اور بلبل شیراز خواجہ حافظ کا لقب ان دونوں کے بہت بڑے شاعر ہونے کی وجہ پڑا

۴۔ **عُرف**۔ وہ معرفہ ہے جس سے ماں باپ بچوں کو پیار کی وجہ سے پکارتے ہیں۔ جیسے ننھے میاں، پیارے میاں وغیرہ۔

۵۔ **تخلص**۔ وہ معرفہ ہے جو شاعر اپنی نظموں میں لکھنے کے لئے اپنے واسطے اختیار کر لیتے ہیں۔ جیسے حالی، غالب، جگر، حسرت وغیرہ

۶۔ **کُنیت**۔ وہ معرفہ ہے جو باپ یا بیٹے کی طرف نسبت کرکے پکارا جائے۔ جیسے ابن عباسؓ کے معنی ہیں عباسؓ کا بیٹا کا اصل نام عبداللہ تھا۔ مگر کُنیت ہی سے مشہور ہیں۔

مشق

۱۔ اسم معرفہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ سب کی تین تین مثالیں دو

۲۔ خاں صاحب۔ سردار بہادر۔ ببن۔ کلو۔ رام پرشاد۔ لکشمی نراین گنج شکر کس قسم کے اسم معرفہ ہیں۔

۳۔ کنیت اور عرف کی تعریف کرو۔

۴۔ خطاب اور لقب میں کیا فرق ہے؟ مثالیں دیکر سمجھاؤ۔

اسم نکرہ

اسم نکرہ کی نو قسمیں ہیں:۔

۱- **اسم ذات** - وہ نکرہ ہے جو کسی چیز کی حقیقت کو دوسری چیزوں سے علیحدہ کرکے بتائے - جیسے کتاب - گھوڑا - بازار - کرسی وغیرہ - اس کا دوسرا نام اسم جامد بھی ہے -

۲- **اسم وصفی** - وہ نکرہ ہے جس میں صفت کے معنی پائے جائیں. جیسے نیکی، بدی وغیرہ -

۳- **اسم فاعل** - وہ نکرہ ہے جو کام کرنے والے کی ذات کو ظاہر کرے جیسے دوڑنے والا، لانے والا، پرندہ وغیرہ -

۴- **اسم مفعول** - وہ نکرہ ہے جو اس ذات کو بتائے جس پر کوئی کام واقع ہوا ہو - جیسے پڑھا ہوا - لایا ہوا - بستہ - کشتہ وغیرہ .

۵- **اسم ظرف** - وہ نکرہ ہے جس میں جگہ یا وقت کے معنی پائے جائیں جیسے مدرسہ، کمرہ، ہفتہ، سال وغیرہ

۶- **اسم آلہ** - وہ نکرہ ہے جو کسی اوزار یا ہتھیار کو بتائے - جیسے چاقو، قینچی، چھلنی وغیرہ

۷- **اسم جمع** - وہ نکرہ ہے جو بظاہر مفرد ہو مگر مجموعہ کے معنوں کو بتائے - جیسے فوج، درجہ، لشکر، جتھا وغیرہ -

۸- **اسم صوت** - وہ نکرہ ہے جو آوازوں کو بتائے جیسے کائیں کائیں - چوں چوں - گٹرغوں کوں وغیرہ -

۹- **حاصل مصدر** - وہ نکرہ ہے جو مصدر و فعل کے معنوں کی کیفیت کو ظاہر کرے جیسے سجاوٹ، دکھاوا، گھبراہٹ، مارپیٹ وغیرہ -

مشق

۱۔ اسم وصفی، اسم جمع، حاصل مصدر اور اسم آلہ کی تعریف کرو۔

۲۔ اِن جملوں میں سے اسم معرفہ اور اسم نکرہ کی مختلف قسمیں تلاش کرو:۔

قینچی سے اس کاغذ کو کاٹو۔ تم بارہ دن سے کیوں نہیں آئے؟ شیر ایک قسم کا درندہ ہوتا ہے۔ تمہارا کمرہ سجاوٹ میں میرے کمرے سے بہتر ہے۔ نیکی کر دریا میں ڈال۔ پارہ میں تڑپ ہوتی ہے۔ گیا ہوا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا۔

لوازم اسم

جنس　　　　تعداد　　　　حالت

لوازم اسم۔ ان باتوں کو کہتے ہیں جن کا ہر اسم میں پایا جانا ضروری ہے۔ یہ تین ہیں۔ جنس[1]۔ تعداد[2]۔ حالت[3]۔

۱۔ جنس۔ تذکیر و تانیث کو کہتے ہیں۔ یعنی اس کے ذریعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسم مذکر ہے یا مؤنث یا کیا۔ جنسیں تین ہوتی ہیں۔

۱۔ اگر وہ اسم نر کے لئے استعمال کیا جائے تو وہ مذکر کہلاتا ہے جیسے بچہ، شیر، تیلی، سونا وغیرہ۔

۲۔ اگر وہ اسم مادہ کے لئے بولا جائے تو وہ مؤنث ہوتا ہے۔ جیسے بچی، شیرنی، تیلن، کرسی وغیرہ۔

۳۔ اگر وہ اسم نر اور مادہ دونوں قسموں کے لئے بولا جاسکے تو اس کو مشترک کہتے ہیں۔ جیسے قیدی۔ اولاد۔ یتیم وغیرہ۔ کہ یہ الفاظ مرد اور عورت دونوں کے لئے بولے جاسکتے ہیں۔

۲- تعداد- واحد جمع کو کہتے ہیں - تعداد دو ہیں :-
۱- اگر اسم ایک ہی چیز کے لئے بولا جائے تو واحد ہوتا ہے- جیسے
لڑکا، تصویر، پرزہ، چیز وغیرہ -
۲- اگر اسم ایک سے زیادہ چیزوں کے لئے بولا جائے تو جمع ہے-
جیسے لڑکے، تصویریں، پرزے، چیزیں وغیرہ -
۳- حالت کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسم جملہ کے اندر کیا کام کرتا ہے -
۱ اگر جملہ میں اس اسم کی نسبت کوئی بات کہی گئی ہو یا اس سے کوئی
فعل سرزد ہوتا ہو تو وہ اسم حالت فاعلی میں کہلایا جائے گا-
۲- اور اگر اس اسم پر کوئی کام واقع ہوا ہو یا وہ اسم کوئی بات ہو جو
پہلے اسم کے متعلق کہی گئی ہو تو وہ حالت مفعولی میں کہلائے گا-
۳- اور اگر اس اسم کا قبضہ دوسری چیز پر ظاہر ہو یا اس اسم کی دوسر
کی طرف نسبت ظاہر ہوتی ہو تو وہ حالت اضافی میں کہا جائے گا
مثلاً لڑکے گوپال کو مارتے ہیں - موہن مدرسہ سے قلم لایا- بیل نے
بچہ کی ٹانگ توڑ دی - ارجن کا کھیل اچھا ہے - ان جملوں میں لڑکے
موہن- بیل اور کھیل وہ اسم ہیں جو کسی کام کے کرنے والے بتائے
گئے ہیں یا ان کی بابت کوئی بات بتائی گئی ہے اس لئے ان کی
حالت فاعلی کہلائے گی- انہی جملوں میں گوپال، مدرسہ، قلم اور
ٹانگ وہ اسم ہیں جن پر کام کا واقع ہونا معلوم ہوتا ہے یا یہ وہ بات
ہیں جو پہلے اسم کی بابت کہی گئی ہے- اس لئے یہ حالت مفعولی

میں ہیں۔ اب دیکھو۔ بچہ اور ارجن دو اسم ایسے ہیں کہ دوسرا اسم ان کے قبضہ میں بتایا گیا ہے یا دوسرے اسم کو ان کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ حالت اضافی کی مثال ہیں۔ پہلے لفظ کو مضاف الیہ اور دوسرے کو مضاف کہا کرتے ہیں۔

ترکیب صرفی

ترکیب صرفی کا قاعدہ یہ ہے کہ اول تو یہ بات بتانی ہوتی ہے کہ وہ لفظ اقسام کلمہ میں سے کون سی قسم ہے۔ پھر اگر اسم ہو تو بتاؤ کہ اسم کی کونسی قسم ہے۔ پھر اس قسم کی بھی قسم بتاؤ۔ اس کے بعد اس اسم کی جنس، تعداد اور حالت بتا دو۔ ترکیب ہو گئی۔ مثلاً

یہ ابوسینا کا قول ہے کہ صبح کو جلد اٹھنا صحت کے لئے فائدہ مند ہے۔

ابوسینا۔ اسم۔ معرفہ۔ کُنیت۔ مذکر۔ واحد۔ حالت اضافی

قول۔ اسم۔ نکرہ۔ اسم ذات۔ مذکر۔ واحد۔ حالت مفعولی

صبح۔ اسم۔ نکرہ۔ اسم ظرف۔ مذکر۔ واحد۔ حالت مفعولی

صحت۔ اسم۔ نکرہ۔ اسم وصفی۔ مؤنث۔ واحد۔ حالت مفعولی

فائدہ مند۔ اسم۔ نکرہ۔ اسم فاعل۔ مذکر۔ واحد۔ حالت مفعولی

مشق

۱۔ جنس مشترک اور حالت اضافی کی تعریف کرو۔

۲۔ ان جملوں میں اسموں کی ترکیب صرفی کرو:۔
حمید تیز دوڑتا ہے۔ شاہد کا رومال کھو گیا۔ غلام نے چمپا کلی دسترخوان پر رکھ دی۔ مجرم نے کپڑوں کی گٹھری چرائی تھی۔ قیدیوں نے بھوک ہڑتال ختم کر دی۔ اس کے والدین بہت نیک ہیں۔ دھوبن نے سوہن کا کوٹ پھاڑ ڈالا۔

ضمیر کا بیان

تم ضمیر کی تعریف پہلے پڑھ چکے ہو اب یہ یاد کرو کہ ضمیر کی چار قسمیں ہیں:۔
ضمیر شخصی۔ ضمیر اشارہ۔ ضمیر استفہام۔ ضمیر موصول۔

۱۔ ضمیر شخصی۔ وہ ضمیر ہے جو کسی خاص شخص یا چیز کے نام کی جگہ بولی جائے۔ جیسے میں کتاب پڑھتا ہوں۔ تمہارا گھر یہاں سے دور ہے۔ ہم نے اس کو دیکھا ہے۔ ان جملوں میں میں اور ہم بولنے والوں کے لئے تمہارا اس شخص کے لئے جس سے گفتگو کی جا رہی ہے۔ اور اس ایسے آدمی کے لئے جو وہاں موجود نہیں ہے استعمال ہوئے ہیں۔ تو یہ سب لفظ ضمیر شخصی ہوئے۔

۲۔ اشارہ۔ وہ ضمیر ہے جو کسی شخص یا چیز کی طرف اشارہ کرنے میں بولی جائے۔ جیسے یہ کیا چیز ہے۔ وہ کون آتا ہے۔ یہ اور وہ سے اشارہ کیا جا رہا ہے اس لئے یہ ضمیر اشارہ ہیں۔

۳۔ استفہام۔ وہ ضمیر ہے جو سوال کے لئے استعمال کی جائے۔ جیسے انہی اوپر کے دونوں جملوں میں کیا اور کون دونوں لفظ ضمیر استفہام ہیں

۴۔ موصول۔ وہ ضمیر ہے جو اسم کی جگہ استعمال ہونے کے علاوہ دو جملوں کو بھی ملائے جیسے جس نے نیکی کی اس کا بھلا ہوا۔ جو ڈرتا ہے وہ مرتا ہے۔ جن سے تم باتیں کرتے تھے وہ بڑے لوگ ہیں۔ ان جملوں میں جس۔ جو۔ جن ضمیر موصول ہیں۔ کیونکہ یہ اسم کی جگہ استعمال کئے

جانے کے سوا دو جملوں کے جوڑنے کا سبب بھی ہیں۔

ضمیر شخصی کی مثالوں میں تم نے دیکھا کہ تین طرح کی ضمیریں بیان ہوئی ہیں۔ اس لیے ضمیر شخصی تین قسم کی ہوتی ہے:۔

۱۔ وہ ضمیر جو بات کہنے والے یا بولنے والے کے لئے آئے۔ جیسے میں اور ہم۔ اس کو ضمیر متکلم کہتے ہیں۔

۲۔ وہ ضمیر جو بات کے سُننے والے کے لئے بولی جائے جیسے تو اور تم۔ اس کا نام ضمیر مخاطب یا حاضر ہے۔

۳۔ وہ ضمیر جو کسی ایسے شخص کے لئے لائی جائے جو موجود نہ ہو اور غیر حاضر ہو جیسے وہ، اس، ان۔ یہ ضمیر غائب کہلاتی ہے۔

جس اسم کی جگہ ضمیر لائی جاتی ہے اس اسم کو ضمیر کا مرجع کہتے ہیں۔ مثلاً راشد ذہین بچہ ہے۔ اس نے ایک دن اپنے بھائی کی کتاب دیکھی۔ تو خیال کیا کہ مجھے بھی پڑھنا چاہیے۔ دیکھو راشد کے لئے اگلے جملوں میں تین ضمیریں اس، اپنے، اور مجھے لائی گئی ہیں۔ تو راشد ان ضمیروں کا مرجع کہا جائے گا۔

ضمیر شخصی چونکہ کسی اسم کے لئے بولی جاتی ہے اس لئے اس میں بھی جنس، تعداد اور حالت پائی جاتی ہے۔ اس کی پہچان بہت سادہ ہے۔ اگر وہ اسم مذکر ہوگا تو ضمیر بھی مذکر سمجھی جائے گی۔ اور اگر وہ اسم مونث ہوگا تو ضمیر کو بھی مونث خیال کریں گے۔ اسی طرح اگر وہ اسم واحد ہوگا تو ضمیر واحد لائی جائے گی۔ اور اگر وہ اسم جمع ہوگا تو ضمیر بھی جمع ہوگی۔

یوں سمجھو کہ ضمیر شخصی جنس اور تعداد میں اس اسم کے مطابق ہوگی جس کی جگہ استعمال کی گئی ہے۔

اسی طرح تینوں حالتیں بھی ضمیر شخصی میں پائی جائیں گی۔ یعنی

۱۔ اگر ضمیر کی بابت کوئی بات کہی جائے یا اس جملہ میں کوئی کام اس سے سرزد ہو رہا ہو تو وہ حالت **فاعلی** میں ہوگی۔ جیسے میں پڑھتا ہوں۔ ہم لکھتے ہیں۔

۲۔ اگر ضمیر پر کوئی کام واقع ہو رہا ہو یا وہ ضمیر کوئی بات ہو جو پہلے اسم یا ضمیر کے متعلق کہی گئی ہو تو وہ حالت **مفعولی** میں کہی جائے گی۔ جیسے جعفر نے تجھے مارا۔ میں نے اُسے پڑھایا۔

۳۔ اگر اسکا قبضہ کسی دوسری چیز پر ظاہر ہو یا اس ضمیر کی دوسرے اسم کی طرف نسبت معلوم ہوتی ہو تو اس کو حالت **اضافی** میں کہیں گے۔ جیسے ہماری ٹوپی چھوٹی ہے۔ تمہارا ملک بڑا ہے۔

ترکیب صرفی

جیسے اسم کی ترکیب میں ہم بتا چکے ہیں ویسے ہی یہاں سمجھو۔ اول تو یہ دیکھو کہ وہ لفظ اقسام کلمہ میں سے کونسی قسم ہے۔ ضمیر ہو تو پھر ضمیر کی قسم بتاؤ۔ اب اگر استفہام یا موصول یا اشارہ ہے تو صرف اتنا بتا دو کہ کس اسم کی جگہ آئے ہیں۔ اور اگر ضمیر شخصی ہو تو اس کی قسم بتاؤ اور پھر اسم کی طرح جنس۔ تعداد اور حالت بتا دو۔ مثال :-

۱۔ تم کیا کرتے ہو؟

تم - ضمیر - شخصی - مخاطب (کوئی شخص مثلاً موہن جو سامنے ہے وہ اس کا مرجع ہے)۔ مذکر - جمع - حالت فاعلی -

کیا - ضمیر - استفہام - کام کے لئے استعمال کیا گیا جو محذوف ہے -

۲ - یہ اٹھا کے اس کو دے آؤ -

یہ - ضمیر - اشارہ - جس چیز کی طرف اشارہ کیا گیا ہے (مثلاً کتاب) وہ محذوف ہے -

اس - ضمیر - شخصی - غائب - (کوئی شخص جس کے متعلق متکلم اور مخاطب دونوں کو علم ہے وہ اس کا مرجع ہے)، مذکر، واحد، حالت مفعولی -

۳ - موہن کہتا تھا کہ جو شخص میرا گھوڑا وہاں سے لائے گا میں اس کو انعام دوں گا -

جو - ضمیر - موصول - شخص مرجع ہے -

میرا - ضمیر - شخصی - متکلم - موہن مرجع ہے - مذکر - واحد - حالت اضافی -

وہاں - ضمیر - اشارہ - جگہ کے لئے استعمال ہوا ہے جو محذوف ہے -

میں - ضمیر - شخصی - متکلم - مرجع موہن - مذکر - واحد - حالت فاعلی -

اس - ضمیر - شخصی - غائب - مرجع شخص - مذکر - واحد - حالت مفعولی -

مشق

۱ - ضمیر کی کتنی قسمیں ہیں؟ استفہام اور موصول کی تعریف کرو - اور مثالیں دو -

۲ - کیا ضمیر میں بھی جنس ہوتی ہے؟ اس کا کیا قاعدہ ہے؟ -

۳ - ضمیر میں کتنی حالتیں ہوتی ہیں؟ تعریف کرو اور مثالوں سے سمجھاؤ -

۴ - ان جملوں میں سے اسموں اور ضمیروں کی ترکیب صرفی کرو :-

(۱) کیا وہ اسکول جایا کرتا ہے ؟

(۲) حمید نے گوبند سے کہا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ ہماری ٹیم جیت جائے گی -

(۳) شاہد ! تم جاؤ اور ان کو یہاں لے آؤ -

(۴) ہم سوہن باتیں کر رہے تھے کہ وہ آگیا -

(۵) جس سے اخلاق سے پیش آؤ گے وہ تمہارا دوست ہو جائے گا -

فعل کا بیان

زمانہ

فعل میں تین زمانہ ہوتے ہیں - ماضی (گزرا ہوا) - حال (موجودہ) - مستقبل (آیندہ) - اس لحاظ سے تین قسمیں ہونی چاہیے تھیں - مگر ایک فعل ایسا ہوتا ہے - جس میں موجودہ اور آیندہ دونوں زمانوں کے معنی پائے جاتے ہیں - اس لئے فعل کی زمانہ کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں :-

۱ - ماضی - وہ فعل ہے جس میں گزرے ہوئے زمانے میں کسی کام کا کرنا یا ہونا پایا جائے - جیسے وہ ہنسا - ہم آئے - تم گئے -

۲ - حال - وہ فعل ہے جس میں موجودہ زمانہ میں کسی کام کا ہونا یا کرنا پایا جائے - جیسے وہ ہنستا ہے - ہم آتے ہیں - تم جاتے ہو -

۳- مستقبل وہ فعل ہے جس میں آنے والے زمانہ میں کسی کام کا ہونا یا کرنا پایا جائے - جیسے وہ ہنسے گا - ہم آئیں گے - تم جاؤ گے -
۴- مضارع وہ فعل ہے جس میں موجودہ یا آئندہ دونوں زمانہ پائے جائیں - یعنی ہو سکتا ہے کہ وہ فعل زمانہ حال میں پایا جائے یا زمانہ مستقبل میں - جیسے وہ ہنسے - تو آئے - ہم جائیں -

ماضی کی قسمیں

یہاں ماضی کی قسموں کا جاننا بھی ضروری ہے یاد کرو کہ ماضی کی چھ قسمیں ہوتی ہیں - مطلق - قریب - بعید - استمراری - شکی - تمنائی -

۱- ماضی مطلق - وہ ماضی ہے جس میں گزرے ہوئے زمانہ میں کام کا ہونا یا کرنا پایا جائے مگر یہ کچھ قید نہ ہو کہ کام کو ہوئے زیادہ مدت گزر گئی ہے یا ابھی ابھی ہو چکا ہے جیسے لکھا - پڑھا - کھایا -

۲- ماضی قریب وہ ماضی ہے جس میں تھوڑی مدت قبل کام کا ہونا پایا جائے - جیسے لکھا ہے - پڑھا ہے - کھایا ہے -

۳- ماضی بعید - وہ ماضی ہے جس میں کام کو گزرے ہوئے زیادہ وقت ہو گیا ہو - جیسے لکھا تھا - پڑھا تھا - کھایا تھا -

۴- ماضی استمراری وہ ماضی ہے جس سے معلوم ہو کہ گزشتہ زمانہ میں کام ختم نہیں ہوا تھا - بلکہ برابر جاری رہا - جیسے لکھتا تھا - پڑھ رہا تھا - کھاتا تھا - پی رہا تھا -

۵- ماضی شکی وہ ماضی ہے جس میں شک ظاہر ہو کہ کام ہوا ہے یا نہیں - جیسے لکھا ہوگا - پڑھا ہوگا - کھایا ہوگا -

۶- ماضی تمنائی وہ ماضی ہے جس میں آرزو اور تمنا کے معنی پائے جائیں - جیسے لکھتا - پڑھتا - کھاتا -

طور

فعل میں دو طور ہوتے ہیں - یا یوں کہو کہ فاعل کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں - معروف اور مجہول -

۱- **فعل معروف** وہ فعل ہے جس کا فاعل موجود اور معلوم ہو - جیسے اُس نے بلایا - تم نے مارا - ہم نے لکھا - ان جملوں میں بلایا - مارا - اور لکھا کے فاعل اس، تم اور ہم معلوم اور موجود ہیں -

۲- **فعل مجہول** وہ فعل ہے جس کا فاعل معلوم اور موجود نہو بلکہ فاعل کی جگہ مفعول جملہ میں بولا گیا ہو - جیسے سوہن بلایا گیا - کتاب لکھی گئی - وہ مارا گیا - ان جملوں میں سوہن - کتاب اور وہ ان فعلوں کے مفعول ہیں - مگر فاعلوں کا پتہ نہیں یعنی یہ نہیں معلوم کہ کس نے بلایا - کس نے لکھا اور کس نے مارا -

جس جملہ میں فعل مجہول آئے وہاں فاعل کی جگہ مفعول بیان کیا جاتا ہے - جیسے کہ تم نے اوپر کی مثالوں میں دیکھا - اس مفعول کا نام نائب فاعل ہوتا ہے - اس لئے کہ وہ فاعل کی جگہ قائم مقام کی حیثیت سے استعمال ہوتا ہے -

اسی طرح فعل کی مفعول کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں - لازم اور متعدی -

۱- **فعل لازم** وہ فعل ہے جس کے معنی فاعل پر ختم ہو جائیں اور مفعول

کے ملانے کی ضرورت نہ رہے۔ جیسے وہ گیا۔ میں ہنستا ہوں۔ راشد آئے گا۔ ان جملوں میں گیا۔ ہنستا ہوں۔ آئے گا کے ساتھ وہ۔ میں اور راشد کو ملانے کے بعد (جو ان فعلوں کے فاعل ہیں) معنی پورے ہو جاتے ہیں۔

۲۔ فعل متعدی وہ فعل ہے جس کے معنی فاعل پر ختم نہ ہوں بلکہ مفعول کا ملانا بھی ضروری ہو۔ جیسے موہن نے خط لکھا۔ گوپال نے دوات توڑ دی۔ ان جملوں میں لکھا اور توڑ دی کے معنی صرف موہن اور گوپال کے آنے سے پورے نہیں ہوتے اور کمی رہ جاتی ہے۔ بلکہ جب خط اور دوات ملائے جائیں تو پوری بات ادا ہوتی ہے۔

فعل لازم اور متعدی کے سوا ایک تیسری قسم اور ہے یعنی فعل ناقص۔ یہ فعل لازم اور متعدی دونوں سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس میں مفعول کی ضرورت نہیں ہوتی مگر صرف فاعل کا آنا بھی کافی نہیں ہوتا۔ جیسے وہ گھوڑا چالاک تھا۔ زاہد پاس ہو گیا۔ ان جملوں میں تھا اور ہو گیا کے معنی صرف گھوڑے اور زاہد کے لانے سے پورے نہیں ہوتے۔ مگر یہ دونوں فعل متعدی نہیں جو مفعول کی ضرورت ہو۔ پھر بھی چالاک اور پاس لفظ لائے گئے جن سے ان کے معنی پورے ہوئے۔ ایسے فعل ناقص کہلاتے ہیں۔ اور وہ الفاظ جو ان کے معنی کو پورا کرنے کے لئے آتے ہیں متمم یا خبر کہلاتے ہیں۔

فعل کی دو قسمیں مثبت اور منفی اور بھی ہیں۔ یعنی فعل میں اگر کام کا ہونا یا کرنا پایا جائے (یعنی اثبات کے معنی ہوں) تو وہ مثبت ہے جیسے میں نے پڑھا۔ اس نے کھایا۔ اور اگر فعل سے کام کا نہ ہونا یا نہ کرنا ظاہر ہو (یعنی نفی کے معنی پائے جائیں) تو وہ منفی ہے۔ جیسے میں نے نہیں پڑھا۔ تم نے نہیں لکھا۔ اُس نے نہیں کھایا۔

مشق

۱۔ فعل مضارع کسے کہتے ہیں؟ اس میں اور فعل مستقبل میں کیا فرق ہے؟

۲۔ فعل متعدی اور فعل ناقص کی تعریف کرو اور مثالیں دو۔

۳۔ متمم یا خبر اور مفعول میں کیا فرق ہے؟ مثالوں سے سمجھاؤ۔

۴۔ فعل میں کئے طور پائے جاتے ہیں؟ تعریف کرو اور مثالیں دو۔

صورت

فعل کی چار صورتیں ہوتی ہیں۔ بیانی۔ حکمی۔ شرطی۔ مصدری۔

۱۔ صورت بیانی جس میں فعل کا واقع ہونا کسی زمانہ میں معلوم ہو مگر شرط کے معنی نہ پائے جائیں۔ جیسے میں جاتا ہوں۔ تم کھیلو گے۔ وہ گیا تھا۔

۲۔ صورت حکمی جس میں فعل کے واقع ہونے کا حکم یا ممانعت پائی جائے جیسے مت کرو۔ لکھو۔ جاؤ۔ مت کھیلو۔ صورت حکمی صرف دو فعلوں میں پائی جاتی ہے۔ اگر حکم ہے تو اس کو امر کہتے ہیں۔ اور اگر ممانعت کے معنی ہیں تو اس کا نام نہی ہے۔

۳- صورت شرطی جس میں فعل کا واقع ہونا کسی دوسری بات کے ساتھ پابند اور مشروط ہو جیسے اگر تم آتے تو میں جاتا۔ اگر ہم پڑھتے تو کامیاب ہوتے۔

۴- صورت مصدری جس میں صرف فعل کا وقوع پایا جائے۔ زمانہ، شرط یا حکم کے معنی نہوں۔ جیسے آنا۔ جانا۔ لکھنا۔ پڑھنا۔

لوازم فعل

اسم کی طرح فعل میں بھی تعداد اور جنس پائی جاتی ہے۔ یعنی فعل بھی یا واحد ہوگا یا جمع۔ جیسے میں جاتا ہوں۔ ہم جائیں گے۔ فعل کی تعداد اس اسم یا ضمیر کی تعداد کے مطابق ہوتی ہے جس کے ساتھ اس کو لایا جائے۔

اسی طرح فعل یا مذکر ہوگا یا مؤنث۔ جیسے کتا کھاتا ہے۔ بلی جاتی ہے۔ فعل کی جنس بھی اسم یا ضمیر کی جنس کے مطابق لائی جائے گی۔
نیز جس طرح ضمیر شخصی تین طرح کی ہوتی ہے۔ متکلم، مخاطب اور غائب۔ اسی طرح فعل بھی ان تینوں کیفیتوں میں بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً وہ آتا ہے۔ تم آتے ہو۔ میں آتا ہوں۔

ترکیب صرفی

فعل کی ترکیب صرفی کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ اول یہ بتاؤ کہ وہ مفعول کے لحاظ سے کونسی قسم ہے۔ پھر بتاؤ کہ زمانہ کے اعتبار سے کیا قسم ہے۔ پھر اگر ماضی ہے تو اس کی قسم بتاؤ۔ پھر بتاؤ کہ مثبت

ہے یا منفی (امر یا نہی ہیں اس کے بتانے کی ضرورت نہیں) پھر بتاؤ کہ فعل کا طور کیا ہے۔ پھر فعل کی تعداد اور شخص (متکلم، مخاطب، غائب) بتاؤ۔ پھر جنس لکھو۔ اور آخر میں فعل کی صورت بتادو۔ یہ ترکیب ہوگی۔ مثلاً:۔

گوپال سے کہو کہ اگر آج وہ نہ کھیلے گا تو اس کو سزا دی جائے گی۔ اس لئے کہ کل تو معمولی میچ تھا۔ مگر آج ہم ہارنا نہیں چاہتے ہیں۔

کہو ۔ فعل لازم ۔ امر ۔ معروف ۔ جمع مخاطب ۔ مذکر ۔ صورت حکمی ۔

نہ کھیلے گا ۔ فعل لازم ۔ مستقبل ۔ منفی ۔ معروف ۔ واحد غائب ۔ مذکر ۔ صورت شرطی ۔

دی جائیگی ۔ فعل متعدی ۔ مستقبل ۔ مثبت ۔ مجہول ۔ واحد غائب ۔ مؤنث صورت بیانی ۔

تھا ۔ فعل ناقص ۔ ماضی مطلق ۔ مثبت ۔ معروف ۔ واحد غائب مذکر ۔ صورت بیانی ۔

نہیں چاہتے ہیں ۔ فعل متعدی ۔ حال ۔ منفی ۔ معروف ۔ جمع متکلم ۔ مذکر ۔ صورت بیانی ۔

مشق

۱ ۔ فعل میں کتنی صورتیں ہوتی ہیں؟ تعریف کرو اور مثالیں دو۔

۲ ۔ فعل میں تعداد اور جنس کس اصول کے ماتحت بیان کی جاتی ہے؟ مثالوں سے سمجھاؤ۔

۴۔ اِن جملوں میں سے اسم۔ ضمیر اور فعل تلاش کرکے ان کی ترکیب صرفی کرو۔
جس وقت ہم جارہے تھے ہم کو خیال بھی نہ تھا کہ کیا ہوگیا ہوگا۔ گھوڑے کو پانی پلوادیا گیا۔ اس کو پانچ روپیہ دیدیئے تھے مگر وہ پھر موجود ہے۔ آج شاید خالد نے مجھکو بلایا ہوگا۔ گوپال سے کہو کہ خوب کھیلے۔

اجزاے جملہ

تم جانتے ہو کہ جملہ چند لفظوں کے ملنے سے بنتا ہے۔ اور اس کی تعریف یہ ہے کہ اس کے سُننے سے پوری بات سمجھی جاے جیسے گوبند نے گوپال کو مارا۔ کشمیر کی زعفران اچھی ہوتی ہے۔

اب یہ سمجھو کہ ہر جملہ دو چیزوں سے ملکر بنتا ہے۔ مسند الیہ اور مسند۔

۱۔ مسند الیہ وہ لفظ یا الفاظ ہوتے ہیں جن کی بابت کوئی خبر یا بات بتائی جاے۔ جیسے اوپر کے جملوں میں گوبند اور کشمیر کی زعفران مسندالیہ ہیں۔ کیونکہ ان کی بابت اگلی باتیں کہی گئی ہیں۔

۲۔ مسند وہ خبر یا بات ہے جو مسندالیہ کی نسبت کہی جاے۔ جیسے اوپر کے جملوں میں گوپال کو مارا اور اچھی ہوتی ہے مسند ہیں۔

مسندالیہ اور مسند ہی کو اجزاے جملہ کہتے ہیں۔ اور ہر جملہ میں ان دونوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ مسندالیہ اور مسند ایک ایک کلمہ ہی ہوں بلکہ کبھی کئی لفظوں سے ملکر بنتے ہیں۔ جیسا کہ تم نے اوپر کی مثالوں میں دیکھا۔

مسندالیہ اور مسند میں زائد الفاظ کا اصل کلموں سے ایک خاص

تعلق ہوتا ہے۔ جو الفاظ اسم یا ضمیر کے ساتھ ہوتے ہیں صفت ہوتے ہیں۔ جو فعل یا صفت کے متعلق ہوتے ہیں وہ تمیز بن جاتے ہیں۔ اور اسی مناسبت سے ان الفاظ کو بھی مسند الیہ یا مسند میں شامل کرلیا جاتا ہے۔ جملہ کو پڑھتے وقت اس کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے کہ کون سا لفظ کس چیز کے متعلق ہے۔ اس لئے کہ نحو جاننے کا یہی گر ہے۔

اب پھر اوپر کے جملوں کو دیکھو " گوبند نے گوپال کو مارا" اس جملہ میں گوبند ایسا اسم ہے جس سے مارنے کا فعل واقع ہو رہا ہے۔ تو یہ فاعل ہے۔ اس لئے کہ فاعل کام کے کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اور گوپال ایسا اسم ہے جس پر مارنے کا فعل واقع ہو رہا ہے۔ یہ مفعول ہوا۔ اس لئے کہ مفعول کی تعریف یہ ہے کہ اس پر کوئی کام واقع ہو۔

اس جملہ میں مارا فعل متعدی تھا۔ اس لئے مفعول بھی آیا۔ اگر جملہ میں فعل لازم آئے جیسے "جعفر سو رہا ہے" تو وہاں مفعول نہیں آتا۔ صرف فاعل اور فعل سے پوری بات سمجھ میں آجاتی ہے۔

اب یہ معلوم کرو کہ اگر جملہ میں فعل ناقص آتا ہے تو وہاں مسند الیہ کا نام بھی بدل جاتا ہے۔ تم کو یاد ہوگا کہ فعل ناقص مفعول کو نہیں چاہتا مگر اس کے ساتھ ایک اور لفظ کے لانے کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کے معنی کو پورا کرتا ہے۔ یہ لفظ (یا الفاظ) فعل ناقص کی خبر یا متمم کہلاتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھو کہ فعل ناقص کا جو فاعل ہوتا ہے اس کو فاعل نہیں کہتے بلکہ وہ مبتدا کہلاتا ہے۔ جیسے اوپر کی مثالوں میں دوسرا جملہ

"کشمیر کی زعفران اچھی ہوتی ہے" یہاں کشمیر کی زعفران مبتدا۔ ہوتی ہے فعل ناقص۔ اور اچھی اس کی خبر ہے۔

جملہ کی قسمیں

جملہ کی فعل کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں۔ اسمیہ اور فعلیہ

۱۔ جملہ اسمیہ وہ جملہ ہے جس میں فعل ناقص آئے۔ جیسے احسن پاس ہوگیا۔ آم خراب تھا۔

۲۔ جملہ فعلیہ وہ جملہ ہے جس میں فعل لازم یا فعل متعدی آئے۔ جیسے سوہن کھانا کھاتا ہے۔ گوبند سو رہا ہے۔

جس طرح جملہ کی یہ دو قسمیں فعل کے اعتبار سے تھیں۔ اسی طرح جملہ کی دو اور قسمیں معنوں کے اعتبار سے ہیں۔ خبریہ اور انشائیہ

۱۔ جملہ خبریہ وہ جملہ ہے جس سے خبر معلوم ہو یعنی جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے۔ جیسے زاہد کامیاب ہوگیا۔ میں نے کتاب لکھی۔

۲۔ جملہ انشائیہ وہ جملہ ہے جس سے کوئی خبر نہ معلوم ہو۔ یعنی جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے۔ جیسے یہ کیا چیز ہے؟ خدا کرے وہ یہاں آجائے۔

اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم کرو کہ جملہ خبریہ اور انشائیہ دونوں فعلیہ بھی ہو سکتے ہیں اور اسمیہ بھی۔ تو ان میں سے ہر ایک دو طرح کا ہوگا۔ جملہ اسمیہ خبریہ اور جملہ اسمیہ انشائیہ۔ ایسے ہی جملہ فعلیہ خبریہ اور جملہ فعلیہ انشائیہ۔ تو اس طریقہ سے جملہ کی کل چار قسمیں ہوگئیں۔

۱-جملہ اسمیہ خبریہ وہ جملہ جو فعل ناقص سے مل کر بنے اور جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے - جیسے وہ گھر میں موجود ہے۔

۲-جملہ اسمیہ انشائیہ وہ جملہ جو فعل ناقص سے مل کر بنے اور جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے -جیسے کیا وہ گھر میں موجود ہے؟

۳-جملہ فعلیہ خبریہ وہ جملہ جو فعل لازم یا متعدی سے مل کر بنے اور جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے جیسے وہ گھر میں بیٹھا ہے- وہ گھر میں کھانا کھاتا ہے۔

۴-جملہ فعلیہ انشائیہ وہ جملہ جو فعل لازم یا متعدی سے مل کر بنے اور جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے - جیسے کیا وہ گھر میں بیٹھا ہے؟ - کیا وہ گھر میں کھانا کھاتا ہے؟

مشق

۱ - جملہ کی چاروں قسموں کی تعریف کرو اور مثالیں دو-

۲- مبتدا ، خبر اور مسند کی تعریف کرو ۔

۳- ان جملوں کو بتاؤ کہ کس قسم کے ہیں- اور ان میں سے اجزاے جملہ علیحدہ علیحدہ کرکے دکھاؤ ۔

سورج ڈوب گیا- وہ سب گھر چلے گئے - ہم نے رات بھر سوال نکالے- وہ اتنی سی عمر میں بہت پڑھ گیا- جہاز سمندر میں ڈوب گیا- غلطی کرنا آدمی ہی کا کام ہے- قیدی کو جیل میں بند کردو - حسن امتحان میں کامیاب ہوا-

---

مرکب ناقص

تم کو معلوم ہے کہ جملہ کئی لفظوں سے ملکر بنتا ہے ۔ مگر بعض جگہ تم دیکھو گے کہ ایک سے زیادہ لفظوں سے مرکب ٹکڑا جملہ نہیں ہوتا جیسے نیک آدمی ۔ عظیم الشان عمارت ۔ گوپال کی گیند ۔ چار امرود ۔ ایسے مرکب الفاظ کو مرکب ناقص کہتے ہیں ۔ تو یاد رکھو کہ

مرکب ناقص الفاظ کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں جس سے پوری بات سمجھ میں نہ آئے ۔ اس کی تفصیل اور قسموں کا حال تو تم آیندہ جانوگے۔ اس وقت صرف اسی قدر سمجھ لو کہ جب کسی جگہ تم کو الفاظ کا ایسا مجموعہ (مرکب) نظر آئے جس سے پورا مفہوم ادا نہ ہوتا ہو تو وہ مرکب ناقص ہوتا ہے ۔ اور بات کو پورا کرنے کے لئے اس میں فعل وغیرہ شامل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے ۔

اجزائے جملہ کا حذف

جملہ کے الفاظ کی ترکیب کی کئی شکلیں ہوتی ہیں ۔ (۱) اگر جملہ میں فعل لازم ہے تو جملہ فعل اور فاعل سے ملکر بنے گا ۔ اول فاعل آئے گا اور پھر فعل جیسے گوبند آیا ۔ (۲) اگر جملہ میں فعل ناقص ہوگا تو جملہ مبتدا، خبر اور فعل ناقص سے ملکر پورا ہوگا ۔ اول مبتدا آئے گا پھر خبر پھر فعل ناقص ۔ جیسے ماجد اچھا ہے ۔ (۳) اگر جملہ میں فعل متعدی معروف ہوگا تو جملہ فعل فاعل اور مفعول سے ملکر تمام ہوگا ۔ اول فاعل آئے گا پھر مفعول پھر فعل جیسے زید نے موہن کو مارا ۔ (۴) اور اگر جملہ میں فعل متعدی

مجہول آئے تو جملہ نائب فاعل اور فعل سے مل کر پورا ہوگا۔ اول نائب فاعل آئے گا پھر فعل۔ جیسے کھانا کھایا گیا۔

اب یہ معلوم کرو کہ جملہ کے ان اجزا میں سے بعض قرینہ موجود ہو تو حذف بھی ہو جاتے ہیں۔ مثلاً (۱) کوئی سوال کرے کون جاتا ہے؟ تم جواب دو گوپال۔ یہاں فعل محذوف ہو گیا۔ (۲) یا سوال کیا جائے کیا گوپال جاتا ہے؟ تم کہو ہاں! یہاں فاعل اور فعل دونوں حذف ہو گئے۔ (۳) گوپال گوبند کو مارے۔ گوبند سے تم پوچھو کس نے مارا؟ وہ کہے گا گوپال نے۔ یہاں مفعول محذوف ہے۔ (۴) کوئی چلاتا ہوا آئے "سانپ سانپ" اس کے تین معنی ہو سکتے ہیں۔ سانپ نکلا یا سانپ موجود ہے یا سانپ کو مارو۔ یہاں سانپ جس کا ذکر ہے وہ فاعل، مبتدا یا مفعول تینوں ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جو فعل محذوف ہیں وہ بھی فعل ناقص یا فعل لازم یا فعل متعدی تینوں کہے جا سکتے ہیں۔

اس سے تم کو اندازہ ہوا ہوگا کہ مبتدا، خبر، فاعل، مفعول، فعل سب کسی نہ کسی قرینہ کی بنا پر محذوف ہو سکتے ہیں۔ جو الفاظ محذوف ہیں اگر وہ کون یا کس نے کے جواب میں آئیں تو فاعل یا مبتدا ہوں گے۔ اور اگر کیا یا کس کو کے جواب میں کہے جائیں تو مفعول یا خبر ہوں گے۔

فاعل و مفعول

حسب ذیل کلمات فاعل اور مفعول دونوں بن سکتے ہیں:۔

(۱) علم کی تمام قسمیں۔ جیسے زید آیا۔ پیارے میاں نے پڑھا۔ اس نے

کلو کے باپ کو کاغذ دیا۔ میں نے سوہن کو مارا۔

(ب) اشارہ جیسے وہ آتا ہے۔ یہ بیٹھا ہے۔ اسکو پکڑ لو۔ اِسے انعام دو۔

(ج) ضمیر شخصی جیسے ہم گئے۔ تم نے پڑھا۔ زید نے اس کو کھلایا۔ موہن نے مجھکو کتاب دی۔

(د) اسم نکرہ کی سب قسمیں جیسے بازار کھل گیا۔ فوج نے پڑاؤ ڈالا۔ میں نے مکان بنایا۔ ہم نے قینچی خریدی۔

فعل کی مطابقت

۱۔ فعل کی تعداد اور جنس فاعل کے مطابق ہوتی ہے۔ جیسے مرد آیا۔ عورت گئی۔ لڑکے سو گئے۔ لڑکیاں بیٹھ گئیں۔

۲۔ اگر فاعل کے ساتھ نے (علامت فاعل) آجائے تو فعل ہمیشہ واحد غائب کے صیغہ میں رہتا ہے جیسے لڑکے نے پڑھا۔ لڑکوں نے پڑھا۔ لڑکیوں نے پڑھا۔

۳۔ لیکن اگر فعل متعدی ہے اور مفعول جمع ہے یا دو مفعول ہیں تو فعل جمع آتا ہے۔ جیسے میں نے مکانات بنائے۔ ہم نے انار اور انگور رکھائے۔

۴۔ ایک فعل کے کئی فاعل ہوں تو فعل کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ اگر دونوں فاعل غائب ہیں تو فعل جمع غائب ہوگا جیسے موہن اور احمد آئے۔

۵۔ اور اگر ایک مخاطب اور دوسرا غائب ہو تو جمع مخاطب کا صیغہ آئیگا۔ جیسے تم اور سعید لکھو۔

۶۔ اور اگر ایک مخاطب اور دوسرا متکلم ہو یا ایک غائب اور دوسرا متکلم

ہو تو جمع متکلم کا صیغہ بولیں گے جیسے میں اور وہ کھائیں گے۔ ہم اور تم جائیں گے۔

مشق

۱۔ مرکب ناقص کی تعریف کرو اور مثالیں دو۔

۲۔ اجزائے جملہ کس کس جگہ حذف ہوتے ہیں؟ مختلف مثالوں سے سمجھاؤ۔

۳۔ اسم وصفی، ضمیر متکلم، اسم جمع، اسم ظرف۔ حرف اور اشارہ میں سے کون سے کلمات فاعل و مفعول بن سکتے ہیں؟ مثالیں دیکر بتاؤ۔

۴۔ فعل کی تعداد اور جنس کس اصول کے مطابق آتی ہے؟۔

ترکیب نحوی

ترکیب نحوی کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اول جملہ میں فعل دیکھو کہ کس قسم کا ہے۔ اگر فعل ناقص ہو تو اس کے مبتدا و خبر تلاش کرو۔ اگر فعل لازم ہو تو اس کا فاعل معلوم کرو۔ اور اگر فعل متعدی ہو تو اس کے مفعول جملہ میں ڈھونڈو۔ مبتدا خبر یا فاعل مفعول کے سوا جو الفاظ جملہ میں ہونگے وہ یا فاعل و مبتدا کے ساتھ ہوں گے اور یا مفعول و خبر کے متعلق ہوں گے ان کو ترکیب میں انہی الفاظ کے ساتھ لکھو جن سے وہ متعلق ہیں۔ اب مثالوں سے سمجھو۔

۱۔ گھوڑا تیز دوڑتا ہے۔

دوڑتا ہے	فعل لازم	جملہ فعلیہ خبریہ
گھوڑا	فاعل	
تیز	تمیز	

۲۔ احسن بہت نیک ہے۔

ہے	فعل ناقص	جملہ اسمیہ خبریہ
احسن	مبتدا	
نیک	خبر	
بہت	تمیز	

۳۔ کیا کھانا موجود ہے ؟۔

ہے	فعل ناقص	جملہ اسمیہ انشائیہ
کیا	استفہام	
کھانا	مبتدا	
موجود	خبر	

۴۔ تم کتاب لاؤ۔

لاؤ	فعل متعدی	جملہ فعلیہ انشائیہ
تم	فاعل	
کتاب	مفعول	

مشق

کیا تم نے لکھا تھا ؟۔ میں گھر جاتا ہوں۔ موہن کتاب پڑھتا ہے۔ کبوتر اڑتا ہے۔
ہم گیند کھیلتے ہیں۔ کیا وہ اچھا ہے ؟ اس کو ٹوپی مت دے۔ ہم بازار گئے تھے۔
تم کاپی لکھتے ہو۔ کیا خالد بیمار ہے ؟ وہ کیوں نہیں آتا ؟ تم کہاں جاتے ہو ؟۔
لشکر نے پڑاؤ ڈالا ہے۔ افسوس وہ فیل ہوگیا۔ ارے یہ کیا ہوا !۔

۱- اوپر کے جملوں کی ترکیب نحوی کرو۔
۲- اوپر کے جملوں میں سے اسم، ضمیر اور فعل تلاش کرکے ان کی ترکیب صرفی کرو۔

دوسرا باب

الفاظ و محاورات

اسم کا بیان

اسمار کی قسمیں اور تعریفیں تم پہلے جان چکے ہو۔ اسموں کی پہچان عام طور پر معنی کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔ بعض کے لئے خاص قاعدے بھی ہیں جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

اسم معرفہ کی جتنی قسمیں ہیں۔ ان میں سے کسی کے بنانے کے لئے کوئی خاص قاعدہ مقرر نہیں۔ بس ان کے معنی اور استعمال ہی ان کی پہچان کراتے ہیں۔ جیسے کلو۔ ہز ہائنس۔ بنے میاں۔ ابو یوسف ام سلمہ۔ خان بہادر۔ بلبل ہند۔ راؤ صاحب۔ نبن۔ حالی۔ اقبال عبدالعزیز۔ محمد قاسم۔ رائے بہادر۔ خلیل اللہ۔ رستم زماں۔ صفدر جنگ وغیرہ۔

اسم نکرہ کی قسموں میں سے اسم ذات۔ اسم جمع اور اسم صوت کے لئے بھی خاص قاعدے نہیں ہیں۔ ان کی پہچان بھی معنی پر غور

کرنے سے ہوتی ہے۔ جیسے گورنمنٹ ۔ حق ۔ قوم ۔ فوج ۔ گروہ ۔ غٹرغوں ۔ کھٹ کھٹ ۔ اخبار ۔ پی کہاں ۔ جھنڈ ۔ قافلہ ۔ چوں چوں ۔ کتاب ۔ اونٹ ۔ غول ۔ قطار ۔ شاعر وغیرہ ۔

اسم وصفی کی عام پہچان یہ ہے کہ کسی اسم یا صفت کے آخر میں ی لگاکر بنتا ہے۔ جیسے سفیدی ۔ سیاہی ۔ نیکی ۔ مفلسی ۔ پسندیدگی فارغ البالی ۔ راستی ۔ بدی ۔ خوشی وغیرہ

اسم آلہ اکثر تو معنی کے اعتبار سے پہچانے جاتے ہیں ۔ مگر بعض کی پہچان یہ ہے کہ ان کے آخر میں ال یا یل ہوتا ہے۔ جیسے مہنال نکیل ۔ اور بعض فعل سے بنتے ہیں جیسے چھلنی ۔ دھونکنی ۔ بیلن ۔

اسم ظرف کے آخر میں مختلف علامات پائی جاتی ہیں ۔ سب کا یاد کرنا مشکل ہے ۔ یوں سمجھو کہ ہندی اسم ظرف کے آخر میں عام طور پر ال ۔ یال ۔ سال ۔ شالہ ۔ ڑی ۔ کا ۔ استھان وغیرہ علامات ہوتی ہیں جیسے سسرال ۔ ننھیال ۔ ٹکسال ۔ دھرم شالہ ۔ پھلواڑی دیو استھان ۔ میکا وغیرہ ۔ اور فارسی اسم ظرف کے آخر میں عام طور پر خانہ ۔ گاہ ۔ دان ۔ زار ۔ سار ۔ شن وغیرہ حروف ہوتے ہیں جیسے غسل خانہ ۔ کتب خانہ ۔ عیدگاہ ۔ عطردان ۔ سبزہ زار ۔ مرغزار ۔ کوہسار ۔ گلشن وغیرہ ۔

اسم فاعل جو ہندی الفاظ سے بنتے ہیں ان کے آخر میں مذکر میں والا اور والے اور مؤنث میں والی اور والیاں ہوتا ہے جیسے



سننے والا - سُننے والے - سُننے والی - سننے والیاں - اور جو فارسی کے [illegible]ن کے آخر میں ندہ ہوتا ہے جیسے پرندہ، چرندہ، درندہ، اس کے علاوہ اور بھی بہت سی علامات ہیں جو فارسی قاعدے سے اسم فاعل بناتی ہیں جیسے دانا - عقلمند - نامہ بر - زرگر - نیلیا وغیرہ

اسم مفعول کی بھی یہی صورت ہے - ہندی اسم مفعول کے آخر میں ہوا ہوگا جیسے سُنا ہوا - دیکھا ہوا - پڑھا ہوا وغیرہ - اور فارسی اسم مفعول میں آخر میں یدہ علامت ہوگی - جیسے آفریدہ - رنجیدہ - غمدیدہ - شنیدہ - چیدہ وغیرہ - اس کے سوا بھی اسم مفعول ہونگے جن میں بے قاعدہ طور پر اَوْر اَوْر علامات ہونگی جیسے دلگیر - کشتہ بستہ - پذیرا - سوختہ وغیرہ -

حاصل مصدر کے بنانے کے بھی بہت قاعدے ہیں - علامت مصدر دور کرنے سے بن جاتا ہے - جیسے کودنا سے کود - پھاندنا سے پھاند - کبھی علامت مصدر دور کرکے ن، ان، او، ائی، اہٹ اوٹ زیادہ کرتے ہیں جیسے چلن - تھکن - اٹھان - ملان - رکاؤ بڑھاؤ - لڑائی - کٹائی - گھبراہٹ - بلبلاہٹ - رکاوٹ - بناوٹ وغیرہ بعض دفعہ دو الفاظ کو ملا کر جیسے میل جول - لین دین - لکھت پڑھت - فارسی کے حاصل مصدر عام طور پر سماعی ہوتے ہیں - جیسے گفتگو، جستجو، کردار، سوخت، کوفت، سازش، جوشش وغیرہ -

---

مشق

۱- اسم ظرف اور اسم آلہ کی تعریف کرو اور پہچان کے قاعدے بتاؤ۔
۲- اسم فاعل کس طرح بنتا ہے۔ تفصیل سے بتاؤ اور مثالیں دو۔
۳- اسم وصفی اور حاصل مصدر کی پہچان کس طرح کروگے؟ مثالوں سے سمجھاؤ۔

سابق و لاحق

بہت سے اسم ایسے ہیں جن میں اول یا آخر میں ایک دو حرف ملکر ان کے معنوں کو بدل دیتے ہیں۔ تو جو حروف شروع میں ملتے ہیں ان کو سابق اور جو آخر میں آتے ہیں ان کو لاحق کہتے ہیں۔ جیسے انجان (نہ جاننے والا) نگھرا (جس کا کوئی گھر نہ ہو) سمجھ دال (عقلمند) لٹس (غارت گری)

اب تفصیل سے دیکھو کہ کن سابقوں اور لاحقوں کے آنے سے کیا معنی ہو جاتے ہیں۔

سابق (۱) اَ اور اَن نفی کے معنی دیتے ہیں جیسے اٹل۔ امٹ۔ اچھوت انمل۔ انجان۔

(۲) تِ تین کے معنی دیتی ہے جیسے تراہا۔ تمہارا۔ تسالہ۔

(۳) سِ خوب اور اچھے کے معنی دیتا ہے جیسے سڈول۔ سگھڑ۔ سپوت

(۴) کُ برے اور خلاف کے معنی دیتا ہے جیسے کڈھب، کپوت۔ کڈھنگا۔

(۵) نِ نفی کے معنی پیدا کر دیتا ہے جیسے نکما۔ نڈر۔ نچلا

لاحق (۱) الف آخر میں آکر فاعل بناتا ہے جیسے دانا۔ بینا۔ بھوکا۔ پیاسا۔ یا ندا وافسوس کے لئے جیسے خداوندا۔ ساقیا۔ دریغا۔ حسرتا۔
(۲) پ۔ ت۔ ٹ۔ ج۔ چ۔ ڈ۔ ر۔ ڑ۔ س۔ ک۔ گ۔ ل
ن تقریباً سبھی حروف معنی مصدری کا کام دیتے ہیں۔ جیسے تڑپ، چلت۔ بناوٹ، موچ۔ ٹھنڈ، کھنکھار، بھاگڑ، مٹھاس، ٹھنڈک، لاگ، بول چال، الجھن وغیرہ
(۳) اسم فاعل، اسم مفعول اور اسم ظرف زیادہ تر لاحقوں ہی کے ذریعہ بنتے ہیں۔ جیسے سمجھ وال۔ عقلمند۔ بندہ۔ دلگیر۔ میکا۔ سرمہ دانی وغیرہ

واحد جمع

اسم واحد کے جمع بنانے کے قاعدے حسب ذیل ہیں :۔
۱۔ اگر مذکر کے آخر میں ا یا ہ ہو تو جمع میں اسے یائے مجہول سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے لڑکا سے لڑکے قصہ سے قصے۔
۲۔ اگر مؤنث کے آخر میں ی ہو تو اس کے آگے اں بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے لڑکی سے لڑکیاں۔
۳۔ اگر مذکر کے آخر میں اں ہو تو اسے یں سے بدل دیتے ہیں جیسے دھواں سے دھویں۔ سماں سے سمیں۔
۴۔ اگر مؤنث کے آخر میں یائے معروف کے سوا اور کوئی حرف ہو تو اس کی جمع یں یا ئیں لگا کر بناتے ہیں۔ جیسے تلواریں۔ مائیں۔ ہوائیں۔

۵۔ فارسی اسموں میں سے ذی روح کی جمع ان سے اور غیر ذی روح کی جمع ہا سے آتی ہے۔ جیسے طفل سے طفلاں۔ زن سے زناں۔ درخت سے درختہا۔ برگ سے برگ ہا۔

مذکر مؤنث

مذکر سے مؤنث اس طرح بنتا ہے:-

۱۔ مذکر کے لیۓ علیحدہ لفظ اور مؤنث کے لئے علیحدہ جیسے مرد عورت۔ میاں بی بی۔ باپ ماں۔

۲۔ مذکر کے آخر میں آ یا ہ ہو تو اس کو یاۓ معروف سے بدل کر مؤنث بنا لیتے ہیں۔ جیسے بیٹا سے بیٹی۔ بچہ سے بچی۔ پھوپا سے پھوپی۔

۳۔ پیشہ وروں کے ناموں میں مذکر کے آخر میں ی ہو تو اس کو ن سے بدل کر مؤنث بناتے ہیں جیسے درزی سے درزن۔ نائی سے نائن۔

۴۔ اور اگر آخر میں آ یا ر ہو تو ی یا ن لگاتے ہیں جیسے بھٹیارا سے بھٹیاری یا بھٹیارن۔ چمار سے چماری یا چمارن۔

۵۔ بعض دفعہ ی۔ نی یا انی زیادہ کرکے مؤنث بناتے ہیں۔ جیسے پٹھان سے پٹھانی۔ ڈوم سے ڈومنی۔ مغل سے مغلانی۔

۶۔ عربی لفظوں کے آخر میں ہ بڑھا کر مؤنث بنتا ہے۔ جیسے والد سے والدہ۔ ملازم سے ملازمہ۔

مشق

۱۔ سابق اور لاحق کسے کہتے ہیں؟۔ چند مثالیں دو۔

۲۔ واحد سے جمع بنانے کے قاعدے بتاؤ اور مثالیں لکھو۔
۳۔ مذکر سے مؤنث کیسے بنتا ہے؟ مثالوں سے سمجھاؤ۔
۴۔ ان الفاظ سے جمع بناؤ:۔ کھانا۔ بادل۔ ہوا۔ ڈبا۔ عورت۔ جوتہ۔ کتاب۔ قلم۔ میز۔
۵۔ ان الفاظ سے مؤنث بتاؤ:۔ کوا۔ لوہا۔ چاندی۔ حلوائی۔ کمہار۔ سقا۔ راجہ۔ خال۔ بھشتی۔

ضمیر کا بیان

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ ضمیر شخصی چونکہ اسم کی قائم مقام ہوتی ہے اس لئے اس میں بھی اسم کی مانند جنس۔ تعداد اور حالت پائی جاتی ہے۔ ضمیر شخصی کی تینوں قسمیں (متکلم۔ مخاطب۔ غائب) بھی تم کو معلوم ہیں۔ اب یہ سمجھو کہ جنس۔ تعداد اور حالت کے اعتبار سے ضمیر شخصی میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ نیز روابط کے آنے سے بھی ضمیر شخصی کی صورت بدل جاتی ہے۔ روابط دس حرف ہوتے ہیں۔ کا۔ کی۔ کے۔ کو۔ تک۔ تلک۔ پر۔ سے۔ میں۔ نے۔ ان کے آنے سے جو تبدیلیاں ہوتی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) اگر وہ ضمیر واحد غائب کے ساتھ روابط میں سے کوئی حرف آئے تو اس سے بدل جائے گا۔ جیسے اس نے کہا کہیں گے وہ نے کہا نہ بولیں گے۔

۲۔ اگر روابط وہ ضمیر جمع غائب پر آئیں گے تو وہ بدل کر اُن یا انھوں ہو جائے گا۔ جیسے ان کو مارا۔ انھوں نے مارا۔

۳۔ حاضر یا متکلم کی ضمیریں جب حالت فاعلی یا اضافی میں ہوں اور ان کے بعد صفت آئے تو حروف روابط کے آنے سے حالت مفعولی میں استعمال ہوتی ہیں۔ جیسے

۱۔ ہم بیچاروں کا اس میں کیا قصور ہے —— ہم بجائے ہمارا

۲۔ مجھ غریب کا حال کیا پوچھتے ہو —— مجھ بجائے میرا

۳۔ تجھ سخی و فیاض نے ہماری بہت مدد کی —— تجھ بجائے تو نے

۴۔ مجھ خستہ حال نے کہیں آرام نہ کیا —— مجھ بجائے میں نے

واحد غائب اور جمع غائب دونوں کے لئے وہ ضمیر شخصی لائی جاتی ہے۔ پہلے زمانہ میں جمع غائب میں وے بولا کرتے تھے مگر اب متروک ہے۔ اب تمام تبدیلیوں کا مفصل حال اس نقشہ سے معلوم کرو۔ ہم نے مذکر کے صیغے لکھے ہیں۔ مؤنث میں حالت فاعلی میں صرف فعل کا فرق ہو جاتا ہے۔ اور کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

گردان

گردان

صیغے / اقسام	تعداد	حالت فاعلی		حالت مفعولی		حالت اضافی	
		ضمیر	مثال	ضمیر	مثال	ضمیر	مثال
ضمیر متکلم	واحد	میں	میں لکھتا ہوں میں نے لکھا ہے	مجھے مجھکو	کمال نے مجھے قلم دیا کمال نے مجھکو قلم دیا	میرا میری میرے	میرا بھائی آیا میری بہن آئی میرے دوست آئے
	جمع	ہم	ہم لکھتے ہیں ہم نے لکھا ہے	ہمیں ہم کو	کمال نے ہمیں قلم دیا کمال نے ہم کو قلم دیا	ہمارا ہماری ہمارے	ہمارا بھائی آیا ہماری بہن آئی ہمارے دوست آئے
ضمیر مخاطب	واحد	تو	تو لکھتا ہے تو نے لکھا ہے	تجھے تجھکو	کمال نے تجھے قلم دیا کمال نے تجھکو قلم دیا	تیرا تیری تیرے	تیرا بھائی آیا تیری بہن آئی تیرے دوست آئے
	جمع	تم	تم لکھتے ہو تم نے لکھا ہے	تمھیں تم کو	کمال نے تمھیں قلم دیا کمال نے تم کو قلم دیا	تمہارا تمہاری تمہارے	تمہارا بھائی آیا تمہاری بہن آئی تمہارے دوست آئے
ضمیر غائب	واحد	وہ اس	وہ لکھتا ہے اس نے لکھا ہے	اسے اسکو	کمال نے اسے قلم دیا کمال نے اسکو قلم دیا	اسکا اسکی اسکے	اسکا بھائی آیا اسکی بہن آئی اسکے دوست آئے
	جمع	وہ انھوں	وہ لکھتے ہیں انھوں نے لکھا ہے	انہیں ان کو	کمال نے انہیں قلم دیا کمال نے ان کو قلم دیا	ان کا ان کی ان کے	ان کا بھائی آیا ان کی بہن آئی ان کے دوست آئے

تو ضمیر واحد حاضر ہندوستانی تہذیب کے خلاف ہے۔ اس لئے اگر مخاطب ایک شخص ہو تو بھی تم یا آپ استعمال کرتے ہیں۔ فعل بھی تم یا آپ کی مناسبت سے بدل جائیں گے۔ جیسے تو لکھتا ہے کی جگہ تم لکھتے ہو یا آپ لکھتے ہیں۔ بعض لوگ آپ لکھتے ہو بولتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ قواعد اور محاورہ دونوں کے خلاف ہے۔

کبھی حالت اضافی میں میرا۔ تیرا۔ میری۔ تیری کی جگہ اپنا۔ اپنی اور اپنے استعمال کیا کرتے ہیں۔ جیسے ع تجھکو پرائی کیا پڑھی اپنی نبیڑ تو۔

مشق

۱۔ روابط کتنے ہیں؟ گناؤ۔

۲۔ روابط کے آنے سے ضمیر شخصی میں کیا تبدیلیاں ہوتی ہیں؟ مثالیں دو۔

۳۔ اپنا اور اپنی کیسی ضمیریں ہیں اور کس جگہ استعمال ہوتی ہیں؟۔

فعل کا بیان

یاد رکھو کہ تمام افعال مصدر سے بنتے ہیں۔ اول ہر فعل کا معروف کا صیغہ بنایا جاتا ہے۔ اس لئے اگر مثلاً یہ کہا جائے کہ فعل حال بنانے کا قاعدہ یہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ قاعدہ فعل حال معروف بنانے کا بتایا گیا ہے فعل مجہول بعد کو فعل معروف سے بنالیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ سمجھو کہ اول صیغہ واحد غائب مذکر بنایا جاتا ہے اور اس کے بعد دوسری علامات لگاکر دوسرے صیغے بنالیتے ہیں۔

اب سب فعلوں کے بنانے کے قاعدے دیکھو۔ ماضی کی چھ قسمیں ہیں۔ سب کے قاعدے الگ الگ لکھے جاتے ہیں۔

ماضی مطلق بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ مصدر سے علامت مصدر نا دور کرکے یا یا الف لگا دیتے ہیں۔ جیسے کھانا سے کھایا۔ پڑھنا سے پڑھا۔

ماضی قریب مصدر سے علامت مصدر دور کرکے یا ہے یا الف اور ہے لگانے سے بنتی ہے۔ جیسے کھانا سے کھایا ہے۔ پڑھنا سے پڑھا ہے۔

ماضی بعید مصدر سے علامت مصدر دور کرکے یا تھا یا الف اور تھا لگاکر بناتے ہیں۔ جیسے کھانا سے کھایا تھا۔ پڑھنا سے پڑھا تھا۔

ماضی استمراری مصدر کی علامت دور کرکے تا تھا یا رہا تھا لگا دینے سے بن جاتی ہے۔ جیسے کھانا سے کھاتا تھا یا کھا رہا تھا۔ پڑھنا سے پڑھتا تھا یا پڑھ رہا تھا۔

ماضی شکی مصدر کی علامت دور کرکے یا ہوگا یا الف اور ہوگا یا تا ہوگا بڑھا کر بناتے ہیں۔ جیسے کھانا سے کھایا ہوگا یا کھاتا ہوگا۔ پڑھنا سے پڑھا ہوگا یا پڑھتا ہوگا۔

ماضی تمنائی مصدر کی علامت دور کرکے تا یا الف اور ہوتا یا یا ہوتا یا یا ہو یا الف اور ہو لگا دینے سے بنجاتی ہے۔ جیسے کھانا سے کھاتا۔ کھایا ہوتا۔ کھایا ہو۔ پڑھنا سے پڑھتا۔ پڑھا ہوتا۔ پڑھا ہو۔

یہ صیغے سب واحد مذکر غائب کے تھے۔ باقی صیغوں کو جاننے کے لئے اس نقشہ میں گردانوں کو دیکھ کر یاد کرو۔

گردان فعل ماضی معروف

اقسام ماضی	تعداد صیغے	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
ماضی مطلق	مذکر	وہ گیا	وہ گئے	تو گیا	تم گئے	میں گیا	ہم گئے
	مؤنث	وہ گئی	وہ گئیں	تو گئی	تم گئیں	میں گئی	ہم گئیں
ماضی قریب	مذکر	وہ گیا ہے	وہ گئے ہیں	تو گیا ہے	تم گئے ہو	میں گیا ہوں	ہم گئے ہیں
	مؤنث	وہ گئی ہے	وہ گئی ہیں	تو گئی ہے	تم گئی ہو	میں گئی ہوں	ہم گئے ہیں
ماضی بعید	مذکر	وہ گیا تھا	وہ گئے تھے	تو گیا تھا	تم گئے تھے	میں گیا تھا	ہم گئے تھے
	مؤنث	وہ گئی تھی	وہ گئی تھیں	تو گئی تھی	تم گئی تھیں	میں گئی تھی	ہم گئی تھیں
ماضی استمراری	مذکر	وہ جاتا تھا وہ جا رہا تھا	وہ جاتے تھے وہ جا رہے تھے	تو جاتا تھا تو جا رہا تھا	تم جاتے تھے تم جا رہے تھے	میں جاتا تھا میں جا رہا تھا	ہم جاتے تھے ہم جا رہے تھے
	مؤنث	وہ جاتی تھی وہ جا رہی تھی	وہ جاتی تھیں وہ جا رہی تھیں	تو جاتی تھی تو جا رہی تھی	تم جاتی تھیں تم جا رہی تھیں	میں جاتی تھی میں جا رہی تھی	ہم جاتی تھیں ہم جا رہی تھیں
ماضی شکیہ	مذکر	وہ گیا ہوگا وہ جاتا ہوگا	وہ گئے ہونگے وہ جاتے ہونگے	تو گیا ہوگا تو جاتا ہوگا	تم گئے ہوگے تم جاتے ہوگے	میں گیا ہونگا میں جاتا ہونگا	ہم گئے ہونگے ہم جاتے ہونگے
	مؤنث	وہ گئی ہوگی وہ جاتی ہوگی	وہ گئی ہونگی وہ جاتی ہونگی	تو گئی ہوگی تو جاتی ہوگی	تم گئی ہونگی تم جاتی ہونگی	میں گئی ہونگی میں جاتی ہونگی	ہم گئی ہونگی ہم جاتی ہونگی
ماضی تمنائی	مذکر	وہ جاتا وہ گیا ہوتا وہ گیا ہو	وہ جاتے وہ گئے ہوتے وہ گئے ہوں	تو جاتا تو گیا ہوتا تو گیا ہو	تم جاتے تم گئے ہوتے تم گئے ہوں	میں جاتا میں گیا ہوتا میں گیا ہوں	ہم جاتے ہم گئے ہوتے ہم گئے ہوں
	مؤنث	وہ جاتی وہ گئی ہوتی وہ گئی ہو	وہ جاتیں وہ گئیں ہوتیں وہ گئی ہوں	تو جاتی تو گئی ہوتی تو گئی ہو	تم جاتیں تم گئی ہوتیں تم گئی ہوں	میں جاتی میں گئی ہوتی میں گئی ہوں	ہم جاتیں ہم گئی ہوتیں ہم گئی ہوں

فعل حال بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ مصدر کے آخر سے نا علامت مصدر دور کرکے تا ہے زیادہ کرتے ہیں۔ جیسے لکھنا سے لکھتا ہے۔ پڑھنا سے پڑھتا ہے۔

فعل مستقبل علامت مصدر دور کرکے گا۔ ئیگا۔ یا ویگا لگانے سے بنتا ہے۔ جیسے دینا سے دیگا۔ کھانا سے کھائے گا یا کھاویگا۔

فعل مضارع بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ علامت مصدر دور کرو۔ اگر آخر میں یائے مجہول رہے تو یہی مضارع کا صیغہ ہوگا۔ جیسے لینا سے لے۔ دینا سے دے۔ اور اگر آخری حرف کوئی اور ہو تو ئے یا وے زیادہ کرو۔ جیسے سونا سے سوئے یا سووے۔

فعل امر اور فعل نہی سے اصل میں صرف مخاطب کے صیغے آتے ہیں۔ اس لئے کہ حکم یا ممانعت کی اصل یہ ہے کہ اس میں تخاطب پایا جائے۔ غائب کے لئے بھی امر کے صیغے استعمال ہوسکتے ہیں۔ مگر متکلم کے لئے امر یا نہی کے آنے کا کوئی قرینہ نہیں۔ امر غائب کے لئے مضارع غائب کے صیغے استعمال ہوتے ہیں۔ اور نہی غائب کے لئے مضارع غائب سے پہلے نہ لگاتے ہیں۔ امر اور نہی کے صرف حاضر کے صیغے ہوتے ہیں۔ ان کے قاعدے دیکھو۔

امر علامت مصدر دور کرنے سے بنتا ہے اور نہی علامت مصدر دور کرکے اس سے پہلے مت لگانے سے بنتا ہے۔ جیسے دیکھنا سے دیکھ اور مت دیکھ۔ رونا سے رو اور مت رو۔

اب صیغوں کی تفصیل نیچے کے نقشہ سے معلوم کرو۔

دیگر افعال کی گردان

اقسام / صیغے	تعداد	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
فعل حال	مذکر	وہ جاتا ہے	وہ جاتے ہیں	تو جاتا ہے	تم جاتے ہو	میں جاتا ہوں	ہم جاتے ہیں
	مؤنث	وہ جاتی ہے	وہ جاتی ہیں	تو جاتی ہے	تم جاتی ہو	میں جاتی ہوں	ہم جاتی ہیں
فعل مستقبل	مذکر	وہ جاویگا	وہ جاوینگے	تو جاویگا	تم جاؤگے	میں جاؤنگا	ہم جاوینگے
	مؤنث	وہ جاویگی	وہ جاوینگی	تو جاویگی	تم جاؤگی	میں جاؤنگی	ہم جاوینگی
فعل مضارع	مذکر و مؤنث	وہ جائے	وہ جائیں	تو جائے	تم جاؤ	میں جاؤں	ہم جائیں
فعل امر	مذکر و مؤنث	×	×	تو جا	تم جاؤ	×	×
فعل نہی	مذکر و مؤنث	×	×	تو مت جا	تم مت جاؤ	×	×

فائدہ۔ کبھی تعظیم کے موقع پر بجائے تم جاؤ کے آپ جائیے استعمال کرتے ہیں۔ اور یہ بھی صیغہ امر ہی کا شمار ہوتا ہے۔ اسی طرح نہی میں مت جاؤ کی جگہ آپ نجائیے بولتے ہیں۔ اس وقت مت کی جگہ نہ آتا ہے۔

فعل مجہول بنانے کا قاعدہ

جس فعل کا بھی مجہول بنانا ہو اس کا ماضی مطلق کا صیغہ لو۔ اور اس کے

آگے جانا مصدر سے اُس فعل کا معروف کا صیغہ بڑھادو جسے تم استعمال کرنا چاہتے ہو۔ مثلاً فرض کرو تم بلانا سے ماضی مجہول بنانا چاہتے ہو۔ تو بلانا سے ماضی مطلق کا صیغہ بلایا لیا۔ اب اس کے آگے جانا مصدر مصدر سے ماضی معروف کا صیغہ گیا لگادیا۔ بلایا گیا بن گیا۔ یہ ماضی مجہول کا صیغہ ہوا۔

اسی طرح اگر تم کو بلانا سے مستقبل مجہول بنانا ہے۔ تو بلانا سے ماضی مطلق کا صیغہ بلایا لو اور اب اس میں جانا سے مستقبل معروف کا صیغہ جائیگا ملادو۔ بلایا جائیگا مستقبل مجہول کا صیغہ بن گیا۔

اسی طرح حال اور مضارع کے مجہول کے صیغے بنیں گے۔ امر کے لئے اتنا فرق سمجھو کہ جو مضارع مجہول کے صیغے ہونگے وہی امر میں استعمال ہونگے۔ اور نہی بنانے کے لئے اس کے پہلے نہ اور زیادہ کردیں گے۔ جیسے بلانا مصدر سے حال بلایا جاتا ہے۔ اور مضارع بلایا جائے بنیں گے۔ امر بھی بلایا جائے ہی ہوگا۔ اور نہی نہ بلایا جائے۔

لازم سے متعدی بنانا

اکثر لازم مصدر ایسے ہیں کہ وہ تھوڑی سی تبدیلی سے متعدی بن جاتے ہیں۔ اس کے چند ضروری اور عام قاعدے یہاں بتائے جاتے ہیں:۔

۱۔ علامت مصدر کے پہلے الف زیادہ کردینے سے۔ جیسے چلنا سے چلانا۔ پڑھنا سے پڑھانا۔

۲۔ دوسرے حرف کے بعد الف۔ واو یا ے بڑھادینے سے جیسے اچھلنا

سے اچھالنا - پھرنا سے پھیرنا - کھلنا سے کھولنا -

۳- بیچ سے واو یا ے نکال کر اسکی جگہ لا زیادہ کرنے سے - جیسے

رونا سے رُلانا - پینا سے پلانا -

مشق

۱- ماضی بعید - ماضی شکی - حال اور امر بنانے کے قاعدے بتاؤ -

۲- لکھنا - سونا - اچھلنا - کھلنا اور کھانا سے ماضی استمراری - مستقبل اور مضارع

بنا کر ان کی گردان کرو -

۳- مرنا - رونا - پوچھنا - پہننا اور چلنا سے ماضی قریب - ماضی تمنائی اور نہی

بنا کر ان کی گردان کرو -

۴- فعل مجہول بنانے کا قاعدہ بتاؤ - اور تین مختلف فعلوں سے مثالیں دو -

۵- مارتا تھا - کھلائے گا - لکھتا ہوگا - پلائے - اور کھولا تھا سے مجہول بنا کر

پوری گردان کرو -

۶- لازم سے متعدی بنانے کے قاعدے بتاؤ -

۷- ان مصدروں سے متعدی بناؤ :- ہنسنا - بسنا - ہلنا - مرنا - بندھنا -

چھدنا - رکنا - لٹنا - لپٹنا - چبھنا - گھلنا - سونا - کھانا - جاگنا - کودنا -

ہم مادہ الفاظ

عربی کے بے شمار لفظ ہیں جو ہماری زبان میں ایسے گھل مل گئے ہیں کہ

اب وہ ہماری زبان کے ہی لفظ بن گئے ہیں - عربی میں ان الفاظ کا ایک

مادہ ہوا کرتا ہے۔ مادہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ چند حرف ہوتے ہیں۔ جن سے بہت سے اسماء و افعال بنا کرتے ہیں۔ جیسے علم کہ اس سے تعلیم۔ معلم۔ متعلم۔ علوم۔ عالم۔ معلوم وغیرہ تمام الفاظ بنے ہیں۔ اگر ان عربی الفاظ کا تم کو مادہ معلوم ہو تو اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ان تمام افعال و اسماء کے معنی معلوم کرنے آسان ہو جاتے ہیں جو اس مادہ سے بنے ہوں یا مشتق ہوں۔ اس لئے کہ مادہ کے معنی تمام مشتقات میں کم یا زیادہ ضرور پائے جاتے ہیں۔ تم کو مادہ کی پہچان کی تفصیلات کا تو آئندہ علم ہوگا۔ فی الحال تم مختلف مثالیں دیکھو۔ اور کوشش کرو کہ تم بھی اسی طرح ہم مادہ الفاظ کے سلسلے بنا سکو۔ ہم مثالوں میں صرف ایسے ہی ہم مادہ الفاظ لکھیں گے جو تم نے اپنی کتابوں میں پڑھے ہوں اور آسان ہوں۔

۱۔ قتل۔ مقتل۔ قاتل۔ مقتول۔ قتال۔ مقاتلت۔

۲۔ قبل۔ اقبال۔ قبول۔ مقبول۔ مقابلہ۔ قبولیت۔ قبلہ۔ قبائل۔ قبیلہ۔

۳۔ کتاب۔ مکتب۔ مکتبہ۔ کتب۔ کتبہ۔ کتابت۔ کتابات۔

۴۔ حکم۔ حاکم۔ حکومت۔ محکوم۔ احکام۔ استحکام۔ محکمہ۔

۵۔ عرف۔ عارف۔ معروف۔ عرفان۔ معرفت۔ متعارف۔ تعارف۔

۶۔ حسن۔ حسین۔ محسن۔ محاسن۔ تحسین۔ استحسان۔ مستحسن۔

۷۔ عمل۔ معمول۔ عامل۔ تعمیل۔ استعمال۔ مستعمل۔ معمل۔

۸۔ طلب۔ طالب۔ مطلوب۔ مطلب۔ مطالب۔ طلبہ۔ طلاب

۹۔ قدر۔ قدرت۔ قدیر۔ تقدیر۔ مقدر۔ قادر۔ مقدور۔ مقدرت۔

محاورات وضرب الامثال

اہل زبان جن الفاظ یا جملوں کو حقیقی معنوں سے ہٹا کر مجازی معنوں میں بولتے ہیں۔ وہ محاورہ کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔

اسی طرح بعض فقرے ایسے ہوتے ہیں جو مشہور ہو کر زبان زد ہو جاتے ہیں۔ اور مخصوص موقعوں پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان کو کہاوت یا ضرب المثل کہتے ہیں۔ یہ فقرے عام طور پر مشہور مصنفوں کی کتابوں، معروف شاعروں کے اشعار یا مقبول اہل علم کے مقولوں میں سے لئے جایا کرتے ہیں۔

اب مثالیں دیکھو:۔

محاورات

محاورات	مفہوم	مثالیں
آپے سے باہر ہو جانا	اپنے آپے میں نہ رہنا	احمد خوشی کے مارے آپے سے باہر ہو گیا
آڑے آنا	مصیبت میں کام آنا	خدا کی رحمت ہی مشکل کے وقت آڑے آئے گی۔
بات رہ جانا	شہرت اور آبرو قائم رہنا	ہم تو زندہ نہ رہیں گے مگر ہماری بات رہ جائیگی
پاپڑ بیلنا	مصیبتیں اٹھانا	ہماری تو ساری عمر یونہی پاپڑ بیلتے گزر گئی
پیمانہ بھر جانا	خاتمہ قریب آجانا	بیمار غم کی زندگی کا پیمانہ بھر چلا۔ اب

محاورات	مفہوم	مثالیں
		اس کا خدا حافظ۔
تر دامن ہونا	گناہگار ہونا	ہماری تردامنی کا خیال نہ کرو۔ ہم بڑے پاکباز ہیں۔
خاک ڈالنا	نظرانداز کرنا	تم کیوں اسکی فکر کرتے ہو۔ اب اس پر خاک ڈالو۔ جو ہوا سو ہوا۔
پتھر پڑنا	لعنت پھٹکار ہونا	خدا جانے تمہاری عقل پر کیا پتھر پڑگئے ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہو۔
طوطی بولنا	شہرت ہونا	آج کل تو ہر طرف تمہارا ہی طوطی بول رہا ہے۔
منہ کی کھانا	ہارنا اور عاجز ہوجانا	اگر وہ تمہارے مقابلہ میں آیا تو منہ کی کھائیگا۔
ہرن ہوجانا	غایب غلہ ہونا	جب ڈنڈے لگے تو ان کا سب نشہ ہرن ہوگیا۔
بے پر کی اڑانا	لغو اور مہمل باتیں کرنا	اسکی کسی بات کا اعتبار نہ کرو۔ وہ یونہی بے پر کی اڑاتا ہے۔
جینے کے لالے ہونا	زندگی مشکل نظر آنا	تمہارے اِن وعدوں سے مجھے کیا فائدہ۔ مجھے تو جینے کے بھی لالے ہیں۔

ضرب الامثال

کہاوتیں	مفہوم
بڑے بول کا سر نیچا	جو آدمی زیادہ غرور اور شیخی کرتا ہے اسکا انجام برا ہوتا ہے۔

کہاوتیں	مفہوم
جان بچی لاکھوں پائے	مصیبت سے جان بچی تو گویا لاکھوں روپیہ سے زیادہ پالیا۔
جیسا دیس ویسا بھیس	انسان جس جگہ ہو وہاں کے حالات کے مطابق اپنا چلن رکھے۔
نیکی اور پوچھ پوچھ	نیکی کرنے میں تامل کی ضرورت نہیں۔
ساون ہرے نہ بھادوں سوکھے۔	ہر حالت اور ہر کیفیت میں ایک ہی سا حال۔
حساب جو جو بخشش سو سو	حساب ایک ایک پائی کا کرلینا چاہیئے۔ یوں دینے کے لئے کسی رقم کی بھی قید نہیں۔
ڈوبتے کو تنکے کا سہارا	مصیبت میں ذرا سی مدد اور سہارا بھی بہت ہوتا ہے۔
زبان خلق نقارۂ خدا	جو بات سارے میں مشہور ہو جائے وہ گویا خدا کی طرف سے ہوتی ہے اس لئے اسکو سچ سمجھنا چاہیئے۔
نیکی برباد گنہ لازم	ہماری بھلائیاں تو سب بھلا دی گئیں۔ اور اُلٹے الزام اپنے سر لگ گئے۔

مشق

۱۔ اپنی کتاب میں سے ہم مادہ الفاظ چھانٹ کر ایسے لفظوں کے پانچ سلسلے بنا کر بتاؤ۔

۲۔ ان محاورات اور کہاوتوں کے معنی معلوم کرکے جملوں میں استعمال کرو:۔

آنکھیں چرانا۔ پانی بھرنا۔ آئینہ دکھانا۔ خار کھانا۔ داغ دینا۔ دانت ہونا۔ رات بھیگنا۔ پردہ ڈھانکنا۔ سر پھرنا۔ قلم توڑنا۔ منہ کا نوالا۔ سر اٹھانا۔ لوہا ماننا۔ نقشہ جمنا۔ لٹو ہونا۔ ایک سر ہزار سودا۔ غرور کا سر نیچا۔ ایک پنتھ دو کاج۔ تل اوٹ پہاڑ۔ چراغ تلے اندھیرا۔

چھوٹا منہ بڑی بات - جیسی روح ویسے فرشتے - دال میں کالا - سو سُنار کی ایک لوہار کی۔

تیسرا باب

نظم و نثر

شعر کی نثر کرنا

تم کو معلوم ہے کہ شعر میں الفاظ کی اکثر وہ ترتیب باقی نہیں رہتی جو نثر میں ہوا کرتی ہے - اسی لئے بعض دفعہ آسان شعر کا مطلب سمجھنا بھی دشوار ہو جاتا ہے - لہذا یہ بہت ضروری بات ہے کہ شعر کی نثر کرنے کی مشق کی جائے۔

تم جانتے ہو کہ نثر میں اول فاعل پھر مفعول اور سب کے بعد فعل آتا ہے - ان تینوں کے علاوہ جتنے الفاظ یا فقرے ہوں گے وہ یا تو فاعل سے متعلق ہونگے یا مفعول سے اور یا ان کا فعل سے کوئی تعلق ہوگا - تو ایسے الفاظ کو فاعل - مفعول یا فعل ہی کے ساتھ رکھنا چاہیئے - یہ بھی خیال رکھو کہ فاعل مفعول فعل میں سے کوئی اگر محذوف ہو تو اسکو ظاہر کرنا بھی ضروری ہے - بس یہی صحیح نثر کرنے کا طریقہ ہے - مثلاً

۱ - محشر میں کس طرف سے یہ آنے لگی صدا آنا ہو جسکو آئے ہماری پناہ میں

(نثر) محشر میں یہ صدا کس طرف سے آنے لگی کہ جسکو آنا ہو ہماری پناہ میں آئے -

۲۔ تارے یہ نہیں فلک پہ چٹکے ہیں دھجیاں دامن سحر کی

(نثر) فلک پہ یہ تارے نہیں چٹکے ہیں بلکہ یہ دامن سحر کی دھجیاں ہیں۔

۳۔ نہ پایا جب تھکے ہارے نے کوئی کنج آسایش

لحد میں رہرد ملک عدم نے پہلی منزل کی

(نثر) جب تھکے ہارے نے کوئی کنج آسایش نہ پایا تو رہرد ملک عدم نے لحد میں پہلی منزل کی۔

تشبیہ

تشبیہ سے مراد یہ ہے کہ دو چیزیں جو آپس میں الگ الگ ہیں ایک معنی میں شریک بتائی جائیں۔ مثلاً اس جملہ میں کہ جعفر شیر کی مانند ہے۔ جعفر کو شیر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس چیز کو تشبیہ دی جاتی ہے اسے **مشبَّہ** کہتے ہیں اور جس سے تشبیہ دی جاتی ہے اس کا نام **مشبَّہ بہ** ہے۔ چنانچہ اس جملہ میں جعفر مشبَّہ ہے اور شیر مشبَّہ بہ۔ اور وہ معنی جو مشبَّہ اور مشبَّہ بہ میں شریک ہوتے ہیں **وجہ شبہ** کہلاتے ہیں۔ چنانچہ یہاں بہادری وجہ شبہ ہے۔ جس غرض سے کہ تشبیہ دی جاتی ہے اسے **غرض شبہ** کہتے ہیں۔ جیسے اس مثال میں جعفر کی عظمت ظاہر کرنا مقصود ہے۔ اور وہ حرف جو تشبیہ ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے حرف شبہ ہے۔ جیسا کہ یہاں مانند کا لفظ۔ تو تشبیہ کے پانچ ارکان ہیں۔ مشبہ۔ مشبہ بہ۔ وجہ شبہ۔ غرض شبہ اور حرف شبہ۔

اشعار میں عام طور پہ تشبیہ ہوا کرتی ہے۔ ایسے شعروں کا مطلب

بتاتے وقت ضروری ہوتا ہے کہ اول ارکان تشبیہ کو علیحدہ کرلیا جائے۔
اول غرض تشبیہ کی تشریح کی جائے۔ پھر مشبہ بہ کی ان خصوصیات کو بیان
کیا جائے جو وجہ شبہ ہیں۔ پھر مشبہ پر ان کو مطابق کرکے دکھایا جائے۔
بیان کرنے میں ان باتوں کا لحاظ نہ کیا جائے تو مطلب ادھورا رہ جائیگا۔
مثلاً ؎

ہوا پہ دوڑتا ہے اس طرح سے ابر سیاہ　　کہ جیسے جائے کوئی پیل مست بے زنجیر

اس شعر میں ابر کا آزاد اور مست ہونا ظاہر کرنا مقصود ہے۔ جس طرح
مست ہاتھی قید سے چھوٹ کر آزادی کے ساتھ خوفناک طریقہ پر بھاگا
پھریگا۔ کہتا ہے کہ اسی طرح آسمان پر کالے کالے بادل ہواؤں پر
مستانہ وار دوڑتے پھر رہے ہیں کہ نہ ان کے لئے کوئی روک ہے نہ بندش۔

اقسام نظم

شعر کی تعریف تم کو معلوم ہے۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ شعر کی مختلف شکلیں
ہوتی ہیں۔ ان تمام صورتوں کے لئے ایک نام نظم ہے۔ نظم کی خود بہت
سی قسمیں ہیں۔ مگر یہاں صرف چند ضروری قسمیں گنائی جاتی ہیں:۔

۱۔ مثنوی اس نظم کو کہتے ہیں جس کا ہر شعر الگ قافیوں میں ہو۔ لیکن
ہر شعر کے دونوں مصرعے آپس میں ہم قافیہ ہوں۔ مثنوی میں عام طور
پر کوئی قصہ، واقعہ، تاریخ، منظر، جنگ وغیرہ کی قسم کے لمبے مضمون
بیان کئے جاتے ہیں۔ مثلاً (عظیم)

روز روشن کے بعد آئی شام　　کیا سے کیا ہو گیا رخ ایام

چشم عالم سے ہو گیا مستور ۔۔۔ سات پردوں میں چھپ گیا ہے نور
بحر ظلمات ہو گیا ہے فلک ۔۔۔ بے نشانی میں کھو گیا ہے فلک
ہو گیا سر بسر جہاں تاریک ۔۔۔ سب زمین اور آسماں تاریک

۲۔ مخمس اس نظم کو کہتے ہیں جس کے ہر بند میں پانچ مصرعے ہوں۔ ان پانچ مصرعوں میں سے پہلے چاروں کا آپس میں ہم قافیہ ہونا ضروری ہے۔ پانچواں مصرع دوسرے قافیہ میں ہوگا۔ مگر جتنے بھی بند ہوں گے سب کے پانچویں مصرع آپس میں ہم قافیہ ہوں گے۔ جس بند کے ابتدائی چاروں مصرع بھی پانچویں سے ہم قافیہ ہوں گے وہ مطلع کہلایا جائے گا۔

مثلاً (نظیر)

ہیں اس ہوا میں کیا کیا برسات کی بہاریں ۔۔۔ سبزوں کی لہلہاہٹ باغات کی بہاریں
بوندوں کی جھمجھاوٹ قطرات کی بہاریں ۔۔۔ ہر بات کے تماشے ہر گھات کی بہاریں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

بادل ہوا کے اوپر ہو مست چھا رہے ہیں ۔۔۔ جھڑیوں کی مستیوں سے دھومیں مچا رہے ہیں
پڑتے ہیں پانی ہر جا جل تھل بنا رہے ہیں ۔۔۔ گلزار بھیگتے ہیں سبزے نہا رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

۳۔ مسدس اس نظم کو کہتے ہیں جس کے ہر بند میں چھ مصرعے ہوں۔ ابتدائی چاروں مصرعے آپس میں ہم قافیہ ہوں۔ اور پانچویں چھٹے مصرعے ان سے علیحدہ قافیوں میں مگر آپس میں ہم قافیہ ہوں۔ مثلاً (حالی)

بس اے ناامیدی نہ یوں دل بجھا تو ۔۔۔ جھلک اے امید اپنی آخر دکھا تو

ذرا نا امیدوں کی ڈھارس بندھا تو فسردہ دلوں کے دل آخر بڑھا تو

ترے دم سے مُردوں میں جانیں پڑی ہیں

جلی کھیتیاں تو نے سرسبز کی ہیں،

بہت ڈوبتوں کو ترایا ہے تو نے بگڑتوں کو اکثر بنایا ہے تو نے

اُکھڑتے دلوں کو جمایا ہے تو نے اُجڑتے گھروں کو بسایا ہے تو نے

بہت تو نے پستوں کو بالا کیا ہے

اندھیرے میں اکثر اجالا کیا ہے

۴۔ قطعہ قاف کے زیر سے ۔ اس نظم کو کہتے ہیں جس میں دو یا دو سے زیادہ شعر اس قید سے آئیں کہ سب کا مطلب آپس میں ایک دوسرے سے متعلق اور مسلسل ہو ۔ تمام شعروں کے دوسرے مصرعوں میں قافیہ اور ردیف) آئے ۔ اور پہلا شعر مطلع نہو ۔ جیسے

کہوں لے ذوق کیا حال شب ہجر کہ تھی اک اک گھڑی سو سو مہینے

تھی شب ڈال رکھا تھا اک اندھیر مرے بخت سیہ کی تیرگی نے

یہی کہتا تھا گھبرا کر فلک سے کہ او بے مہر بد اختر کمینے

کہاں میں اور کہاں یہ شب مگر تھے مری جانب سے تیرے دل میں کینے

۵۔ تضمین اس نظم کو کہتے ہیں جس میں کسی ممتاز شاعر کی غزل کے اشعار پر دوسرا شاعر مصرعے لگائے ۔ عام طور پر تین تین مصرعے لگا کر اس کو مخمس بنا لیا کرتے ہیں ۔ جو مصرعے بڑھائے جاتے ہیں ان میں قافیہ ردیف اصل شعر کے پہلے مصرعے کی مناسبت سے ہوا کرتا ہے ۔ تضمین

مخمس کے سوا کبھی مسدس، مسبع یا مثمن وغیرہ کی صورت میں بھی ہوا کرتی ہے۔

میر تقی میر کی غزل پر امانت لکھنوی نے مصرعے لگا کر مخمس بنایا ہے۔ اس کے دو بند مثال کے طور پر لکھے جاتے ہیں :۔

باغ عالم میں وہ بلبل ہوں کہ ہوں جانِ چمن میں نہ ہوں گا تو نہ ہوگا کوئی خواہانِ چمن
پھاڑ ڈالیں گے گریباں کو جوانانِ چمن "منہ پہ رکھ دامن گل روئیں گے مرغانِ چمن
باغ میں خاک اڑائیگی صبا میرے بعد"

میں ہی دیوانہ اکیلا نہیں صحرا میں ہوں بعد میرے بخدا ہونگے بہت سے مجنوں
کتنے تلووں کا ابھی تجھکو بہانا ہے خوں "تیز رکھنا سر ہر خار کو اے دشت جنوں
شاید آجائے کوئی آبلہ پا میرے بعد"

مشق

۱۔ جس شعر میں کوئی تشبیہ آئے اس کی تشریح کرنے کا کیا اصول ہے ؟۔

۲۔ مثنوی کی مثال میں جو اشعار آئے ہیں۔ ان کی نثر کرو۔

۳۔ مخمس۔ قطعہ اور تضمین کی تعریف کرو۔

۴۔ اپنی کتاب میں سے نظم کی ان مختلف قسموں کی مثالیں تلاش کرکے نکالو۔

۵۔ مسدس کی مثال میں جو دو بند دیے ہیں ان کا مطلب تشریح کے ساتھ لکھو۔

نثر کا مطلب

کسی نثر کی عبارت کا مطلب بیان کرنے کی یہ صورت ہوتی ہے کہ آدمی اس عبارت کو کئی بار پڑھے اور اس کے بعد اس کو اپنے لفظوں میں اس طرح لکھے کہ (۱) مشکل الفاظ کی جگہ آسان لفظ آجائیں۔ (۲) مبہم واضح فقروں کی اس قدر تشریح ہو جائے کہ کم سمجھ شخص بھی سمجھ لے۔ (۳) فعل فاعل مفعول میں سے کوئی اگر محذوف ہو تو ان کو ظاہر کر دیا جائے۔ (۴) اگر اصل عبارت میں بے سبب طول ہو تو اس کو کم کر دیا جائے۔ عبارت کا کوئی حصہ مطلب بیان کرنے سے رہ نہ جائے۔

مطلب بیان کرنے کا گر صرف اسی قدر ہے کہ انسان اصل عبارت کے مفہوم پر پورا قابو حاصل کرلے۔ اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ آدمی صحیح اور موزوں الفاظ میں عبارت لکھنے کی قابلیت پیدا کرے۔ مثلاً نیچے کی عبارت کا مطلب اس طرح ہوگا۔

عبارت۔ شاعر کے جذبات اور احساسات فطرۃً نہایت نازک لطیف اور سریع الاشتعال ہوتے ہیں۔ دریا کی روانی سے ہر شخص محظوظ ہوتا ہے لیکن شاعر جھومنے لگتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس درجہ کی کیفیت دوسروں پر بھی طاری ہو لیکن وہ لوگ اس کیفیت کو الفاظ کے ذریعہ سے اس طرح ادا نہیں کر سکتے جس طرح شاعر کر سکتا ہے۔ حاصل یہ کہ جو شخص واقعات اور مظاہر قدرت سے تمام لوگوں کی بہ نسبت زیادہ

متاثر ہو اور اس اثر کو الفاظ کے ذریعہ سے پورا پورا ادا بھی کر سکتا ہو
وہی شاعر ہے۔ (شبلی)

مطلب۔ شاعر کی طبیعت ہی میں یہ بات ہوتی ہے کہ اس کی حس کرنے کی طاقت بہت نازک اور جلد اثر قبول کرنے والی ہوتی ہے۔ دریا کے بہاؤ کو دیکھ کر ہر شخص خوش ہوگا مگر شاعر پر اس کا اتنا زیادہ اثر ہوگا کہ وہ خوشی کے مارے مست ہوجائے گا۔ دوسروں کی بھی ممکن ہے کہ ایسی ہی کیفیت ہوجائے مگر وہ لوگ اس کیفیت اور حالت کا اظہار لفظوں میں نہیں کرسکتے۔ اور شاعر ایسا کرسکتا ہے۔ تو خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص مختلف واقعات اور قدرتی مناظر کو دیکھکر دوسروں سے زیادہ اثر قبول کرے۔ اور پھر جو اثر اس کے دل پر پڑا ہے اس کو عمدہ طریقے سے پورے طور پر لفظوں میں بیان بھی کرسکے صرف اسی کو شاعر کہا جاسکتا ہے۔

خلاصہ کرنا

کسی عبارت کا نفس مطلب بیان کرنے یا اس کا خلاصہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ (۱) اس عبارت کو بار بار پڑھ کر اس کے اصل مضمون اور مفہوم کو سمجھ لیا جائے۔ (۲) تمام عبارت کو غور سے پڑھ کر ہر جملہ، نفقرہ اور لفظ کے مفہوم پر قابو حاصل کرلیا جائے۔ (۳) عبارت میں سے ایسے ضروری امور تلاش کئے جائیں جو نفس مطلب کو ادا کرنے کے لئے بیان کرنے ضروری ہیں۔ (۴) جس قدر الفاظ میں خلاصہ کرنا ہو اس کا اندازہ

کرتے ہوئے اختصار کیا جائے۔ (۵) یہ خیال رکھا جائے کہ اصل عبارت کے الفاظ کو چھوڑ کر اپنے الفاظ میں جو اصل سے بہت کم ہونے چاہئیں خلاصہ کرنا چاہیے۔ (۶) جو عبارت لکھی جائے وہ مسلسل۔ مربوط اور مکمل ہونی چاہیے۔ اپنی طرف سے اصل عبارت میں ترمیم اور اصلاح نہ کرنی چاہیے۔ (۷) اس کے بعد اپنے خلاصہ کو دوبارہ پڑھ کر دیکھا جائے۔ اگر زیادہ لمبا ہوگیا ہو تو غیر ضروری الفاظ اور فقروں کو نکال دیا جائے۔ نیز یہ بھی دیکھا جائے کہ کوئی ضروری بات خلاصہ میں لکھنے سے رہ تو نہیں گئی۔ اگر رہ گئی ہو تو اس کو نظر ثانی کرتے وقت درج کیا جائے۔

خلاصہ یا اختصار کرنے میں غور اور توجہ کی خاص ضرورت ہے۔ ورنہ تم بہت سی غیر ضروری باتوں کو ضروری سمجھ کر لکھ جاؤ گے اور بہت سی ضروری باتوں کو چھوڑ دو گے۔ مثلاً اس عبارت کو پڑھو اور پھر اس کا خلاصہ دیکھ کر دونوں کا مقابلہ کرو۔

عبارت ۔ اخباروں کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء میں کوئٹہ کے میں صبح کے ۳ بجکر ۲ منٹ پر بہت بھاری زلزلہ آیا۔ کئی سو میل کے طول اور عرض میں اس زلزلہ نے شہروں کو تباہ کیا۔ بلوچستان میں کم و بیش سب جگہ اس نے نقصان پہونچایا۔ سینکڑوں گاؤں برباد کردیے۔ کئی بڑے شہر تباہ ہوگئے۔ جانوں کا نقصان بے اندازہ ہوا ہے۔ ہزاروں تک مقتولین کی تعداد پہونچتی ہے۔ لوگوں کا تمام مال اسباب مکانوں کے نیچے دب گیا۔ لاکھوں کا روبار برباد ہوگیا۔

غرض کہ مالی نقصان کا اندازہ کروڑوں کا ہے۔ بہت سے محلات اور بڑی عمارتیں زلزلہ کے جھٹکوں سے ٹوٹ کر گر گئیں۔ کوئٹہ اپنی خوبصورتی کی وجہ سے "باغات کا شہر" کہلاتا تھا۔ یہ شہر تو بالکل ہی برباد ہو گیا۔ اب نہ وہاں باغات ہیں نہ عمارات۔ سب ویرانہ اور کھنڈر ہی نظر آتا ہے۔

خلاصہ۔ ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کو صبح ۳ بجکر ۲ منٹ پر کوئٹہ میں سخت زلزلہ آیا۔ زلزلہ کے جھٹکے کئی سو میل کے رقبہ میں محسوس کئے گئے۔ پورے بلوچستان میں سینکڑوں گاؤں اور چند بڑے شہر تباہ ہو گئے۔ ہزاروں جانیں ضایع ہو گئیں۔ لاکھوں کروڑوں کا مالی نقصان ہوا۔ سینکڑوں بڑی بڑی عمارتیں منہدم ہو گئیں۔ کوئٹہ جو "باغوں کا شہر" کہلاتا تھا بالکل برباد ہو گیا۔

سرخی تجویز کرنا

کسی عبارت کی سرخی یا عنوان تجویز کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اصل عبارت کو غور سے پڑھ کر یہ معلوم کیا جاے کہ لکھنے والا کس چیز کی بابت لکھتا ہے؟ اس کے لکھنے کا مقصد کیا ہے؟ اس چیز کی بابت وہ کیا کہنا چاہتا ہے؟ جب یہ معلوم کر لو تو پھر کسی ایسے ایک لفظ یا ایک مختصر سے فقرے کو غور کر کے سوچو جس میں مختصر طور پر پوری عبارت کی طرف اشارہ پایا جاے۔ بس یہی لفظ یا فقرہ اس عبارت کا عنوان ہو جائے گا۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اصل عبارت کے شروع یا آخر کا ایک جملہ یا

دو جملے اس عبارت کی سرخی تجویز کرنے کے لئے لفظ بہم پہونچا دیتے ہیں - اور اس طرح سرخی بہت آسانی سے قایم ہوجاتی ہے - مگر جب یہ صورت نہ ہو تو اصل عبارت کے پورے مفہوم کو ذہن نشین کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ ایک موزوں سرخی تجویز کی جا سکے -

اب مثالیں دیکھو - سرسید احمد خاں کا ایک مضمون ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے :-

"کاہلی ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنی سمجھنے میں لوگ غلطی کرتے ہیں - لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہاتھ پاؤں سے محنت نہ کرنا ، کام کاج محنت مزدوری میں چستی نہ کرنا ، اُٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے میں سستی کرنا کاہلی ہے - مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ دلی قوی کو بیکار چھوڑ دینا سب سے بڑی کاہلی ہے ۔"

ان سطروں کو پڑھ کر فوراً کاہلی کا لفظ سرخی مقرر کرنے کے لئے ذہن میں آتا ہے -

یا سر شیخ عبدالقادر کے ایک مضمون کی ابتدا یہ ہے :-

"ہندوستان میں علوم و فنون کی ترقی کی راہ میں ایک روک یہ رہی ہے کہ یہاں فن تنقید کا رواج نہیں تھا - اور باوجود ترقی کے مختلف خیالات پیدا ہوجانے کے آج تک یہ فن اس ملک میں رائج نہیں ہے ۔"

اسی قدر پڑھ کر فن تنقید عنوان قایم ہوجاتا ہے -

مشق

(الف) خیال ہر شخص کا رفیق شفیق اور یار غار ہے۔ دن بھر لاکھوں آدمیوں کو رُلاتا اور کروروں کو ہنساتا ہے۔ باوجودیکہ وہ تنہا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اسے ایسی زبردست طاقت بخشی ہے کہ ہر متنفس کے پاس رہتا ہے۔ اگر تم کسی وقت اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے پرانے عقیدے کے مطابق خیال کی بدولت تحت الثریٰ میں گاؤ زمین کو دیکھ رہے ہو اور ناگ دیوتا کی پھنکار سن رہے ہو تو اسی لمحہ میں تم کو وہاں سے اڑا کر عرش معلیٰ اور اجرام فلکیہ کی سیر کراتا ہے۔

(ب) میاں آزاد زمین کے گز بنے ہوئے ادھر اُدھر گھوم رہے تھے کہ اتنے میں ایک بڈھے کھوسٹ نے ایک بانکے سے کہا کہ میاں بیدھے آئے ہو یا جان وبال ہے یا زندگی دوبھر ہے یا چھینکتے گھر سے چلے تھے۔ یہ اکڑنا اور برسنا کیا معنی؟ یہاں گردن جھکا کر چلا کیجیے ورنہ کوئی پہلوان گردن ناپے گا۔ تو یہ مشیخت ساری خاک میں مل جائے گی۔ تننا اور اینڈنا بھول جائیے گا۔ مفت میں کرکری ہوگی۔

۱۔ اوپر کی دونوں عبارتوں کا مطلب اپنے الفاظ میں لکھو۔

۲۔ دونوں عبارتوں کے لئے موزوں عنوان تجویز کرو۔

۳۔ خلاصہ کرنے کے کیا اصول ہیں؟

۴۔ زمین کا گز بننا۔ گردن ناپنا۔ کرکری ہونا۔ خاک میں ملنا۔ ان محاوروں کو اپنے جملوں میں استعمال کرو۔

نثر کی قسمیں

نثر کی عبارت کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ یہاں تم کو بعض کی صورتوں کا فرق سمجھایا جاتا ہے۔

۱۔ بیان

کسی منظر۔ مقام۔ واقعہ یا حال کی کیفیت کو اپنے لفظوں میں کہنا بیان کہلاتا ہے۔ اس میں یہ ضروری ہے کہ جس چیز کا بیان کرنا ہو اس منظر۔ مقام۔ واقعہ یا حال کی پوری تفصیلات کو اپنے ذہن میں رکھا جائے ان میں جو ضروری اجزا ہیں ان کو بیان کیا جائے۔ اس منظر و مقام میں جو جو امور جس طرح نظر کے سامنے آئیں ان کو اسی طرح لکھا جائے۔ واقعہ کی جزئیات کی بہ ترتیب تفصیل کی جائے۔ جزئیات کی تفصیل اور ترتیب بیان یہ دو باتیں خاص طور پر پیش نظر رکھنی لازم ہیں۔ ورنہ بیان نامکمل یا غلط ہو جائے گا۔

مثلاً اگر تم کو ریل کے سفر کا حال بیان کرنا ہے تو اول لکھو کہ کس اسٹیشن سے روانہ ہوئے؟ کہاں کا ارادہ ہے؟ گاڑی کب آئی؟ گاڑی میں کس طرح سوار ہوئے؟ راستہ میں کون کون سے بڑے اسٹیشن پڑے؟ راستہ میں کس کس قسم کے منظر نظر آئے؟ ریل میں کوئی خاص واقعہ پیش آیا؟ منزل پر کب پہونچے؟ وغیرہ وغیرہ یا اگر تمھیں کسی باغ کا منظر بیان کرنا ہو تو بیان کرو کہ باغ کہاں

واقع ہے؟- تم کس طرح وہاں تک پہونچے؟ باغ کی کیا ترتیب ہے؟- دروازے سے اندر آنے کی کیا صورت ہے؟ اندر کیسی روشیں ہیں؟ کیاریوں - پودوں - درختوں کا کیا ڈھنگ اور صورت ہے؟ پھول کیسے ہیں؟ باغ کی نگرانی اور دیکھ بھال کیسی ہے؟ تمہارے دل و دماغ پر پھولوں اور پودوں نے کیا اثر کیا؟ وغیرہ وغیرہ-

۲- کہانی

کہانی یا قصہ لکھنا بہت مشکل ہے - کہانی بیان کرنے میں حسب ذیل اصولوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے (۱) پورا قصہ ذہن میں ہونا چاہیئے- (۲) قصہ کے واقعات کی صحیح ترتیب یاد ہو- (۳) پورے قصہ کا ترتیب وار خاکہ تیار کر لیا جاے (۴) خاکہ میں دی ہوئی تمام چیزوں کو اسی ترتیب سے پھیلا کر لکھا جاے- (۵) مناسب موقعوں پر آپس کی گفتگو کو موزوں الفاظ میں لکھو- (۶) کہانی کا خاتمہ خاص شے ہے- ساری کہانی اس طرح لکھنی چاہیئے کہ قدرتی طور پر اس کا وہ خاتمہ نکل آے- (۷) قصہ کا عنوان بھی اہم چیز ہے- کبھی تو تم قصّہ کے ہیرو کا نام ہی سرخی کے طور پر لکھ سکتے ہو- مثلاً رستم کے قصہ کا عنوان "رستم"۔ کبھی قصہ کے مناسب کوئی کہاوت سرخی کا کام دیگی- مثلاً "جو ڈرا سو مرا"- (۸) اس کے بعد کہانی کو دہراؤ اور دیکھو کہ عبارت سلیس- بامحاورہ اور قواعد کے لحاظ سے صحیح ہو-

اب ہم تمہاری سہولت کے لئے تین قصوں کا خاکہ بناتے ہیں- تم ان کو

بڑھا کر پوری کہانیاں لکھدو۔

(۱) دن گرم ..... بھوکی لومڑی ..... باغ ..... انگور کی بیل ..... پکے انگوروں کے گچھے ..... لومڑی کی اچھل کود ..... انگور کھٹے۔

(۲) کتے کے منہ میں ہڈی ..... راستہ میں پل ..... پانی میں عکس ..... دوسرا کتا ..... کودتا ہے ..... اپنی ہڈی بھی کھودی۔

(۳) شیر سو رہا ہے ..... چوہے نے جگا دیا ..... غصہ ہوا ..... چوہا مدد کا وعدہ ..... شیر نے چھوڑ دیا ..... شیر قید ..... چوہا کترتا ہے ..... شیر آزاد ..... شیر احسانمند۔

۴۔ سوانح عمری

زندگی کے حالات بیان کرنے کو سوانح عمری کہتے ہیں۔ اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسان خود اپنی سوانح عمری لکھدے دوسرے یہ کہ دوسرا شخص اس کی زندگی کے حالات لکھے۔ اس میں یہ ضروری ہے کہ نہایت دیانتداری سے احوال بیان کئے جائیں۔ برائیاں اور خوبیاں۔ کمزوریاں اور اچھائیاں سب لکھدی جائیں۔ زندگی کی کامیابی یا ناکامی کے اسباب پر روشنی ڈالی جاوے۔ غرض یہ کہ کوئی بات چھپائی نہ جاوے۔ تاکہ پڑھنے والوں کو نصیحت اور عبرت ہو۔ اور جوش، شرم، حمیت، غیرت وغیرہ پیدا ہو۔ عبارت سادہ۔ آسان اور روزمرہ ہونی چاہیئے۔

سوانح عمریاں بےجان اور بےعقل چیزوں کی بھی لکھی جاتی ہیں۔

ان میں بہتر صورت تو یہی ہوتی ہے کہ ان کو آپ بیتی کی شکل میں بیان کیا جائے اور اوران کے حالات ترتیب وار انہی کی زبان سے لکھے جائیں۔ ساتھ ہی یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ انداز بیان دلچسپ ہو تاکہ پڑھنے والے لطف کے ساتھ پڑھیں۔ مثلاً اگر شہد کی مکھی کی سوانح عمری لکھنے بیٹھو تو اول ان کے حالات کسی سے معلوم کر و یا پڑھو پھر انہی کی زبانی ان کی قسمیں۔ ان کے چھتہ کی ساخت۔ کام کی تقسیم۔ ننھی مکھیوں کی پرورش۔ پھولوں کا رس چوسنا۔ شہد جمع کرنا۔ چھتہ کی صفائی۔ حفاظت۔ آپس میں اتفاق۔ مجرموں کو سزا۔ وغیرہ وغیرہ اب ان اصولوں کو ذہن میں رکھ کر اول تو شہد کی مکھی کی آپ بیتی سوانح عمری بیان کرو۔ پھر طوطا۔ روپیہ۔ گھوڑا اور گیند کے حالات لکھو۔

۴۔ خط

انسان کو اپنی زندگی میں نامعلوم واقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس کو بعض ایسے خطوط لکھنے کی ضرورت پڑ جائے جن کے حسن و قبح پر اس کی زندگی کے اہم واقعات کا مدار ہو۔ اس لئے ہر شخص کو خط لکھنے کی مشق ہونی چاہیئے۔ تاکہ وہ حسب ضرورت و موقع خط لکھ سکے۔ ایک اچھے خط میں حسب ذیل باتوں کا خیال کرنا ضروری ہوتا ہے۔ (۱) خط کا عنوان۔ یعنی اوپر کاغذ کے داہنے کونے پر کاتب کو اپنا پتہ اور اس کے نیچے تاریخ لکھنی چاہیئے (۲) القاب اور آداب مکتوب الیہ کی حیثیت۔ رشتہ یا ملاقات کے لحاظ سے مناسب الفاظ

میں اس کو مخاطب کرنا اور سلام لکھنا چاہیئے۔ (۳) خط کا اصل مضمون۔
ہر خط میں مضمون اس کی نوعیت اور مقصد کے لحاظ سے مختلف عبارتوں
میں ہوگا۔ مگر ہر صورت میں یہ لحاظ رکھنا ہوگا کہ (ا) اگر خط بڑا ہے تو
نفس مضمون کے اعتبار سے اس کو مختلف پیراگراف میں تقسیم کیا جائے۔
(ب) خط کی زبان سلیس اور روزمرہ ہو۔ (ج) پورا مفہوم واضح طور
پر لکھنا چاہیئے۔ (د) صاف اور خوشخط لکھنا چاہیئے۔ بدخطی سے مکتوب الیہ
کی طبیعت مکدر ہوتی ہے۔ (۴) خاتمہ۔ خط کو اکرم ختم کرنا نامناسب
ہوتا ہے۔ اس لئے موزوں طریقہ پر آخری جملے لکھے جائیں۔ اور اپنے
نام سے قبل کچھ الفاظ خاکسار۔ مخلص۔ نیازمند۔ کمترین وغیرہ کی قسم کے
ضرور لکھنے چاہئیں۔ ان الفاظ کی جگہ کاغذ کے بائیں گوشہ پر ہوتی ہے۔
(۵) اور ان کے نیچے صاف صاف اپنا نام لکھدینا چاہیئے۔ (۶)
مکتوب الیہ کا پتہ کارڈ یا لفافہ پر اس طرح لکھا جائے گا کہ پہلی سطر میں
القاب کے ساتھ نام۔ دوسری سطر میں ذرا بائیں طرف کو ہٹا کر پتہ اور
اس کے نیچے بائیں کونہ پر شہر کا نام۔

ان ہدایات کے مطابق خط کی صورت یہ ہوگی:۔

چمن گنج، کان پور
۲۰ رجون ۱۹۳۵ء

مکرمی۔ تسلیم

براہ کرم ہماری شاعری کی ایک جلد میرے نام ذیل کے پتہ پر

بذریعہ وی پی ارسال کردیجئے۔ نیز گل رعنا اور شعر الہند کی قیمت سے بھی مطلع فرمایئے۔

خاکسار

طیب حسین

پتہ یوں ہوگا:۔

بخدمت جناب منیجر صاحب

انوار المطابع بک ڈپو

امین آباد

لکھنؤ

۵۔ مکالمہ

دو یا زیادہ اشخاص کی باہم گفتگو کو مکالمہ کہتے ہیں۔ (۱) مکالمہ میں ضروری ہے کہ انسان اپنے آپ کو باری باری سے ان اشخاص کی جگہ سمجھ لے اور بالکل اسی طرح گفتگو کو لکھے جس طرح وہ حقیقت میں بولتے۔ (۲) حالانکہ مکالمہ لکھنے والے کے لئے لازم ہے کہ وہ خوب غور اور تیاری کے بعد لکھے لیکن یہ بات اس کی تحریر سے ظاہر نہیں ہونی چاہیئے۔ (۳) اول مکالمہ کا ایک خاکہ تیار کرلینا بہت فائدہ مند ہوتا ہے۔ (۴) ہر فرد کی گفتگو مختصر برجستہ اور بیساختہ ہونی چاہیئے۔ (۵) مکالمہ کے افراد کی حیثیت، طبیعت۔ مزاج اور حالات کے مطابق گفتگو ہونا ضروری ہے۔

(۶) عبارت میں لفاظی اور بیجا تکلف نہ ہونا چاہیئے۔ (۷) بعض دفعہ ایک شخص دوسرے کی بات کاٹ کر بولتا ہے۔ یہ صورت جائز ہے۔ مگر اس میں احتیاط برتنی چاہیئے۔ (۸) کبھی کبھی بولتے میں آدمی سوال سے پہلے جواب دیدیتا ہے۔ اس میں کوئی ہرج نہیں۔ بشرطیکہ اس قسم کی فراست اس متکلم سے غیر متوقع نہو۔ (۹) بولتے میں لوگ اکثر حروف جذبات استعمال کیا کرتے ہیں جیسے اوہو۔ اہاہا۔ سبحان اللہ۔ واہ وا۔ وغیرہ۔ ان کا استعمال مناسب ہے مگر کثرت سے نہونا چاہیئے۔ (۱۰) اس امر کا خاص طور پر لحاظ رکھنا چاہیئے کہ مکالمہ کی ابتدا دلچسپ ہو اور خاتمہ نتیجہ خیز۔ یہ نہیں کہ بے تکے پن سے اکدم گفتگو ختم کردی۔

مثال کے لیئے ہم ایک مختصر مکالمہ لکھتے ہیں۔

کلیم۔ جاؤ مرزا کو بھیجدو۔

لونڈی۔ کون مرزا؟

کلیم۔ مرزا ظاہر دار بیگ جن کا مکان ہے۔ اور کون مرزا؟

لونڈی۔ یہاں کوئی ظاہر دار بیگ نہیں ہے۔

اتنا کہکر قریب تھا کہ لونڈی پھر کواڑ بند کرلے کہ جلدی سے کلیم نے کہا۔

کلیم۔ کیوں جی کیا یہ جمعدار صاحب کی محل سرا نہیں ہے؟

لونڈی۔ ہے کیوں نہیں؟

کلیم۔ پھر تم نے یہ کیا کہا کہ یہاں کوئی مرزا ظاہر دار بیگ نہیں۔ کیا ظاہر دار بیگ جمعدار کے وارث اور جانشین نہیں ہیں؟

لونڈی ۔ جمعدار کے وارثوں کو خدا سلامت رکھے ۔ تُو ظاہر دار بیگ جمعدار کا وارث بننے والا کون ہوتا ہے؟ ۔ (از توبۃ النصوح)

۶ ۔ لطیفہ

لطیفہ اس دلچسپ چھوٹے سے واقعہ یا چٹکلہ کو کہتے ہیں جس کو پڑھکر سُننے پڑھنے والوں کو لطف اور حظ حاصل ہو ۔ یہ ضروری نہیں کہ لطیفہ پڑھ کر آدمی ہمیشہ قہقہہ مار کر ہنسے ۔ کبھی وہ صرف خوشی سے مسکرا دیگا کبھی مسکراہٹ بھی نہ آئے گی مگر دل کو اک سرور اور خوشی محسوس ہو گی ۔ لطیفہ لکھنا مشکل ہے ۔ اس لئے کہ بہت سی باتیں جن کو عام آدمی لطیفہ سمجھتا ہے وہ تہذیب سے گری ہونے کی وجہ سے پڑھنے سُننے کے قابل بھی نہیں ہوتیں ۔ یہ بھی ضروری ہے کہ لطیفہ کی عبارت میں برجستگی اور بیساختگی ہو ۔ کہیں تصنع اور بناوٹ نہ آنی چاہیئے ۔ سلیس سادہ الفاظ میں اس چٹکلہ کو بیان کرنا چاہیئے ۔ لطیفہ کا عنوان یا تو کہانی کے قاعدے کے مطابق مقرر کیا جاتا ہے ۔ ورنہ اوپر صرف لطیفہ کا لفظ لکھدینا کافی ہے ۔

مثال کے لئے نیچے کے دو لطیفے پڑھو ۔

لطیفہ ۱ ۔ جب جعفر ٹہل کر لوٹا تو گھر میں آتے ہی اس نے اپنے بچے کو آواز دی ۔ خالد روتا ہوا باپ کے پاس آیا ۔ جعفر نے صبح ہی صبح بچہ کو روتا دیکھکر تعجب کیا ۔ اس کو پیار کرنے لگا اور رونے کا سبب پوچھا ۔

خالد۔ اماں کہتی تھیں کہ تمہارا اسکول جل گیا.......

جعفر۔ (بات کاٹ کر) نہیں بیٹا! تم مت روؤ۔ میں تو ابھی ادھر سے آ رہا ہوں۔ اسکول کی عمارت ویسی ہی ہے۔

خالد۔ (روتے ہوئے) میں نے بھی چھت پر چڑھ کر دیکھا تھا۔ اسی لئے تو رو رہا تھا کہ اسکول نہیں جلا۔ اب مجھے پڑھنے جانا پڑے گا۔

لطیفہ ۲۔ آقا نے اپنے ایک دوست کے نام خط لکھ کر ملازم کو دیا کہ دے آئے۔ ملازم نے غلطی سے خط کھو دیا۔ اور اس کی جگہ ایک سادہ لفافہ آقا کے دوست کو جا کر پہونچا دیا۔ انہوں نے لفافہ پر پتہ نام کچھ نہ دیکھا تو کہنے لگے "شاید ..... صاحب نے جلدی میں لفافہ سادہ ہی رہنے دیا" نوکر بولا۔ "حضور! خط کھول کر دیکھیں۔ میاں اس وقت اتنی جلدی میں تھے کہ انھوں نے اندر خط میں بھی کچھ نہیں لکھا ہے"

مشق

۱۔ کہانی اور سوانح عمری لکھنے میں کن اصولوں کا لحاظ کرنا ضروری ہے؟۔

۲۔ اپنی کتاب میں سے کوئی بیان اور کہانی پڑھ کر دیکھو کہ وہ تمہارے معلوم کئے ہوئے اصولوں پر پوری اترتی ہے یا نہیں؟۔

۳۔ دو خط لکھو ایک بھائی کے نام اور دوسرا کسی دوست کے نام۔ پہلے میں اپنی تعلیم کے حالات بیان کرو اور دوسرے میں اپنے اسکول کے کسی پیچ کا ذکر کرو۔

۴۔ مکالمہ کسے کہتے ہیں؟۔ اس کے لکھنے کے کیا اصول ہیں؟۔

۵۔ ایک شخص ریل میں اپنے ایک دوست سے برسوں بعد ملا ہے۔ دونو میں کیا باتیں ہونگی؟۔ ان کی گفتگو لکھو۔

۶۔ اپنی طبیعت سے دو لطیفے اور ایک کہانی بیان کرو۔ مگر خیال رکھو کہ ان کے اصولوں کی پوری پابندی قایم رہے۔

چوتھا باب

انشا پردازی

جملوں کا باہم تبادلہ

تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ فعل کی چار صورتیں ہوتی ہیں۔ بیانی حکمی۔ شرطی اور مصدری۔ ان میں سے چوتھی شکل کو چھوڑ کر پہلی تینوں سے مستقل جملے بن سکتے ہیں۔ جیسے زید آتا ہے۔ زید! ادھر آؤ۔ اگر زید آئے گا تو میں جاؤنگا۔ ان صورتوں کے ناموں کے اعتبار سے جملوں کو بھی یہی نام دیے جاتے ہیں۔ یعنی پہلا جملہ جملہ بیانیہ کہلاسے گا اس لئے کہ اس میں فعل صورت بیانی میں ہے۔ دوسرا جملہ جملہ حکمیہ ہے اس لئے کہ یہاں فعل صورت حکمی میں آیا ہے۔ تیسرے جملہ کو جملہ شرطیہ کہیں گے اس لئے کہ اس میں فعل صورت شرطی میں آئے

ہیں۔ جملہ کی ان تین اہم شکلوں کے سوا ایک چوتھی شکل اور بھی ہے۔ یعنی جملہ سوالیہ جس میں استفہام (سوال) آجائے۔ مثلاً۔ کیا زید گھر جائے گا؟ یہ کون شخص ہے؟۔

اب دیکھو کہ ایک قسم کے جملہ کو دوسرے کی شکل میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ یہ مشق طالب علموں کے لئے بہت فائدہ مند ہوتی ہے اس لئے کہ اس طرح ایک مفہوم کو مختلف لفظوں اور مختلف قسم کے جملوں میں بیان کرنے کی عادت پیدا ہونے سے انشا کی قوت اور صلاحیت آتی ہے۔

جملہ بیانیہ	جملہ سوالیہ	جملہ حکمیہ	جملہ شرطیہ
احمد امتحان میں کامیاب ہوگیا۔	کیا احمد امتحان میں کامیاب ہوگیا؟	احمد سے کہو کہ خوب محنت کرکے امتحان میں کامیاب ہوجائے۔	اگر احمد محنت کریگا تو امتحان میں کامیاب ہوجائے گا۔
اس نے اپنے بھائی کی کتاب بیچ ڈالی۔	کیا اس نے اپنے بھائی کی کتاب بیچ ڈالی؟	گوپال! اپنے بھائی کی کتاب بیچدو۔	اگر گوپال نے اپنے بھائی کی کتاب بیچی تو میں خرید لونگا۔
دشمن کے حملہ کی خبر مشہور ہوگئی۔	کیا دشمن کے حملہ کی خبر مشہور ہوگئی؟	دشمن کے حملہ کی خبر سارے ملک میں پھیلا دو۔	اگر دشمن کے حملہ کی خبر مشہور ہوئی تو سارا ملک جنگ کے لئے تیار ہوجائے گا۔

جملہ بیانیہ	جملہ سوالیہ	جملہ حکمیہ	جملہ شرطیہ
نیکی بدی مرنے کے بعد بھی باقی رہ جاتی ہے۔	کیا نیکی بدی مرنے کے بعد بھی باقی رہتی ہے؟	لڑکو! نیکی کرو اسلئے کہ نیکی بدی مرنے کے بعد بھی باقی رہتی ہے	اگر مرنے کے بعد باقی رہنے والی کوئی چیز ہے تو آدمی کی نیکی یا بدی ہے۔
ہر شخص کو مجھ پر اعتماد ہے۔	کیا ہر شخص کو مجھ پر اعتماد ہے؟	تم میرے اوپر اعتماد کرو۔	اگر تم مجھ پر اعتماد کروگے تو فائدہ اٹھاؤگے۔

بیانیہ اور سوالیہ جملوں میں تبادلہ کرنے کی صورت میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ باوجود تبدیلی کے معنی میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوتا۔ جیسے دیکھو

بیانیہ	سوالیہ
گندہ کتابوں کے پڑھنے میں وقت نہیں ضایع کرنا چاہیئے۔	گندہ کتابوں کے پڑھنے میں کیوں وقت ضایع کیا جاے؟۔
ہم بری زندگی بسر کرنے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے۔	کیا ہم بری زندگی بسر کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں؟۔
مسلمانوں کی عظمت کبھی فنا نہ ہوگی۔	مسلمانوں کی عظمت کب فنا ہوسکے گی؟
بزرگوں کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ نہ کرنا چاہیئے۔	کیا بزرگوں کے ساتھ اسی طرح کا برتاؤ کرنا چاہیئے؟۔
اس قسم کا لباس پہن کر مدرسہ نہ جانا چاہیئے۔	کیا اسی قسم کا لباس پہن کر مدرسہ جاؤگے؟۔

مشق

۱۔ بیانیہ اور شرطیہ جملوں کی تعریف کرو اور مثالیں دو۔
۲۔ تم کس طرح پہچانوگے کہ یہ جملہ سوالیہ یا حکمیہ ہے؟۔
۳۔ ذیل کے جملوں کو مناسب تبدیلیوں کے بعد بیانیہ۔ حکمیہ یا شرطیہ بناؤ:۔

اس نے اپنے خاندان کو بدنام کردیا۔ اگر چاندنی رات ہوئی تو میں باغ جاؤنگا۔ گوبند سے کہو کہ بازار سے پھل خرید لاے۔ اس نے بہادری کے ساتھ شیر کا مقابلہ کیا۔ اس کی زندگی بدمزگی سے گزرتی ہے۔ اگر میں باغ گیا تو انگور توڑونگا۔ اکبر! کھیلنے کے لئے میدان میں جاؤ۔

۴۔ ذیل کے بیانیہ اور سوالیہ جملوں کو باہم اس طرح بدلو کہ معنی وہی رہیں:۔

نیک کام کرنا سب سے اچھا مشغلہ ہے۔ پیاسے کو کپڑے پہنانا کیا نیکی ہے؟۔ اس کی مثال تقلید کے قابل نہیں ہے۔ ہر شخص سے کبھی غلطی ہوجاتی ہے۔ اسکی باتیں بھی کیسی بیوقوفی کی ہوتی ہیں؟۔ اورنگ زیب سے بڑا کون بادشاہ ہوسکتا ہے؟۔ مجھے اس کی باتوں کی کیا پروا ہے؟۔

خطوط نویسی

خط کسے کہتے ہیں۔ خط کے کیا اجزا ہیں اور خط لکھتے وقت کن اصولوں کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ اسکا ذکر ابھی ہوچکا ہے۔ اس لئے یہاں ان کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ ذیل میں ہم ایک نقشہ بناتے ہیں۔ جس میں خاص رشتہ داروں کے اور دوستوں وغیرہ کے چند القاب آداب لکھتے ہیں۔

مکتوب الیہ	القاب	آداب	خاتمہ
باپ، دادا، نانا، چچا، ماموں، خسر وغیرہ کو	۱۔ جناب قبلہ وکعبہ دوجہاں مدظلکم العالی۔	بعد آداب نیاز کے عرض ہے۔	آپ کا پیارا بیٹا یا۔۔
"	۲۔ قبلہ کونین وکعبہ دارین مدظلکم العالی۔	بعد آداب فدویانہ عرض پرداز ہوں	کمترین ۔۔۔۔۔
بڑے بھائی۔ یا بڑے بہنوئی وغیرہ کو	جناب بھائی صاحب قبلہ	تسلیم نیاز	کمترین یا خاکسار۔۔
چھوٹے بھائی یا سالے وغیرہ کو	برادر عزیز سلمہٗ یا برادرم	تسلیم یا بعد دعا کے معلوم ہو	راقم ۔۔۔۔۔۔
خاص دوستوں کو	۱۔ حبیب مکرم زاد لطفہٗ	تسلیم نیاز	آپ کا ۔۔۔۔۔
	۲۔ محبی وشفیقی زاد مجدہٗ	تسلیم نیاز	مخلص ۔۔۔۔
عام ملنے والوں کو	مکرم بندہ یا جناب مکرم یا مکرمی	تسلیم	خاکسار ۔۔۔
معزز اصحاب کو	۱۔ مخدومی ومعظمی زاد کرمہٗ	تسلیم نیاز	نیاز مند ۔۔۔
	۲۔ مکرم ومعظم بندہ زاد مجدہٗ	تسلیم مستمندانہ	خاکسار ۔۔۔

اب چند خط بطور نمونہ لکھے جاتے ہیں تاکہ تم خطوط نویسی کا پورا اندازہ قایم کرسکو۔

باپ کے نام

دہلی، قرول باغ
۳ رجولائی ۱۹۳۵ء

جناب قبلہ وکعبہ دوجہاں مدظلکم العالی

بعد آداب نیاز کے عرض ہے کہ
میں آپ سے اجازت حاصل کرکے بخیریت یہاں پھونچ گیا۔ بھائی صاحب اور منشی صاحب کو اچھی طرح پایا۔ آج منشی جی کے ساتھ اسکول گیا تھا۔ داخلہ ہوگیا ہے۔ شام کو جاکر بازار سے کتابیں وغیرہ خرید لونگا۔ اور انشاءاللہ جناب کی ہدایتوں کے مطابق کام کرونگا۔
امید ہے کہ دعاؤں میں یاد رکھیئے گا۔ سب کو آداب وسلام۔ فقط

آپ کا پیارا بیٹا
رفیق

دوست کے نام

قصہ خوانی، پشاور
۲۵ رجون ۱۹۳۵ء

محبی وشفیقی زاد مجدہٗ تسلیم نیاز

امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔ ہم لوگ تو سخت مصیبت میں مبتلا ہوگئے تھے۔ آپ نے بھی اخباروں میں پڑھا ہوگا کہ پشاور میں سخت آگ

لگی۔ آگ کیا تھی۔ خدا کا قہر تھا۔ جس آگ سے کہ ستر لاکھ سے زیادہ کا نقصان ہو جائے اور جو ہزاروں خاندانوں کو در بدر محتاج پھرا دے وہ عذاب الٰہی نہیں تو کیا ہے!۔ خدا ہم پر رحم کرے اور ہمارے گناہوں کو معاف کرے۔

آپ نے بہت دن سے خط نہیں بھیجا۔ جلد اپنی خیریت اور دیگر حالات سے مطلع کیجیے۔ والسلام۔

آپ کا

قمر الدین عفی عنہ

چھوٹے بھائی کے نام

آگرہ، قاضی گلی

۲ر اپریل سنہ ۱۹۲۵ء

برادر عزیز سلمہٗ بعد دعا کے معلوم ہو کہ

تمہارا خط ملا۔ یہ معلوم کر کے اطمینان ہوا کہ تم نے میرٹھ کالج میں داخلہ کرا لیا ہے۔ اب اپنا روزمرہ کا ٹائم ٹیبل بنا لو۔ اور پابندی کے ساتھ ابھی سے اس پر عمل کرنے لگو۔ وقت کی پابندی بیحد مفید ہے۔ اگر سستی اور کاہلی کو دخل دو گے تو انجام میں پچھتانا پڑے گا۔ اپنے استادوں کے ساتھ تعظیم سے پیش آنا۔ ایسا نہ ہو کہ ان حضرات کو مجھ سے شکایت پیدا ہو جائے اور مجھے شرمندگی اٹھانی پڑے۔ خط بھی جلد جلد لکھتے رہنا۔ والدہ صاحبہ کی سخت تاکید ہے۔ وہ تم کو دعائیں لکھواتی ہیں۔

راقم

خلیل عفی عنہ

مشق

۱۔ خط لکھنے کے کیا اصول ہیں؟ خط لکھتے وقت کن باتوں کا لحاظ ضروری ہے؟
۲۔ دوست کے نام خط لکھو۔ اور اس میں اپنے سالانہ امتحان کا حال بیان کرو۔
۳۔ چچا کے نام خط لکھو اور ان سے فرمایش کرو کہ وہ تمہارے ماہوار اخراجات کے بھیجنے میں دیر نہ کیا کریں۔ نیز کتابوں اور کپڑوں کے لئے روپیہ منگواؤ۔
۴۔"ساقی دہلی" کے اڈیٹر صاحب کے نام خط لکھ کر معلوم کرو کہ تم نے جو نظم اور مضمون بھیجا تھا اس کو انھوں نے کیوں شایع نہیں کیا۔

پیراگراف لکھنا

تم نے کتابوں میں دیکھا ہے کہ مضمون یا قصہ یا بیان وغیرہ کو مختلف ٹکڑوں میں کاٹ کاٹ کے لکھا جاتا ہے۔ تاکہ اس کا پڑھنا بھی آسان ہو اور عبارت کی طوالت سے سمجھنے میں بھی الجھن نہو۔ تو پیراگراف کہتے ہیں چند جملوں کے مجموعہ کو جو کسی ایک مفہوم کی بابت لکھے جائیں۔ یا جس میں ایک مفرد خیال کو چند مسلسل جملوں میں ظاہر کیا جاے۔ یہ لازمی نہیں کہ تمام پیراگراف ایک سی لمبائی کے ہوں۔ خیالات کے بڑے چھوٹے یا مفہوم کے کم وبیش ہونے کی وجہ سے پیراگراف بھی لمبا یا مختصر ہو سکتا ہے۔

پیراگراف کی خوبی حسب ذیل خصوصیتوں پر منحصر ہے:۔

۱۔ اتحاد۔ ایک پیراگراف میں ایک ہی تخیل (یا خیال) کو لکھنا چاہئے۔ ایسا ہرگز نہ ہو کہ مختلف خیالوں کو ایک پیراگراف میں بھر دیا جاے۔

(اس کی مشق کی آسان صورت یہ ہے کہ کتاب میں سے مختلف پیراگراف پڑھ کر ہر ایک کے لئے ایک سرخی تجویز کی جائے۔ تاکہ طالب علم کو اندازہ ہو جائے کہ کس طرح ایک ہی خیال کی بابت کم یا زیادہ جملے ایک پیراگراف میں لکھے گئے ہیں۔)

۲۔ ترتیب۔ پیراگراف میں جس تخیل کو پھیلایا جا رہا ہے اس کے متعلق جملوں میں منطقی ربط اور ترتیب ہونی چاہیئے۔ اور سلسلہ اور اصل خیال کو ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہیئے۔

پیراگراف میں سب سے اہم جملے دو ہوتے ہیں۔ پہلا اور آخری۔ ضروری ہے کہ پہلا جملہ اس تخیل کی بابت کوئی قاعدہ۔ کلیہ۔ اصول یا حقیقت ظاہر کرتا ہو۔ اور آخری جملہ سے اس سلسلۂ خیالات کا باضابطہ نتیجہ برآمد ہوتا ہو۔

۳۔ تنوّع۔ پیراگرافوں کی لمبائی کم و بیش ہونی چاہیئے۔ یہ نہیں کہ ہر پیراگراف میں برابر برابر نپے تلے جملے لکھے جائیں۔

ان اصولوں کو بیان کرنے کے بعد نمونہ کے طور پر اب ہم چند پیراگراف لکھتے ہیں تاکہ تم ان اصولوں پر ان کو پرکھ سکو۔

پہلی مثال

مولوی عبدالحلیم شرر مرحوم کے ایک مضمون "آج" کا پہلا پیراگراف ہے:۔

"ہم نے اپنی کتنی آرزوؤں کو آج پر اٹھا رکھا تھا۔ لیکن افسوس

ان میں سے ایک بھی پوری نہوئی۔ اور ہم پچھتاتے رہ گئے۔ دنیا میں اگر آج سچ پوچھو تو ہم کل کے آغوش میں ہیں جو گزر گئی وہ بھی کل تھی اور جو آنے والی ہے وہ بھی کل۔ یہ گزشتہ اور آیندہ دونوں کلیں جس موہوم نقطہ پر آکے ملتی ہیں اس کا نام ہم نے آج رکھ چھوڑا ہے۔ حالانکہ یہ نقطہ اس قدر موہوم اور بے حقیقت ہے کہ اہل ہندسہ کے نقطہ کی طرح گو موجود ہے مگر علیحدہ کرکے کبھی نہیں بتایا جا سکتا کہ کہاں ہے"

دوسری مثال

مولانا شبلی نعمانی مرحوم کے ایک مضمون "شاعری کی حقیقت" کا ایک پیراگراف ہے :۔

"شعر کا طبیعت پر اثر کرنا ایک فطری بات ہے۔ شعر دراصل دو چیزوں کا نام ہے۔ مصوری اور موسیقی۔ اور یہ دونوں چیزیں فطرتاً انسان کے دل پر اثر کرتی ہیں۔ قدرت نے انسان میں یہ مادہ رکھا ہے کہ اس کو تصویر اور نقل سے اس قدر مزہ آتا ہے کہ خود اصل شے سے نہیں آتا۔ ایک چھپکلی یا کنکھجورے کو تم دیکھو تو تم کو نفرت ہوگی۔ لیکن اگر کوئی شخص کنکھجورے کی ایسی تصویر کھینچ دے کہ اصل کا دھوکہ ہو تو تم کو خواہ مخواہ لطف آئے گا۔ اسی طرح موسیقی اور راگ کا اثر ہے جو فطرتاً طبیعت پر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جانور بھی اس سے خالی نہیں۔ چونکہ شعر انہی دونوں چیزوں یعنی مصوری اور موسیقی کا مجموعہ ہے، اس لئے اس کا دل پر اثر ہونا ایک فطرتی امر ہے۔ اس سے یہ نکتہ بھی

ثابت ہوا کہ شعر میں یہ دونوں باتیں کمال کے جس درجہ پر ہونگی اسی نسبت سے دل پر اس کا اثر ہوگا۔"

ان دونوں پیراگرافوں کو پڑھ کر دیکھو کہ ایک عمدہ پیراگراف کے پانچوں ضروری خواص ان میں موجود ہیں۔ یعنی (۱) اتحادِ خیال موجود ہے (۲) ابتدا موزوں طریقہ پر ہوئی ہے۔ (۳) تخیل میں منطقی تسلسل پایا جاتا ہے۔ (۴) تنوع کا اندازہ صرف اس پیراگراف سے نہیں ہو سکتا۔ ہاں! پورا مضمون پڑھو تو یہ صفت بھی پاؤ گے۔ (۵) آخری جملہ صحیح معنی میں نتیجہ بخش ہے۔

یہ صورت تو ان پیراگرافوں کی تھی جو کسی بڑے مضمون میں آئے ہوں۔ ایک دوسری شکل یہ ہوتی ہے کہ کسی سرخی یا مفہوم کی بابت صرف ایک ہی پیراگراف لکھا جائے۔ ایسے پیراگرافوں میں بھی انھی اصولوں کی پابندی کرنی ضروری ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اس شرط کے ساتھ اُس سرخی کی بابت پورا پورا نہیں لکھا جا سکتا۔ لیکن مناسب صورت یہ ہوتی ہے کہ جس چیز کے متعلق لکھنا ہے اس کی بابت کسی ایک خصوصیت یا حالت کا خیال کر لیا جائے اور وہ پیراگراف اسی پر ختم کر دیا جائے۔ مثلاً ہم سے کہا جائے کہ "گھوڑے" کی بابت ایک پیراگراف لکھو۔ تو ہم کو چاہیے کہ گھوڑے کی کسی ایک صفت کو لیکر لکھ ڈالیں۔ مثلاً گھوڑے کی ایک خصوصیت "وفاداری" ہے۔ بس اس کو پیش نظر رکھ کر ہم اس طرح لکھیں گے:-

گھوڑا

گھوڑے کا سب سے نمایاں وصف وفاداری ہے۔ گھوڑا اپنے آقا اور سائیس کو خوب پہچانتا ہے۔ اگر کہیں ان کو کسی مصیبت میں گرفتار پاتا ہے تو فوراً مدد کرتا ہے۔ گھوڑ دوڑ میں اگر کبھی شہسوار پشت پر سے گر پڑے تو گھوڑا بھی وہیں ٹھٹک جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ اس کو پشت سے پھینک کر خود بھاگ جائے۔ لڑائیوں میں گھوڑا جس قدر جاں نثاری اور وفاداری کا اظہار کرتا ہے اس کے متعلق تو جس قدر بھی بیان کیا جائے کم ہے۔ دوسرے جانوروں میں بھی وفاداری کا مادہ پایا جاتا ہے مگر گھوڑے سے کم۔ وفاداری کے ساتھ احسانمندی لازمی ہے۔ چنانچہ سچ بھی یہی ہے کہ اگر کوئی شخص گھوڑے کے ساتھ بھلائی اور مدد کرتا ہے تو گھوڑا بھی اس کے ساتھ وفاداری میں کبھی بخل نہیں کرتا۔

یا ہم سے کہا جائے کہ موٹر کے حادثہ کے متعلق لکھو تو ہم لکھیں گے:۔

موٹر کا حادثہ

تیز رفتاری کا شوق اس زمانہ میں دیوانگی کی حد تک پہونچ گیا ہے۔ مگر یہی تیز رفتاری اکثر موٹر کے حادثات کا سبب بنکر خطرناک اور مہلک بن جاتی ہے۔ ابھی چند روز کا واقعہ ہے کہ ایک برات لاریوں میں جا رہی تھی۔ راستہ وسیع دیکھ کر لاری والے نے رفتار بہت

تیز کردی۔ آگے چل کر کچھ بیل گاڑیاں اسی سمت جاتی ہوئی ملیں۔ چاہیے تھا کہ لاری والا رفتار کم کر دیتا۔ مگر اسی رفتار پر چلاتے ہوئے اس نے چاہا کہ بیل گاڑی سے بچا کر آگے نکل جائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لاری ایک درخت سے ٹکرائی۔ اس ٹکر کے اثر سے لاری تو چور چور ہو ہی جاتی مگر بیٹھنے والوں میں سے اکثر کے شدید ضربیں آئیں۔ اور چند آدمی تو جان سے گئے۔ حقیقت میں جلدی اور بے احتیاطی سے ہر ایک کو بچنا چاہیے۔

مشق

۱۔ پیراگراف لکھتے وقت کن اصولوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟۔

۲۔ ہاتھی۔ ایمانداری۔ امتحان۔ دریا اور آگ کے متعلق دس بارہ مسلسل جملے لکھو۔

۳۔ گائے۔ بلی۔ برسات کا دن۔ قناعت۔ انتقام۔ ستارے۔ آم۔ پہاڑ اور درزی کی سرخیوں پر ایک ایک پیراگراف لکھو۔

تمام شد

روح قواعد

و انشا

حصہ دوم

ورنیکولر اسکولز کے درجہ ششم کے لئے

اساتذہ سے گذارش

اس میں شک نہیں کہ طلبہ کے فائدہ کے لئے کتاب درسی کی خوبی مضامین اور حسنِ تالیف بھی ضروری ہے لیکن اُس کتاب سے اصلی فائدہ پہنچانا حضرات معلّمین کے طریق تعلیم اور شوق ومحنت پر منحصر ہے۔

ہر زبان کی تعلیم میں خواہ وہ مادری زبان ہو یا غیر، طلبہ کے لئے سب سے زیادہ غیر دلچسپ نصاب صرف ونحو ہے۔ اس کو دلچسپ بنانا یا کم ازکم غیر دلچسپ نہ ہونے دینا، دشوار ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں ہے۔ استقرائی طرز تعلیم، جدید و دلچسپ مثالیں دورانِ سبق میں جماعت سے سلسلہ سوالات جوابات میں طلبہ کی ہمت کی افزائی، یہ تدبیریں دلچسپی پیدا کرتیں اور قائم رکھتی ہیں، لیکن تجربہ شاہد ہے کہ ان تدبیروں کے ساتھ ان سے بڑھکر جو چیز کارگر ہے وہ خود استاد کا شوقِ تعلیم اور جوشِ افادہ ہے استاد خود اپنے مضمون سے دلچسپی رکھتا اور اپنے طریقِ تعلیم سے اس کا اظہار کرتا ہے تو سوتے ہوئے لڑکے بھی جاگ اٹھتے ہیں۔ قواعد و انشا خشک وبے مزہ مضمون ہے اس لئے اس میں شیرینی وگوارائی پیدا کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

اس عام گذارش کے بعد اس سلسلۂ نصاب یعنی رُوحِ قواعد و انشا

ہر سہ حصّہ کے متعلق یہ عرض ہے کہ

۱۔ محکمہ تعلیم نے اب کے پہلی مرتبہ اس طرف توجہ کی ہے کہ صرف ونحو کے ساتھ زبان وبیان شاعری وعروض ، بلاغت وانشا سے بھی مناسبت وواقفیت ، شوق وتوجہ پیدا کردی جائے ۔ چنانچہ رُوح قواعد وانشا کے تینوں حصّے سرکاری خاکہ وتجویز کے مطابق تیار کئے گئے ہیں ۔ اور کوئی پہلو کوئی عنوان ، کوئی تجویز نظر انداز نہیں کی گئی ۔ جیسا کہ ہر کتاب کی دوسری فہرست سے واضح ہوگا ۔

۲۔ مطبوعہ کریکولم کے مطابق دوسرے حصہ میں پہلے حصّہ کے مضامین کا اعادہ بھی کیا گیا ہے ۔ اور اسی طرح تیسرے میں دوسرے کا ۔ لیکن ضخامت کے محدود ہونے کے سبب سے ونیز طول لاطائل سے بچنے کی خاطر اعادہ میں اختصار سے کام لیا گیا ہے ۔ حسب ضرورت وموقع کہیں صرف تعریفات کا اعادہ کیا گیا ہے ، کہیں اصول واشارات کا ، کہیں شمار وتعداد کا ۔ اعادہ سے یہ مقصد پیشِ نظر رکھا گیا ہے کہ وہی مضمون جو پہلے حصّے میں پڑھایا جاچکا ہے ۔ اس وقت اس کی تفصیل یا تدریجی ترقی سے پہلے مضمونِ آموختہ کو یاد دلا دیا جائے ۔

۳۔ صرف ونحو کی تدریجی تعلیم تینوں حصوں میں بہترین طریقہ پہ مکمل کردی گئی ہے ۔

۴۔ الفاظ روزمرّہ ومحاورہ کا فرق اور استعمال مثالوں کے ذریعہ سے واضح کیا گیا ہے ۔ اساتذہ سے درخواست ہے کہ خود اور مثالیں دیکر اور طلبہ سے مثالیں اخذ کراکے مشق کرائیں ۔

۵۔**شاعری** سے دلچسپی پیدا کرنے کی غرض سے برمحل اور مناسب موقع اور ہم مضمون اشعار کی دلچسپ اور کارآمد فہرستیں شامل کی گئی ہیں۔ ان سے طلبا اپنی تحریر و تقریر میں کام لے سکتے ہیں، اور اسی طرح کے اور اشعار آسانی سے انتخاب کر سکتے ہیں۔ حضراتِ معلّمین ان کا استعمال خود اپنی تقریر میں کر کے بتائیں کہ طلبہ ان کی نقل کر سکیں۔

۶۔**صنائع و بدائع** کا صرف وہ حصہ درج کیا گیا ہے جو زیادہ ضروری اور مفید ہے۔ استاد صاحبان کورس کی کتاب سے اُن کی مثالیں نکال کر دکھائیں اور سمجھائیں کہ ان صنعتوں سے کلام میں کیونکر اور کس قدر حسن پیدا ہوتا ہے۔

۷۔**انشا پردازی** ان کتابوں کا سب سے اہم اور سب سے کارآمد حصہ ہے۔ اسی لئے اس کی توضیح و تشریح پر مولّف نے بھی خاص توجہ کی ہے اور حضرات اساتذہ کو بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ جملوں اور پیراگرافوں کا فرق اور اس کی ترتیب، مضمون کا اختصار و تطویل، عنوان تجویز کرنا، مجوزہ عنوان کا مضمون چند سطروں میں پھیلانا، ان باتوں کی مشق تھوڑی بہت ہر ہفتہ یا مہینہ میں دو بار ہونی ضروری ہے۔ انشا پردازی کی بنیاد یہی چیزیں ہیں۔

۸۔**مکتوب نگاری** یا خطوط نویسی اسکول کی تعلیم میں ہمیشہ سے داخل رہی ہے۔ اور اردو کی تعلیم کا یہ وہ حصہ ہے جس سے پانچویں چھٹے اور ساتویں درجہ کا ہر طالبِ علم کچھ نہ کچھ واقف بلکہ تجربہ کار ضرور ہوتا ہے۔ چھٹے ساتویں درجہ کا کوئی طالب علم جو اسکول میں انہی درجوں میں سب سے پہلے داخل ہوا ہو ایسا نہ ملے گا جس نے کبھی کوئی خط لکھا یا پڑھا نہ ہو۔ یہ حالت بطا ہر اُستاد

کیلئے تعلیم خطوط نویسی کو آسان کردیتی ہے، لیکن اصل میں یہی صورتِ حال اس تعلیم کی ایک حد تک دشواری کا سبب ہے۔ یعنی لڑکے سمجھتے ہیں کہ ہم ہر خط آسانی سے بالکل صحیح لکھ سکتے ہیں اس لئے کہ پہلے بہت لکھے پڑھے ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اگر لڑکوں کو باقاعدہ تعلیم نہیں دی گئی ہے تو وہ جو خط لکھنے کا دعویٰ رکھتے ہیں اور جیسا لکھ سکتے ہیں وہ جدید اصول کے مطابق مکتوب کہلانے کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے اساتذہ کو القاب و آداب کا فرقِ مراتب اور اختصار و موزونیت، مضمون مکتوب کا حسنِ ترتیب، پرائیویٹ اور کاروباری خطوط، امتیاز اور خصوصیات، مشق اور مثالوں سے سمجھانے کی ضرورت ہے۔

۹۔ **مضمون نویسی** اُردو ادبیات کا سب سے اہم رکن، طلبہ کی قابلیت کمال اور اسکول کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ مولّف نے "روح قواعد و انشا" میں اس فن کا کوئی ضروری پہلو اور مناسب ہدایت نظر انداز نہیں کی ہے حضرات معلمین ہر مشق مضمون نویسی میں لڑکوں کو ان ہدایات کی طرف متوجہ فرماتے رہیں۔



فہرست مضامین

فہرست مضامین بلحاظ نصاب مقررکردۂ محکمۂ تعلیم

پہلا باب

صرف و نحو

تم پڑھ چکے ہو کہ کلمہ کی چھ قسمیں ہوتی ہیں - اسم - ضمیر - صفت - فعل
تمیز - حرف - ان کی تعریفیں تمھاری آسانی کے لئے پھر دہرائی جاتی ہیں۔

۱- اسم وہ کلمہ ہے جو کسی شخص، جگہ یا چیز کا نام ہو - جیسے جعفر - گوپال -
لالٹین - کتاب - کلکتہ - دہلی وغیرہ -

۲- ضمیر وہ کلمہ ہے جو کسی اسم کی جگہ بولا جاے - جیسے ہم - تم - وہ -
جس - کون - یہ وغیرہ -

۳- صفت وہ کلمہ ہے جو اسم یا ضمیر کی بھلائی بُرائی کو بتائے یا یہ ظاہر
کرے کہ وہ کیا اور کتنا ہے - جیسے نیک - حسین - آٹھ - بارہ - چند
تھوڑا وغیرہ -

۴- فعل وہ کلمہ ہے جس میں تینوں زمانوں میں سے کسی زمانہ میں کام

کا کرنا یا ہونا پایا جائے - جیسے پڑھتا ہے - پڑھتا تھا - پڑھیگا وغیرہ -
۵ - تمیز وہ کلمہ ہے جو فعل یا صفت کے معنی کی تشریح اور صفت کرے - جیسے کتاب زیادہ موٹی ہے - موٹر سست چلتا ہے - ان جملوں میں زیادہ اور سست تمیز واقع ہوئے ہیں -
۶ - حرف وہ کلمہ ہے جو نہ کسی چیز کا نام ہو نہ کسی کی صفت واقع ہو - نہ کسی کام کے ہونے نہونے کے معنی دے - بلکہ صرف دوسرے لفظوں کو ملانے یا کسی کیفیت کو ظاہر کرنے کے لئے آئے - جیسے اوہو - افسوس واہ وا - سے - کو - میں وغیرہ

اسم کا بیان

تم کو معلوم ہے کہ اسم کی دو قسمیں ہیں - اسم معرفہ اور اسم نکرہ - تم کو یہ بھی یاد ہوگا کہ اسم معرفہ کی چھ قسمیں ہیں - علم - خطاب - لقب - عرف تخلص - کنیت - اور اسم نکرہ کی تم کو نو قسمیں یاد کرائی تھیں - اسم ذات اسم صفتی - اسم فاعل - اسم مفعول - اسم ظرف - اسم آلہ - اسم جمع اسم صوت - حاصل مصدر - سہولت کے لئے ان کی تعریف پھر لکھی جاتی ہے۔

اسم معرفہ کی قسمیں

۱ - علم وہ معرفہ ہے جو کسی شخص یا جگہ کا اصل نام ہو - جیسے رفیق احمد - گوپال داس - حیدر آباد - کشمیر وغیرہ -
۲ - خطاب وہ معرفہ ہے جو حکومت کی طرف سے بڑے کارناموں کے صلہ میں عطا ہوتا ہے - جیسے رائے بہادر - نواب بہادر - شمس العلما

سر - او بی ای - وغیرہ۔

۳- لقب وہ معرفہ ہے جو کسی خاص وجہ سے کسی شخص کے لئے مشہور ہوجاتا ہے - جیسے بلبل ہند اور رستم زماں - مسز سروجنی نیڈو اور گاما پہلوان کے القاب ان کے بہت اچھے مقرر اور بہت بڑے پہلوان ہونے کی وجہ سے مشہور ہو گئے -

۴- عرف وہ معرفہ ہے جس سے ماں باپ بچوں کو پیار میں پکارا کرتے ہیں - جیسے اچھے میاں - نوشہ میاں - ننّن - چھمن وغیرہ -

۵- تخلص وہ چھوٹا نام ہے جسے شاعر اپنی نظموں میں نام کی جگہ لکھنے کے لئے اختیار کر لیتے ہیں - جیسے مومن - داغ - فانی - اصغر - شاد وغیرہ -

۶- کنیت وہ معرفہ ہے جو باپ یا اولاد کی طرف نسبت کر کے پکارا جاتا ہے - جیسے ابو عبداللہ (عبداللہ کے باپ) - ام سلمہ (سلمہ کی والدہ) - ابن عمر (عمر کے بیٹے) - رحیمن کی ماں - جمن کا باپ وغیرہ -

اسم نکرہ کی قسمیں

۱- اسم ذات وہ نکرہ ہے جو کسی چیز کی حقیقت کو دوسری چیزوں سے علیحدہ کر کے بتائے - جیسے کرسی - قلم - پلنگ - بکری - گائے وغیرہ اس کا دوسرا نام اسم جامد بھی ہے -

۲- اسم وصفی وہ نکرہ ہے جس میں صفت کے معنی بھی پائے جائیں - جیسے بھلائی - برائی - خوبی - زشتی وغیرہ -

۳- اسم فاعل وہ نکرہ ہے جو کام کرنے والے کی ذات کو بتائے -

جیسے درندہ، دانا، بینا، پڑھنے والا، خواہشمند وغیرہ۔

۴۔ اسم مفعول وہ نکرہ ہے جو اس ذات کو بتائے جس پر کوئی کام واقع ہوا ہو۔ جیسے لکھا ہوا۔ بھیگا ہوا۔ دیدہ۔ شنیدہ۔ کشیدہ وغیرہ۔

۵۔ اسم ظرف وہ نکرہ ہے جس میں جگہ یا وقت کے معنی پائے جائیں۔ جیسے سال، دن، رات، مکان، میدان، اسکول وغیرہ۔

۶۔ اسم آلہ وہ نکرہ ہے جو کسی اوزار یا ہتھیار کے معنی بتائے۔ جیسے بیلن۔ دھونکنی۔ تلوار۔ چھُری۔ بسولا وغیرہ۔

۷۔ اسم جمع وہ نکرہ ہے جو بظاہر مفرد ہو مگر مجموعہ کے معنی پر شامل ہو جیسے جھنڈ، گروہ، جماعت، انجمن، قافلہ وغیرہ۔

۸۔ اسم صوت وہ نکرہ ہے جو آوازوں کو بیان کرے۔ جیسے غوں غوں دھم دھم۔ کوکو۔ غٹرغوں وغیرہ۔

۹۔ حاصل مصدر وہ نکرہ ہے جو مصدر کے معنوں کی کیفیت کو ظاہر کرے جیسے چھڑکاؤ۔ مسکراہٹ۔ اٹھان۔ پہناوا۔ لڑائی۔ ملاپ وغیرہ۔

اسم ظرف کی قسمیں

اسم ظرف کی پھر دو قسمیں ہیں۔ ظرف زماں اور ظرف مکاں۔

۱۔ ظرف زماں وہ اسم ظرف ہے جس میں وقت کے معنی پائے جائیں۔ جیسے سال، دن، رات، گھنٹہ، منٹ وغیرہ۔

۲۔ ظرف مکاں وہ اسم ظرف ہے جس میں جگہ کے معنی ہوں۔ جیسے مکان، میدان، اسکول، کمرہ، کوٹھری وغیرہ۔

مشق

۱۔ اسم معرفہ کی قسموں کے نام گناؤ اور بتاؤ کہ لقب اور خطاب میں کیا فرق ہے۔
۲۔ اسم نکرہ کی کتنی قسمیں ہیں؟۔
۳۔ اسم وصفی، اسم جمع، حاصل مصدر اسم مفعول اور ظرف مکان کی تعریف کرو۔
۴۔ الفاظ ذیل میں سے معرفہ و نکرہ کی قسمیں پہچان کر بتاؤ:۔

آگ ۔ پانی ۔ خوشی ۔ غم ۔ زمین ۔ تارگھر ۔ سبزی منڈی ۔ کان پور ۔ کوہسار ۔ نہرنی ۔ نکیل ۔ پن کٹے ۔ جھولا ۔ پھونکنی ۔ دستانہ ۔ قہقہہ ۔ قلقل ۔ چھم چھم ۔ محفل قطار ۔ بارات ۔ غول ۔ دولت مند ۔ رہبر ۔ قاتل ۔ پینے والا ۔ گرفتار ۔ مرغوب ۔ مقتول ۔ سنا ہوا ۔ دیکھنے والے ۔

لوازم اسم

ہم بتا چکے ہیں کہ لوازم اسم تین ہیں ۔ جنس، تعداد اور حالت ۔
(ا) جنس کی تین قسمیں ہیں :۔
۱۔ مذکر جو نر کے لئے استعمال ہو ۔ جیسے لڑکا ۔ بھیڑیا ۔ درزی ۔ پنکھا ۔
۲۔ مؤنث جو مادہ کے لئے استعمال ہو جیسے لڑکی ۔ فاختہ ۔ درزن ۔ میز ۔
۳۔ مشترک جو نر اور مادہ دونوں کے لئے یکساں استعمال ہو سکے ۔ جیسے قیدی ۔ مجرم ۔ یتیم ۔
(ب) تعداد کی دو قسمیں ہیں :۔
۱۔ واحد جو ایک چیز کے لئے بولا جائے ۔ جیسے گیند ۔ بچہ ۔ دیگچی ۔
۲۔ جمع ۔ جو ایک سے زیادہ چیزوں کے لئے بولا جائے ۔ جیسے گیندیں

جیسے درندہ، دانا، بینا، پڑھنے والا، خواہشمند وغیرہ۔

۴۔ اسم مفعول وہ نکرہ ہے جو اس ذات کو بتائے جس پر کوئی کام واقع ہوا ہو۔ جیسے لکھا ہوا۔ بھیگا ہوا۔ دیدہ۔ شنیدہ۔ کشیدہ وغیرہ۔

۵۔ اسم ظرف وہ نکرہ ہے جس میں جگہ یا وقت کے معنی پائے جائیں۔ جیسے سال، دن، رات، مکان، میدان، اسکول وغیرہ۔

۶۔ اسم آلہ وہ نکرہ ہے جو کسی اوزار یا ہتھیار کے معنی بتائے۔ جیسے بیلن۔ دھونکنی۔ تلوار۔ چھری۔ بسولا وغیرہ۔

۷۔ اسم جمع وہ نکرہ ہے جو بظاہر مفرد ہو مگر مجموعہ کے معنی پر شامل ہو۔ جیسے جھنڈ، گروہ، جماعت، انجمن، قافلہ وغیرہ۔

۸۔ اسم صوت وہ نکرہ ہے جو آوازوں کو بیان کرے۔ جیسے غوں غوں دھم دھم۔ کوکو۔ غٹرغوں وغیرہ۔

۹۔ حاصل مصدر وہ نکرہ ہے جو مصدر کے معنوں کی کیفیت کو ظاہر کرے جیسے چھڑکاؤ۔ مسکراہٹ۔ اٹھان۔ پہناوا۔ لڑائی۔ ملاپ وغیرہ۔

اسم ظرف کی قسمیں

اسم ظرف کی پھر دو قسمیں ہیں۔ ظرف زماں اور ظرف مکاں۔

۱۔ ظرف زماں وہ اسم ظرف ہے جس میں وقت کے معنی پائے جائیں۔ جیسے سال، دن، رات، گھنٹہ، منٹ وغیرہ۔

۲۔ ظرف مکاں وہ اسم ظرف ہے جس میں جگہ کے معنی ہوں۔ جیسے مکان، میدان، اسکول، کمرہ، کوٹھری وغیرہ۔

مشق

۱۔ اسم معرفہ کی قسموں کے نام گناؤ اور بتاؤ کہ لقب اور خطاب میں کیا فرق ہے۔
۲۔ اسم نکرہ کی کتنی قسمیں ہیں؟۔
۳۔ اسم وصفی، اسم جمع، حاصل مصدر، اسم مفعول اور ظرف مکان کی تعریف کرو۔
۴۔ الفاظ ذیل میں سے معرفہ و نکرہ کی قسمیں پہچان کر بتاؤ:۔

آگ - پانی - خوشی - غم - زمین - تارگھر - سبزی منڈی - کان پور - کوہسار - نہرنی - نکیل - پن کٹی - جھولا - پھونکنی - دستانہ - قہقہ - قلقل - چھم چھم - محفل قطار - بارات - غول - دولت مند - رہبر - قاتل - پینے والا - گرفتار - مرغوب - مقتول - سنا ہوا - دیکھنے والے۔

لوازم اسم

ہم بتا چکے ہیں کہ لوازم اسم تین ہیں۔ جنس، تعداد اور حالت۔
(ا) جنس کی تین قسمیں ہیں:۔
۱۔ مذکر جو نر کے لئے استعمال ہو - جیسے لڑکا - بھیڑیا - درزی - پنکھا -
۲۔ مؤنث جو مادہ کے لئے استعمال ہو جیسے لڑکی - فاختہ - درزن - میز -
۳۔ مشترک جو نر اور مادہ دونوں کے لئے یکساں استعمال ہو سکے۔
جیسے قیدی - مجرم - یتیم -
(ب) تعداد کی دو قسمیں ہیں:۔
۱۔ واحد جو ایک چیز کے لئے بولا جائے - جیسے گیند - بچہ - دیگچی -
۲۔ جمع - جو ایک سے زیادہ چیزوں کے لئے بولا جائے - جیسے گیندیں

بچے - دیگچیاں -

(ج) حالتیں تین ہوتی ہیں :-

۱- حالت فاعلی جب کہ اسم کی بابت کوئی بات کہی جاے یا اس سے کوئی فعل سرزد ہو - جیسے موہن نے کھانا کھایا - جعفر پاس ہو گیا - موہن اور جعفر حالت فاعلی میں ہیں -

۲- حالت مفعولی جب کہ اسم پر کوئی کام واقع ہوا ہو یا وہ اسم کوئی بات ہو جو پہلے اسم کی بابت کہی گئی ہو - جیسے گوبند نے ارجن کا سر پھاڑ دیا - زید نے سیب اور انگور کھائے - سر، سیب اور انگور حالت مفعولی میں ہیں -

۳- حالت اضافی جب کہ اسم کا قبضہ دوسری چیز پر ظاہر ہو یا اسم کی دوسرے کی طرف نسبت ظاہر ہوتی ہو - جیسے خالد کی ٹوپی نئی ہے - ماجد کی عادتیں اچھی ہیں - خالد اور ماجد حالت اضافی میں ہیں -

ترکیب صرفی

ترکیب صرفی کا قاعدہ تم کو یاد ہو گا کہ اول کلمہ کی قسم بتائی جاتی ہے - پھر اگر اسم ہے تو اسم کی قسم - پھر قسم کی قسم بتانی ہوتی ہے - اس کے بعد اسم کی جنس - تعداد اور حالت بتا کر ختم کر دیا جاتا ہے - جیسے

کملا کا پرانا صندوق ریل میں سے چوروں کے سردار نے چرا لیا -

کملا - اسم - معرفہ - علم - مونث - واحد - حالت اضافی -

صندوق - اسم - نکرہ - اسم ذات - مذکر - واحد - حالت مفعولی -

ریل - اسم - نکرہ - اسم ظرف - ظرف مکان - مؤنث - واحد - حالت مفعولی -
چوروں - اسم - نکرہ - اسم ذات - مذکر - جمع - حالت اضافی -
سردار - اسم - نکرہ - اسم ذات - مذکر - واحد - حالت فاعلی -

مشق

۱- لوازم اسم کسے کہتے ہیں؟
۲- تینوں حالتوں کی تعریف کرو اور مثالوں میں سمجھاؤ -
۳- ذیل کے جملوں میں سے اسموں کی ترکیب صرفی کرو :-

خالد نے یتیموں کو کھانا کھلایا - موہن کا بھائی امتحان میں فیل ہوگیا - کوئٹہ کو زلزلہ نے تباہ کردیا - ہمارا گھنٹہ بند ہوگیا - وہ اپنے والدین سے ملنے دہلی گیا ہے - مجسٹریٹ نے مجرموں کو سزا دی - حلوائی نے دھوبن کو کپڑے دیے - میں نے تلوار سے ساری فوج کو قتل کردیا - احمد حسین بہت اچھا کھلاڑی ہے -

ضمیر کا بیان

ضمیر کی چار قسمیں ہیں -
۱- ضمیر شخصی وہ ضمیر ہے جو کسی اسم کی جگہ بولی جائے - جیسے ہم - تم میں - وہ -
۲- اشارہ وہ ضمیر ہے جو اشارہ کرنے میں استعمال ہو - جیسے یہ، وہ
۳- استفہام وہ ضمیر ہے جو سوال کا بھی کام دے - جیسے کیا - کون - کونسا - کیونکر -

۴۔ موصول وہ ضمیر ہے جو اسم کی جگہ استعمال ہونے کے علاوہ دو جملوں کو بھی ملائے۔ جیسے جو۔ جس۔ جونسا۔ جن۔

تم کو معلوم ہے کہ ضمیر شخصی کی تین قسمیں ہیں۔ ضمیر متکلم۔ ضمیر حاضر ضمیر غائب۔ جس اسم کی جگہ ضمیر لائی جاتی ہے وہ اسم اس ضمیر کا مرجع کہلاتا ہے۔ مرجع ہمیشہ اپنی ضمیر سے پہلے آتا ہے۔ جیسے زید گھر سے آرہا تھا کہ اس کو راستہ میں چور ملے۔ مگر نظم میں کبھی کبھی ضمیر مرجع سے پہلے بھی آجاتی ہے۔ اس کو اصطلاح میں اضمار قبل الذکر کہتے ہیں۔ جیسے ؎

(۱) دعا شعار رہے تیرے جاں نثار رہے
اس آس پر کہ تو ہے اپنا قدر داں صیاد

یہاں تیرے اور تو کی ضمیریں صیاد کے لئے آئی ہیں۔ جو بعد کو آیا ہے۔

(۲) ان کی آنکھوں سے اگر نیند اڑ گئی
تجھ سے اے آہ رسا! لی جائے گی

اس شعر میں تجھ کی ضمیر آہ کے لئے آئی ہے جو اس کے بعد ذکر ہوا ہے۔

فایدہ۔ یاد رکھو کہ خدا۔ معشوق وغیرہ کچھ اسم ایسے ہیں جن کا ذکر نہ کرنا عیب نہیں ہے۔ جیسے اوپر کی دوسری مثال میں ان ضمیر معشوق کے لئے آئی ہے جو محذوف ہے۔

استفہام

استفہام کی تین قسمیں ہیں۔ استخباری۔ اقراری۔ انکاری۔

استفہام استخباری وہ استفہام ہے جو خبر یا اطلاع حاصل کرنے

کے لئے بولا جائے۔ جیسے آپ کا کیا حال ہے؟۔ یہ کون شخص ہے؟
۲۔ استفہام اقراری وہ استفہام ہے جس میں اقرار کے معنی بھی پائے
جائیں۔ جیسے کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ مسجد جایا کرو؟ کیا اس
نے تم کو چوری کرنے سے نہ روکا تھا؟۔
۳۔ استفہام انکاری وہ استفہام ہے جس میں انکار کے معنی بھی پائے
جائیں۔ جیسے تم سے کس نے کہا تھا کہ مت پڑھو؟۔ تم سے میں نے
کب کہا تھا کہ اس سے لڑو؟۔
استفہام کے لئے یہ دس لفظ مقرر ہیں۔ کون۔ کیا۔ کونسا۔
کے۔ کتنا۔ کیسا۔ کیوں۔ کب۔ کہاں۔ کدھر۔
(فائدہ) روابط کے آنے سے کون کس میں تبدیل ہوجاتا ہے۔

اشارہ

ضمیر اشارہ کی دو قسمیں ہیں۔ قریب اور بعید
۱۔ اشارہ قریب وہ اشارہ ہے جو قریب کی چیز کے لئے کیا جائے۔
یہ۔ اِن۔ اِس اور یہاں چار لفظ اشارہ قریب کے لئے آتے ہیں۔
۲۔ اشارہ بعید وہ اشارہ ہے جو دور کی چیز کے لئے لایا جائے۔ وہ۔
اُس۔ اُن۔ اور وہاں چار لفظ اشارہ بعید کے لئے مقرر ہیں۔
جس اسم کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے وہ مشارٌ الیہ کہلاتا ہے۔
جیسے وہ لڑکا۔ یہ کتاب۔ ان جملوں میں لڑکا اور کتاب مشارالیہ ہیں۔

موصول

تم کو معلوم ہے کہ موصول کا یہ بھی کام ہے کہ وہ دو جملوں کو ملاتا ہے۔ جیسے جس شخص نے ڈھونڈا اس نے پایا۔ جن لوگوں نے بویا انھوں نے کاٹا۔ اصل میں شخص نے ڈھونڈا اور اس نے پایا دو جملے ہیں جن کو جس نے ملا دیا ہے۔ اسی طرح لوگوں نے بویا اور انھوں نے کاٹا دو جملے ہیں جن کو جن نے ملایا ہے۔

اب یہ دیکھو کہ جس یا جن اکیلے کوئی کام نہیں دے سکتے۔ اس لئے ان کے بعد ایک جملہ آتا ہے جو ان کی تشریح کرتا ہے اس جملہ کو صلہ کہتے ہیں۔ اوپر کی دو مثالوں میں شخص نے ڈھونڈا اور لوگوں نے بویا صلہ ہیں۔

مگر موصول اور صلہ ملکر بھی پورا مطلب نہیں سمجھاتے۔ سننے والا پوچھتا رہ جائے گا کہ اسکا کیا ہوا؟ ان کے متعلق کیا کہتے ہو؟۔ اسی لئے موصول اور صلہ کے بعد ایک جملہ اور آتا ہے تاکہ کہنے والے کا مطلب پورا ادا ہو جائے۔ اس دوسرے جملہ کو جواب صلہ کہتے ہیں۔ جیسے اوپر کے جملوں میں اس نے پایا۔ اور انھوں نے کاٹا جواب صلہ ہیں۔

زیادہ تر یہ سات موصول آتے ہیں۔ جو۔ جو کوئی۔ جو کتنا۔ جس۔ جن۔ جنھیں۔ جنھوں۔

ترکیب صرفی

اسم کی طرح ضمیر کی بھی ترکیب صرفی ہوتی ہے۔ مثلاً

ہم خالد کے گھر سے آرہے تھے کہ اس نے پوچھا "جو شخص ابھی ملا تھا کیا تم اسکو جانتے ہو؟"

ہم - ضمیر - شخصی - متکلم - مذکر - جمع - حالت فاعلی

اس - ضمیر - شخصی - غائب - مذکر - واحد - حالت فاعلی

جو - ضمیر - موصول - شخص کے لئے آیا ہے۔

کیا - ضمیر - استفہام - استخباری -

تم - ضمیر - شخصی - حاضر - مذکر - جمع - حالت فاعلی -

اس - ضمیر - شخصی - غائب - مذکر - واحد - حالت مفعولی -

مشق

۱- اشارہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ - تعریف کرو اور مثالیں دو۔

۲- اضمار قبل الذکر کسے کہتے ہیں؟ - اپنی کتاب میں سے اس کی مثالیں ڈھونڈو۔

۳- استفہام انکاری اور جواب صلہ کی تعریف کرو اور مثال دو۔

۴- ان جملوں میں سے اسم اور ضمیر چھانٹ کر ترکیب صرفی کرو:-

اُس لڑکے کو یہاں بلا لاؤ۔ جس کو خدا رکھے اسے کون چکھے۔ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ روز مدرسہ جایا کرو؟ - تم کو یہ خط کس نے دیا ہے؟ - جو ڈرا سو مرا - جونسی قسم تم کو پسند ہو وہ لیلو - وہ کرسی اچھی ہے - جعفر نے بازار سے جو جوتہ خریدا تھا وہ ٹوٹ

گیا۔ میں نے کب اسٹیشن جانے کا اقرار کیا تھا؟۔

صفت کا بیان

صفت کی پانچ قسمیں ہیں :۔

۱۔ صفت ذاتی وہ صفت ہے جو کیفیت۔ حالت یا اچھائی برائی کو بتائے جیسے محنتی۔ مفید۔ ذہین۔ خوبصورت وغیرہ۔

۲۔ صفت عددی وہ صفت ہے جو گنتی کو بتائے جیسے چار۔ دس۔ بارہ وغیرہ۔

۳۔ صفت مقداری وہ صفت ہے جو مقدار کو ظاہر کرے جیسے کتنا سیر بھر۔ پاؤ بھر وغیرہ۔

۴۔ صفت تعیینی وہ صفت ہے جو کسی اسم کو اس جنس کی دوسری اشیاء سے معین اور خاص کر دے۔ جیسے اس شہر میں ان ملکوں سے زیادہ سردی ہوتی ہے۔

۵۔ صفت نسبتی وہ صفت ہے جو کسی اسم کی طرف نسبت کرکے بنائی جائے۔ جیسے ایرانی۔ انگریزی۔ ہندوستانی۔ عربی وغیرہ۔

یاد رکھو کہ جس اسم کے لئے صفت آتی ہے اس کو موصوف کہتے ہیں۔ یہ بھی جانو کہ صفت ذاتی کا دوسرا نام صفت تفضیلی بھی ہے۔

صفت تفضیلی (یا صفت ذاتی) کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ صفت نفسی وہ صفت ہے جو صرف ایک چیز کی اچھائی برائی یا

کیفیت اور حالت کو بتائے۔ اور اس کا دوسری چیزوں سے مقابلہ نہ کیا جائے۔ جیسے موہن شریر لڑکا ہے۔

۲۔ تفضیل بعض وہ صفت ہے جس میں ایک چیز کو اچھائی برائی یا کیفیت حالت میں دوسری چیز سے کم یا زیادہ بتایا جائے۔ جیسے گوبند موہن سے زیادہ شریر لڑکا ہے۔

۳۔ تفضیل کل وہ صفت ہے جس میں کسی کیفیت حالت یا اچھائی برائی میں ایک چیز کو اس کی جنس کی تمام چیزوں سے کم یا زیادہ بتایا جائے۔ جیسے گوپال اپنی جماعت میں سب سے زیادہ شریر لڑکا ہے۔

صفت عددی کی پانچ قسمیں ہیں:-

۱۔ عدد ذاتی وہ صفت عددی ہے جو بغیر کسی خاص لحاظ کے معمولی طور پر گنتی بتائے۔ جیسے دو۔ چار۔ چھ۔ دس۔ بارہ۔

۲۔ عدد ترتیبی وہ صفت عددی ہے جو گنتی کے ساتھ درجہ اور رتبہ کے لحاظ سے ترتیب بھی بتائے۔ جیسے پہلا۔ دوسرا۔ دسواں۔ بارھواں۔ بیسواں۔

۳۔ عدد ضعفی وہ صفت عددی ہے جس میں چیز کا دوچند سہ چند ہونا یا گنا پایا جائے۔ جیسے دُگنا۔ دس گنا۔ ہزار گنا۔ دوچند۔ سہ چند

۴۔ عدد استغراقی وہ صفت عددی ہے جس میں اعداد کو حصر کر دیا جائے۔ جیسے چاروں۔ آٹھوں۔ دسوں۔ تینوں۔ پانچوں۔

۵۔ عدد غیر محدود وہ صفت عددی ہے جو گنتی کی حد کو نہ بتائے۔

جیسے - کئی - بہت - تھوڑے - زیادہ -
یہ بھی یاد رکھو کہ صفت عددی کے موصوف کو موصوف نہیں کہتے۔ بلکہ یہاں اس کا نام معدود ہو جاتا ہے۔ چار لڑکے ہیں چار عدد ذاتی اور لڑکے معدود ہے۔

ترکیب صرفی

اسم اور ضمیر کی طرح صفت کی بھی ترکیب صرفی ہو گی۔ یعنی اول لکھو کہ صفت ہے۔ پھر صفت کی قسم بتاؤ۔ پھر اگر قسم کی قسم ہو تو وہ بتاؤ۔ پھر یہ بتا دو کہ کون سے اسم کی صفت واقع ہوئی ہے۔ مثلاً

(۱) اس نیک شخص نے تینوں بدترین مجرموں کو بھی معافی دے دی۔
(۲) چار سمت مشہور ہے کہ دھیان چند روپ سنگھ سے اچھا کھلاڑی ہے۔
(۳) وہ ہندوستانی سوداگر بہت سا گھی خرید کر لایا ہے۔

اس - صفت تعیینی۔ صفت ہے "شخص" کی۔
نیک - صفت ذاتی۔ صفت نفسی۔ صفت ہے "شخص" کی
تینوں - صفت عددی۔ عدد استغراقی۔ صفت ہے "مجرموں" کی
بدترین - صفت ذاتی۔ تفضیل کل۔ صفت ہے "مجرموں" کی
چار - صفت عددی۔ عدد ذاتی۔ صفت ہے "سمت" کی
(اس) سے اچھا - صفت ذاتی۔ تفضیل بعض۔ صفت ہے "کھلاڑی" کی
وہ - صفت تعیینی۔ صفت ہے "سوداگر" کی۔
ہندوستانی - صفت نسبتی۔ صفت ہے "سوداگر" کی۔

بہت - صفت مقداری - صفت ہے "گھی" کی -

مشق

۱- صفت تفضیلی کی قسموں کی تعریف کرو اور مثالیں دو -

۲- عدد ترتیبی - عدد استغراقی - عدد ضعفی اور صفت تعیینی کی تعریف اور مثالیں بتاؤ -

۳- ذیل کے جملوں میں سے اسم - ضمیر اور صفت تلاش کر کے ترکیب صرفی کرو:-

اس کے پاس بہت گھوڑے ہیں - ہم نے بہت پھل کھائے ہیں - ساتوں لڑکے امتحان میں بُری طرح فیل ہو گئے - میں تم سے دُگنا چالاک ہوں - کیا جعفر نے اس گھوڑے کو بیچ ڈالا ہے ؟ - مجھے تھوڑا روپیہ بھی کافی ہے - تم بہت بیمار ہو تھوڑا کھانا کھاؤ - سارے درجہ میں سب سے سُست سوہن ہے - وہ لوگ آ کر اس شخص کے کمرے میں چلے گئے جو ابھی یہاں بیٹھا تھا -

فعل کا بیان

فعل کی زمانہ کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں -

۱- **ماضی** وہ فعل ہے جس میں گزرے ہوئے زمانہ میں کسی کام کا کرنا یا ہونا پایا جائے - جیسے سویا - جاتا تھا - پڑھتا ہوگا - کھیل رہا تھا -

۲- **حال** وہ فعل ہے جس میں موجودہ زمانہ میں کسی کام کا ہونا یا کرنا پایا جائے - جیسے سوتا ہے - جاتا ہے - پڑھتا ہوں - کھیل رہے ہو -

۳- **مستقبل** وہ فعل ہے جس میں آئندہ زمانہ میں کسی کام کا کرنا یا ہونا پایا جائے - جیسے سوئیگا - جائے گا - پڑھیگا - کھیلے گا -

۴۔ مضارع وہ فعل ہے جس میں کام کا کرنا یا ہونا موجودہ یا آیندہ دونوں زمانوں میں پایا جاسکے ۔ جیسے سوئے ۔ جائے ۔ پڑھے ۔ کھیلے۔

ماضی

ماضی کی چھ قسمیں ہیں :۔

۱۔ ماضی مطلق وہ ماضی ہے جس میں گزشتہ زمانہ میں کام کا ہونا یا کرنا پایا جائے مگر کوئی قید نہ ہو کہ کام کے وقوع کو زیادہ عرصہ ہو چکا ہے یا ابھی ہوا ہے ۔ جیسے سویا ۔ پایا ۔

۲۔ ماضی قریب وہ ماضی ہے جس میں تھوڑی مدت قبل کام کا ہونا یا کرنا پایا جائے ۔ جیسے سویا ہے ۔ پایا ہے ۔

۳۔ ماضی بعید وہ ماضی ہے جس میں کام کو گزرے ہوئے زیادہ عرصہ ہو گیا ہو ۔ جیسے سویا تھا ۔ پایا تھا ۔

۴۔ ماضی استمراری وہ ماضی ہے جس سے معلوم ہو کہ گزشتہ زمانہ میں کام برابر جاری تھا ۔ جیسے سوتا تھا ۔ جاتا تھا ۔

۵۔ ماضی شکی وہ ماضی ہے جس سے شک ظاہر ہو کہ کام ہوا بھی ہے یا نہیں ۔ جیسے سویا ہو گا ۔ پایا ہو گا ۔

۶۔ ماضی تمنائی وہ ماضی ہے جس میں آرزو اور تمنا کے معنی پائے جائیں ۔ جیسے سوتا ۔ پاتا ۔

طور

فعل کے دو طور ہوتے ہیں :۔

۱۔ فعل معروف وہ فعل ہے جس کا فاعل موجود ہو جیسے خالد نے پڑھا۔ پڑھا کا فاعل خالد یہیں موجود ہے۔

۲۔ فعل مجہول وہ فعل ہے جس کا فاعل موجود نہو۔ بلکہ فاعل کی جگہ مفعول بولا گیا ہو۔ جیسے گوپال کو آم کھلائے گئے۔ اس جملہ میں گوپال اور آم دو اسم آئے ہیں۔ مگر کوئی بھی فاعل نہیں ہے۔ بلکہ مفعول ہیں۔ کھلانے والے کا نام ہی نہیں آیا جو فاعل ہے۔

فعل مجہول کا مفعول جو فاعل کا قایم مقام ہوتا ہے نائب فاعل کہلاتا ہے۔ جہاں دو مفعول آجائیں جیسے اوپر کے جملہ میں تو وہاں پہلا مفعول نائب فاعل کہلائے گا۔ اور دوسرے کو مفعول ہی کہیں گے۔ جیسے اس جملہ میں آم نائب فاعل ہے اور گوپال مفعول۔

فعل کی یہ تقسیم فاعل کے اعتبار سے بھی کہلاتی ہے۔

لازم۔ متعدی۔ ناقص

فعل کی مفعول کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ فعل لازم جو صرف فاعل سے ملکر پورے معنی ادا کردے اور مفعول کی ضرورت نہ ہو۔ جیسے موہن سوتا ہے۔ سوہن آگیا۔

۲۔ فعل متعدی جو فاعل سے ملکر پورے معنی نہ ادا کرے بلکہ مفعول کے ملانے کی بھی ضرورت باقی رہے۔ جیسے ماجد خط لکھتا تھا۔ راشد کتاب ڈھونڈتا ہے۔

فعل ناقص کو بھی یہیں یاد کرنا چاہیے۔ اس میں فاعل سے مل کر

پورے معنی ادا نہیں ہوتے۔ گر یہ مفعول کا بھی محتاج نہیں۔ بلکہ اس میں ایک اَور لفظ ملایا جاتا ہے جو فعل ناقص کے معنی کو مکمل کرتا ہے۔ جیسے خالد ذہین ہے۔ گوپال شریر تھا۔ فعل ناقص کے فاعل کو مبتدا کہتے ہیں اور جو لفظ اس کے معنی کو مکمل کرنے کے لیے آتا ہے وہ خبر یا متمم کہلاتا ہے۔ اوپر کی مثالوں میں خالد اور گوپال مبتدا ہیں۔ اور ذہین اور شریر خبر۔

متعدی کی قسمیں

فعل متعدی کی تین قسمیں ہیں:۔

۱۔ متعدی بیک مفعول وہ فعل ہے جو صرف ایک مفعول پر تمام ہو جائے جیسے وہ کتاب پڑھتا ہے۔ شنکر سیب کھاتا ہے۔

۲۔ متعدی بدو مفعول وہ فعل ہے جو دو مفعولوں پر تمام ہو۔ جیسے جعفر نے سوہن کو کھانا کھلایا۔ استاد نے لڑکوں کو سبق پڑھایا۔

۳۔ متعدی بسہ مفعول وہ فعل ہے جو تین مفعولوں پر جا کر تمام ہو جیسے استاد نے شنکر سے احمد کو کتاب دلوائی۔ شاہد نے ساجد کو بازار سے رومال خریدوایا۔

صورت

فعل کی چار صورتیں ہیں:۔

۱۔ صورت بیانی جس میں فعل کا وقوع کسی زمانہ میں معلوم ہو۔ اور شرط یا حکم کے معنی نہ پائے جائیں۔ جیسے وہ سوتا تھا۔ ہم کھیلتے تھے۔

۲۔ صورت حکمی جس میں فعل کے وقوع کا حکم یا ممانعت پائی جائے۔ جیسے آؤ۔ پڑھو۔ مت آؤ۔ مت پڑھو۔

۳۔ صورت شرطی جس میں فعل کا وقوع کسی دوسری بات کے ساتھ مشروط ہو۔ جیسے اگر تم آؤ تو میں چلوں۔ اگر ہم محنت کریں گے تو کامیاب ہو جائیں گے۔

۴۔ صورت مصدری جس میں صرف فعل کا وقوع پایا جائے۔ زمانہ، حکم یا شرط کی قید نہ ہو۔ جیسے سونا۔ دیکھنا۔ لینا۔

فعل کی صورت مصدری کو مصدر بھی کہتے ہیں۔

صورت حکمی صرف دو فعلوں میں ہوا کرتی ہے۔ یا یوں سمجھو کہ نفی اور اثبات کی صورتوں میں اس کے نام بدل جاتے ہیں۔ (۱) اگر اثبات ہے یعنی حکم کے معنی ہیں تو اس کو امر کہتے ہیں۔ جیسے پڑھو اور (۲) اگر نفی ہے یعنی ممانعت کے معنی ہیں تو اس کا نام نہی ہے۔ جیسے مت پڑھو۔

لوازم فعل

فعل میں زمانہ۔ طور۔ صورت اور نفی و اثبات کا پایا جانا لوازم فعل میں شمار ہوتا ہے۔ یعنی ہر فعل کے لئے ضروری ہے کہ اس میں کوئی زمانہ ضرور پایا جائے۔ وہ معروف ہو یا مجہول۔ چار صورتوں میں سے اس کی کوئی صورت ضرور ہو۔ اسی طرح وہ مثبت ہو یا منفی۔ ان سب کو تو تم پڑھ چکے ہو۔ اب یہ بھی یاد رکھو کہ ان کے علاوہ لوازم فعل میں یہ امر بھی شامل ہے کہ اس میں اسم کی طرح تعداد اور جنس پائی جاتی ہے۔

فعل کی تعداد اور جنس دونوں اس اسم یا ضمیر کے مطابق ہوں گی جس کے ساتھ فعل لایا گیا ہے۔ یعنی اس کے واحد جمع ہونے کے مطابق فعل بھی یا واحد ہوگا یا جمع۔ اور اس کے مذکر مؤنث ہونے کے لحاظ سے فعل بھی مذکر مؤنث لایا جائے گا۔

ترکیب صرفی

فعل کی ترکیب صرفی کا قاعدہ یہ ہے کہ مفعول۔ زمانہ۔ اثبات۔ طور۔ تعداد۔ شخص۔ جنس اور صورت کے لحاظ سے یکے بعد دیگرے اس کی قسمیں بتاتے چلے جاؤ۔ مثلاً

۱۔ اگر شاہد زندہ ہوتا تو بڑا آدمی بنتا۔

۲۔ ہم کھیل رہے تھے کہ اتفاقاً گر کر اسکی ٹانگ ٹوٹ گئی۔

۳۔ زیادہ مت کھاؤ ورنہ صحت خراب ہوجائے گی۔

۴۔ شنکر کہتا ہے کہ وہ لاہور نہیں جائے گا۔

ہوتا۔ فعل ناقص۔ ماضی تمنائی۔ مثبت۔ معروف۔ واحد غائب۔ مذکر۔ صورت شرطی۔

بنتا۔ فعل متعدی۔ ماضی تمنائی۔ مثبت۔ معروف۔ واحد غائب۔ مذکر۔ صورت شرطی۔

کھیل رہے تھے۔ فعل لازم۔ ماضی استمراری۔ مثبت۔ معروف۔ جمع متکلم مذکر۔ صورت بیانی۔

ٹوٹ گئی۔ فعل لازم۔ ماضی مطلق۔ مثبت۔ معروف۔ واحد غائب۔ مؤنث

صورت بیانی۔

مت کھاؤ ۔فعل متعدی ۔ نہی ۔ معروف ۔ جمع حاضر ۔ مذکر ۔ صورت حکمی۔

ہوجائے گی ۔فعل ناقص ۔مستقبل ۔ مثبت ۔ معروف ۔ واحد غائب ۔ مؤنث

صورت بیانی ۔

کہتا ہے ۔ فعل متعدی ۔ حال ۔ مثبت ۔ معروف ۔ واحد غائب ۔ مذکر

صورت بیانی ۔

نہیں جائیگا ۔فعل لازم ۔مستقبل ۔ منفی ۔ معروف ۔ واحد غائب ۔ مذکر

صورت بیانی ۔

مشق

۱۔ مصدر ۔صورت شرطی ۔ فعل ناقص اور خبر کسے کہتے ہیں ؟ ۔

۲۔ متعدی کی کے قسمیں ہیں ؟ تعریف کرو اور مثالیں دو ۔

۳۔ ذیل کے جملوں میں سے اسم ۔ضمیر ۔ صفت اور فعل کی ترکیب صرفی کرو :۔

اس نے حاکم کو لکھا کہ تم ہم کو خط لکھا کرو ۔ آخر میں نے کیا کیا ہے جس کی آپ کو شکایت ہے ؟ ۔ میں تجھ سے نفرت کرتا ہوں اور تیرے جرموں کی سزا ضرور دوں گا۔ جو کہنا ہو آزادی سے کہو ۔ کیا کوئی شخص مجھ سے زیادہ بہادر ہوا ہے ؟ ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ راجہ دلّو نے دلی بسایا تھا ۔ اگر آج سے دو صدی پہلے یہ آلہ ایجاد ہوا ہوتا تو ٹائپ کا موجد پردۂ گمنامی میں روپوش ہوتا ۔ اس غار میں موذی جانور رہتے ہیں ۔ غاروں کی گہرائی رسیوں سے ناپی جاتی ہے ۔ سمندر کی گہرائی میں وہ کیونکر جا سکا ۔

تمیز کا بیان

تمیز کی چھ قسمیں ہیں -

۱- تمیز زمانی جو وقت اور زمانہ پر دلالت کرے - جیسے صبح - شام - رات کبھی - پہلے - آگے - اچانک - اکثر - آخر وغیرہ -

۲- تمیز مکانی جس میں جگہ کے معنی ہوں - جیسے کہاں - اوپر - تلے - پاس باہر - یہاں - وہاں وغیرہ -

۳- تمیز سبب جو سبب یا علت کے لئے بولا جائے - جیسے لئے - کیسے کس لئے - چنانچہ وغیرہ -

۴- تمیز ایجابی جو جواب کے معنی دے - جیسے بہت اچھا - ٹھیک - واقعی - بجا وغیرہ -

۵- تمیز انکاری جو نفی اور انکار کے لئے آئے - جیسے نہیں تو - بلاامت. بدون - ہرگز - بے شبہ وغیرہ -

۶- تمیز عام جو ان پانچ کے علاوہ اور کسی معنی میں آئے - جیسے زیادہ تیزی - ضرور - سر بسر - آہستہ - ہو بہو - کس قدر وغیرہ -

بہت سے الفاظ مرکب ہو کر تمیز کے معنی دیتے ہیں - ان کو معنوں کے اعتبار سے مذکورہ بالا قسموں میں شامل کر لینا چاہیئے - جیسے آئے دن رفتہ رفتہ - حاصل کلام - پھرتی سے - بخوشی - بدل وجان - حتی المقدور

حرف کا بیان

حروف کی تین قسمیں ہیں :-

۱۔ **حروف جارہ** وہ حرف ہیں جو جملہ کے الفاظ میں رابط اور سلسلہ پیدا کرنے کے لئے لائے جاتے ہیں ۔ جیسے سے ۔ کے ۔ لئے ۔ تک ۔ پر وغیرہ ۔ یاد رکھو کہ جو اسم حروف جارہ کے ساتھ آتا ہے ۔ اس کو مجرور کہتے ہیں ۔ جیسے اسٹیشن تک ۔ مکان سے ۔ چھت پر ۔ ان میں اسٹیشن مکان اور چھت مجرور ہیں ۔

۲۔ **حروف وصل** وہ حرف جو دو لفظوں یا دو جملوں کو آپس میں ملانے کے لئے آئیں ۔ جیسے اور ۔ یا ۔ ورنہ ۔ اگر ۔ اس لئے وغیرہ ۔

۳۔ **حروف جذبات** وہ حروف جو خوشی، تعجب ، افسوس ، نفرت یا کسی اور جذبہ کو ظاہر کرتے ہیں ۔ جیسے افسوس ۔ واہ وا ۔ تف ۔ خبردار شاید وغیرہ ۔

حروف وصل

حروف وصل کی آٹھ قسمیں ہیں :-

۱۔ **حرف عطف** وہ حرف ہیں جو دو کلموں یا دو جملوں کو ملا کر ایک حکم میں شامل کر دیں ۔ جیسے زید اور خالد ۔ کتاب یا قلم ۔ جن دو کلموں یا دو جملوں کو یہ حروف ملاتے ہیں ۔ ان میں سے پہلا معطوف علیہ اور دوسرا معطوف کہلاتا ہے ۔ مثلاً اوپر کی مثالوں میں زید اور کتاب

معطوف علیہ اور خالد اور قلم معطوف ہیں۔

۲۔ حرف بیان وہ حرف ہیں جو پہلی بات کو بیان کرنے اور واضح کرنے کے لئے آئیں۔ جیسے حسن نے کہا کہ وہ پاس ہوگیا۔ حرف بیان سے پہلے جو جملہ ہوتا ہے وہ مبیّن اور جو بعد میں آتا ہے وہ بیان کہلاتا ہے۔ اس مثال میں حسن نے کہا مبین ہے اور وہ پاس ہوگیا بیان ہے۔

۳۔ حرف شرط و جزا وہ حرف ہیں جن سے یہ بات ظاہر ہو کہ پہلے کام کا ہونا دوسرے کام پر موقوف ہے۔ جیسے اگر تم وہاں جاؤ گے تو تم کو انعام ملیگا۔ پہلے جملہ کو شرط کہتے ہیں اور جو لفظ اس کے شروع میں آئے اس کو حرف شرط۔ اور دوسرے جملہ کو جزا کہتے ہیں۔ اور جو لفظ اس کے ابتدا میں ہوتا ہے اسے حرف جزا۔ اس مثال میں اگر حرف شرط تم وہاں جاؤ گے شرط تو حرف جزا۔ اور تم کو انعام ملیگا۔ جزا ہے۔

۴۔ حرف علت وہ حرف ہیں جو کسی بات کے ہونے نہ ہونے کی وجہ اور سبب بتائیں۔ جیسے وہ سوداگر ایماندار ہے اس لئے اس کی دوکان اچھی چلتی ہے۔ جو جملہ سبب اور باعث بتاتا ہے اسے علت کہتے ہیں۔ اور جس بات کا سبب اور باعث بتایا جائے اسے معلول۔ اس جملہ میں وہ سوداگر ایماندار ہے علت۔ اس لئے حرف علت۔ اور اسکی دوکان اچھی چلتی ہے۔ معلول ہے۔

۵- حرف تردید وہ حرف ہیں جو یہ ظاہر کریں کہ دونوں میں سے کوئی ایک کام ہوا ہے۔ جیسے یا۔ خواہ۔ کہ وغیرہ۔

۶- حرف استدراک وہ حرف ہیں جو اس کمی یا شک کو دور کریں جو پہلے کلام میں رہ گیا ہو۔ جیسے صرف شنکر ہی نہیں بلکہ سب نے اسکا بائیکاٹ کر دیا۔ جو کلام کہ ان حروف سے پہلے آتا ہے مستدرک اور جو ان کے بعد آتا ہے وہ مستدرک منہ کہا جاتا ہے۔ اس جملہ میں صرف شنکر ہی نہیں مستدرک ہے۔ اور سب نے بائیکاٹ کر دیا۔ مستدرک منہ۔

۷- حرف استثنا وہ حرف ہیں جو کسی فرد خاص کو دوسروں کے حکم میں سے علیحدہ کر دیں۔ جیسے تمہارے سوا اور کون یہ کام کر سکتا ہے۔ جس لفظ کو حرف استثنا کے ذریعہ علیحدہ کیا جاتا ہے اسے مستثنیٰ کہتے ہیں۔ اور جن افراد میں سے علیحدہ کیا جاتا ہے وہ مستثنیٰ منہ کہلاتا ہے۔ اس مثال میں تم مستثنیٰ ہے اور لوگ یا اشخاص (جو یہاں محذوف ہے) مستثنیٰ منہ۔

۸- حرف تمثیل وہ حرف جو ایک چیز کو دوسری چیز سے مثال دینے یا مشابہ بتانے کے لئے لائے جاتے ہیں۔ جیسے رستم مست ہاتھی کی مانند خوفناک تھا۔ جس کی مثال بیان کی جاتی ہے اسے ممثل کہتے ہیں۔ اور جو مثال ہوتی ہے وہ مثال ہی کہلاتی ہے۔ یہاں رستم ممثل۔ اور مست ہاتھی مثال ہے۔

حروف جذبات

حروف جذبات کی بھی آٹھ قسمیں ہیں :-

۱- **حرف ندا** جو بلانے یا پکارنے کے لئے بولا جائے - جیسے اے لڑکے! ادھر آ- جس اسم کے لئے حرف ندا آتا ہے اسے منادیٰ کہتے ہیں- اور جو جملہ ندا اور منادیٰ کے بعد آتا ہے وہ جواب ندا کہلاتا ہے- اس مثال میں اے حرف ندا - لڑکے منادیٰ- اور ادھر آ جواب ندا ہے-

۲- **حرف ندبہ** جو مُردوں پر درد و غم ظاہر کرنے کے لئے آئے- جیسے افسوس - ہیہات وغیرہ -

۳- **حرف انبساط و تعجب** جو خوشی یا تعجب ظاہر کرے- جیسے واہ وا- سبحان اللہ وغیرہ -

۴- **حرف تاسف و نفریں** جو افسوس یا نفرت ظاہر کرے- جیسے تف پھٹکار وغیرہ-

۵- **حرف زجر و تنبیہہ** جو ڈانٹ ڈپٹ کے لئے یا خبردار کرنے کے لئے لایا جائے- جیسے خبردار- ہیں وغیرہ -

۶- **حرف تاکید** جو بات میں زور پیدا کرنے کے لئے آئے- جیسے ضرور ہرگز وغیرہ -

۷- **حرف شک** جو شک اور ابہام کو ظاہر کرے- جیسے شاید- مگر وغیرہ-

۸- **حرف تمنا** جو آرزو اور تمنا کو ظاہر کرے جیسے کاش- خدایا وغیرہ-

فائدہ۔ حروف کی تعریف کے ساتھ ان کے ناموں کے معانی پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ اگر تعریف اور معنی نظر رکھی جائے تو پھر تمام حروف کا استعمال ازخود ذہن میں آجاتا ہے۔ اس لئے کہ تمام حروف کا محل استعمال وہی ہے جو اسکی تعریف میں بیان کردیا گیا ہے۔

مشق

۱۔ تمیز کی قسمیں بتاؤ۔ ان کی تعریف کرو اور مثال دو۔

۲۔ حرف کی کتنے قسمیں ہیں؟ تینوں کی تعریف مع مثالوں کے لکھو۔

۳۔ حروف عطف۔ حرف استثنا اور حرف استدراک جن فقروں کو ملاتے ہیں انکو کیا کہتے ہیں؟ تعریف کرو اور مثالیں دو۔

۴۔ حرف بیان۔ حرف تردید۔ حرف تمثیل اور حرف علت کی تعریف اور مثالیں لکھو۔

۵۔ حروف جذبات کی کتنی قسمیں ہیں؟۔

۶۔ منادیٰ۔ ممثل۔ معلول اور مبیّن کی تعریف کرو اور مثالوں میں الگ الگ کرکے دکھاؤ۔

مرکب ناقص

دو یا دو سے زیادہ الفاظ کے مجموعہ کو مرکب کہتے ہیں۔ مرکب کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اگر اس الفاظ کے مجموعہ سے کہنے والے کی غرض اور مدعا ظاہر ہو تو اس کو مرکب تام یا جملہ کہتے ہیں۔ (۲) اور اگر وہ الفاظ کا مجموعہ کہنے والے کی غرض اور مدعا کو ظاہر نہ کرسکے۔ بلکہ پورا مطلب سمجھنے

کے لئے کسی اور بات کا انتظار رہے تو اسے مرکب ناقص کہتے ہیں۔
مرکب ناقص کی قسمیں بہت ہیں۔ ضروری آٹھ اقسام حسب ذیل ہیں!۔
۱۔مرکب اضافی وہ مرکب ہے جس میں ایک اسم کو دوسرے اسم کی طرف نسبت کی جاے یا ایک اسم کا دوسرے پر قبضہ اور تعلق ظاہر کیا جاے۔ جیسے جعفر کی کتاب۔ لڑکوں کے کپڑے۔ ہمارا مکان۔ اس کا خاندان۔
مرکب اضافی کے دو اجزا ہوتے ہیں۔ (۱) مضاف الیہ وہ اسم جس کی طرف دوسرے اسم کو نسبت کی جاے یا جس کا قبضہ دوسرے پر ظاہر ہو جیسے اوپر کی مثالوں میں جعفر۔ لڑکوں۔ ہمارا۔ اور اس مضاف الیہ ہیں۔ (۲) مضاف وہ اسم جس کو دوسرے اسم سے نسبت دی جاے یا جس پر قبضہ ظاہر کیا جاے۔ جیسے ان مثالوں میں کتاب۔ کپڑے مکان۔ اور خاندان۔

ان دو اجزا کے علاوہ تیسری چیز حرف اضافت ہوتا ہے۔ یعنی وہ حرف جو تعلق، نسبت یا قبضہ ظاہر کرنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ حرف تین ہیں۔ کا۔ کی۔ کے۔ اردو میں پہلے مضاف الیہ اور بعد میں مضاف آتا ہے۔ مگر فارسی میں اس کے برعکس پہلے مضاف اور پھر مضاف الیہ ہوتا ہے۔ جیسے کتاب زید۔ خانۂ خدا۔ روز حج۔ جشن عید۔ فارسی میں حرف اضافت کا قایم مقام صرف ایک زیر ہوتا ہے۔ جیسا کہ تم نے مثالوں میں دیکھا۔
۲۔مرکب توصیفی وہ مرکب جو صفت موصوف سے مل کر بنے۔ جیسے

اچھا لڑکا - خوبصورت بچہ - چالاک گھوڑا - کمزور جانور -

۳- مرکب عددی وہ مرکب جو عدد اور معدود سے مل کر بنے جیسے دو امرود۔
چار آم - دسواں لڑکا - بیسواں مکان -

۴- مرکب عطفی وہ مرکب جو حرف عطف سے مل کر بنے - جیسے زید اور خالد - کتاب یا قلم - موٹا لڑکا اور چالاک کوا - گھوڑا اور اونٹ -

۵- مرکب بدلی وہ مرکب جس میں ایک کلمہ تو دراصل مقصود ہو اور دوسرا صرف اس کی توضیح کرتا ہو - جیسے کلو کا باپ کریم - تمھارا بھائی رحیم -
جو کلمہ مقصود بالذات ہوتا ہے اس کو مبدل منہ اور دوسرے کو بدل کہتے ہیں -

۶- مرکب بیانی وہ مرکب جس میں دونوں اسم مقصود بالذات ہوں اور دونوں ایک دوسرے کی وضاحت کرتے ہوں - جیسے ظہیر الدین محمد بابر مصلح الدین سعدی شیرازی - جو اسم پہلے ہوتا ہے اسے مبین اور دوسرے کو بیان کہتے ہیں -

۷- مرکب امتزاجی ایسے دو یا زیادہ الفاظ جو مل کر بظاہر ایک ہو جائیں -
جیسے مرادآباد - گیارہ - اکسٹھ - کفگیر - بندہ -

۸- مرکب تابع ایسا مرکب جس میں دوسرا لفظ مہمل اور بے معنی ہو یا اس کے معنی سے بولنے والے کو کوئی سروکار نہ ہو - جیسے روٹی ووٹی - غلط سلط - دیکھ بھال - چیخ پکار - بچا کھچا -

مشق

۱- مرکب ناقص کی کتنی قسمیں ہیں؟ سب کے نام گناؤ۔

۲- مرکب بدلی اور مرکب بیانی کا فرق مثالوں سے سمجھاؤ۔

۳- مرکب امتزاجی۔ مرکب عددی اور مرکب تابع کی تعریف کرو اور مثالیں دو۔

۴- مرکبات ذیل کو پہچان کر ان کے نام بتاؤ:-

اس کا چچیرا بھائی سوہن۔ حکیم اور بزاز۔ عظیم الشان۔ احمد آباد۔ خالد کی شیروانی۔ نیک لڑکی۔ توڑ مروڑ۔ اسداللہ خاں غالب۔ پانی وانی۔ جھوٹ موٹ۔ سلطان جلال الدین اکبر اعظم۔ کریم کا چچا حسین بخش۔ چالاک لومڑی۔ ہمارا پلنگ۔ مولانا روم موٹر یا سائیکل۔ طفل دانا۔

جملہ کی قسمیں

مفرد جملے کی چار قسمیں ہیں۔

۱- جملہ اسمیہ خبریہ وہ جملہ ہے جس میں فعل ناقص آئے اور جس کے کہنے والے کو سچا جھوٹا کہا جا سکے۔ جیسے حاتم سب سے بڑا فیّاض تھا۔

۲- جملہ اسمیہ انشائیہ وہ جملہ ہے جس میں فعل ناقص آئے اور جس کے کہنے والے کو سچا جھوٹا نہ کہا جا سکے۔ جیسے کیا موہن امتحان میں فیل ہو گیا؟

۳- جملہ فعلیہ خبریہ وہ جملہ ہے جس میں فعل لازم یا فعل متعدی آئے اور جس کے کہنے والے کو سچا جھوٹا کہا جا سکے۔ جیسے بادل گرج رہا ہے۔

۴۔ جملہ فعلیہ انشائیہ وہ جملہ ہے جس میں فعل لازم یا فعل متعدی آئے اور جس کے کہنے والے کو سچا جھوٹا نہ کہا جا سکے۔ جیسے کیا باہر لڑکے کھیل رہے ہیں؟

اجزائے جملہ

جملہ کے دو جز ہوتے ہیں:۔

۱۔ مسندالیہ وہ لفظ یا الفاظ جن کی بابت جملہ میں کوئی خبر یا بات بیان کی جائے۔ جیسے اوپر کے جملوں میں حاتم۔ موہن۔ بادل اور لڑکے مسندالیہ ہیں۔

۲۔ مسند وہ خبر یا بات ہے جو مسندالیہ کی نسبت بیان کی جائے۔ جیسے اوپر کے جملوں میں سب سے بڑا فیاض تھا۔ امتحان میں فیل ہو گیا۔ گرج رہا ہے۔ اور باہر کھیل رہے ہیں۔ مسند ہیں۔

جن جملوں میں فعل لازم آتا ہے وہاں فاعل کا ہونا کافی ہے۔ جیسے زید آیا۔ سوہن سویا۔ زید اور سوہن فاعل ہیں۔ آیا اور سویا فعل ہیں۔ اور اگر جملہ میں فعل متعدی آئے تو فاعل کے سوا مفعول کا ہونا بھی ضروری ہے۔ جیسے خالد نے سبق پڑھا۔ گوبند نے دوات توڑ دی۔ خالد اور گوبند فاعل۔ سبق اور دوات مفعول۔ پڑھا اور توڑ دی فعل ہیں۔

جہاں فعل ناقص آتا ہے وہاں فاعل کو مبتدا کہتے ہیں۔ اور جو لفظ فعل ناقص کے معنوں کی تکمیل و توضیح کے لیے آتا ہے اسے خبر کہتے ہیں۔ جیسے ماجد بہت نیک بچہ ہے۔ رحمدل باپ کا بیٹا تندرست ہو گیا

ماجد اور رحمدل باپ کا بیٹا مبتدا - بہت نیک بچہ اور تندرست خبر - ہے اور ہوگیا فعل ناقص ہیں -

اجزائے جملہ کا حذف

جملہ کن اجزا سے مل کر مرکب ہوتا ہے یہ تو اوپر آچکا - اب یہ سمجھو کہ بعض حالات میں کسی قرینہ کی بنا پر بعض اجزائے جملہ محذوف ہوجاتے ہیں - مثلاً

۱- سوال کے جواب میں کبھی تو صرف فعل محذوف ہوتا ہے - جیسے کوئی پوچھے "کون ہے؟" جواب ملے "گوبند"۔

۲- کبھی فاعل محذوف ہوتا ہے - جیسے کوئی دریافت کرے "زید آگیا؟" تم جواب دو "آگیا"

۳- کبھی مفعول محذوف ہوتا ہے - جیسے سوال کیا جائے "گوپال کو کس نے مارا؟" جواب ہو "سوہن نے مارا"۔

۴- کبھی فعل اور فاعل دونوں محذوف ہوجاتے ہیں - جیسے کوئی پوچھے "تم کیا پڑھتے ہو؟" جواب دیا جائے "کتاب"

۵- کبھی فعل اور مفعول دونوں محذوف ہوتے ہیں - جیسے سوال ہو "تم کو کس نے مارا" جواب دیا جائے "احمد نے"۔

۶- کبھی فاعل اور مفعول دونوں محذوف ہوتے ہیں - جیسے پوچھا جائے "تم کو خالد نے کپڑے لا دیے؟" تم جواب دو "لا دیے"۔

۷- اور کبھی فعل فاعل مفعول تینوں حذف ہوجاتے ہیں - جیسے دریافت

کیا جائے۔ "کیا مشتاق نے گوپال کو مارا"۔ جواب ملے "ہاں"۔
اوپر کی مثالوں سے معلوم ہوا کہ فاعل فعل مفعول مبتدا خبر سب کسی نہ کسی قرینہ کی بنا پر حذف ہوسکتے ہیں۔ جو الفاظ حذف کئے جائیں اگر وہ کون یا کس نے کے جواب میں آئیں تو فاعل یا مبتدا ہوں گے۔ اور اگر کیا یا کس کو کے جواب میں واقع ہوں تو مفعول یا خبر ہوں گے۔

فعل کی مطابقت

۱۔ جملہ میں اگر فعل لازم آئے تو وہ ہمیشہ اپنے فاعل کے مطابق مذکر یا مؤنث اور واحد یا جمع آتا ہے۔ جیسے زید آیا۔ شکیلہ آئی۔

۲۔ اسی طرح فعل ناقص اپنے مبتدا کے مطابق واحد یا جمع اور مذکر یا مؤنث آتا ہے۔ جیسے لڑکا اچھا ہوگیا۔ لڑکی بیمار ہوئی۔

۳۔ اگر فعل متعدی معروف جملہ میں آئے اور فاعل و مفعول کی علامتیں جملہ میں نہ ہوں یا صرف فاعل کی علامت نہ ہو تو فعل فاعل کے مطابق واحد یا جمع اور مذکر یا مؤنث ہوگا۔ جیسے لڑکا سبق پڑھتا ہے۔ خالد گیند کو اچھالتا ہے۔

۴۔ اور اگر صرف مفعول کی علامت موجود نہ ہو تو فعل متعدی معروف مفعول کے مطابق آئے گا۔ جیسے احمد نے کتاب پڑھی۔ احمد نے کتابیں پڑھیں۔

۵۔ اور جب فاعل و مفعول دونوں کی علامتیں بولی جائیں تو فعل متعدی معروف ہمیشہ واحد مذکر کے صیغہ میں ہوگا۔ جیسے بچوں نے کھلونوں کو توڑ ڈالا۔

۶- فعل متعدی مجہول ہمیشہ نائب فاعل کے مطابق واحد جمع اور مذکر مونث آتا ہے۔ جیسے لڑکی بلائی گئی۔ لڑکیاں بلائی گئیں۔ لڑکے بلائے گئے۔

۷- اگر جملہ میں کئی ضمیریں فاعل ہوں تو (ا) اگر ان میں متکلم کی ضمیر کے ساتھ حاضر و غائب کی ضمیریں فاعل بنی ہیں تو فعل جمع متکلم کے صیغہ میں آئے گا۔ (ب) اور اگر متکلم کی ضمیر نہیں ہے بلکہ حاضر و غائب کی ضمیریں ہیں تو فعل جمع حاضر کے صیغہ میں آئے گا۔ جیسے میں اور تم جاتے ہیں۔ ہم اور وہ لائیں گے۔ تم اور وہ کھاتے ہو۔

فاعل فعل۔ مفعول

اور ان کے متعلقات

نکرہ اور علم کی سب قسمیں۔ اور ضمیروں میں سے ضمیر شخصی اور اشارہ۔ فاعل اور مفعول دونوں بن سکتے ہیں جیسا کہ تم کو بتایا جا چکا ہے مثلاً ایک لڑکے نے فقیر کو کھانا دیا۔ اس شریر بچے نے کبوتر اڑا دیا۔ میں مکان بنوا رہا ہوں۔ زلزلہ نے سینکڑوں نئے مکان گرا دیے۔ لشکر نے اسے پناہ دی۔

لمبے جملوں میں اکثر الفاظ ایسے آتے ہیں جو نہ فاعل ہوتے ہیں نہ فعل نہ مفعول۔ بلکہ ان میں سے کسی ایک کے متعلق ہوتے ہیں۔ ان کی پہچان بہت ضروری ہے۔ اس لئے کہ ترکیب نحوی کرتے وقت الفاظ کا صحیح رشتہ اور تعلق جاننا لازمی ہوتا ہے۔

فاعل کے متعلقات

۱۔ صفت جیسے نیک لڑکا آیا۔ چالاک لومڑی دوڑی۔

۲۔ عدد جیسے چار گھوڑے دوڑے۔ دس کبوتر اُڑے۔

۳۔ اسم یا ضمیر شخصی (حالت اضافی میں) جیسے ہندوؤں کا شوالہ ٹوٹ گیا۔ ہمارا مکان بنگیا۔

۴۔ تابع بیانی جیسے شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی بہت بڑے معلم اخلاق تھے۔

۵۔ فعل جو حال کے معنی دیتا ہو۔ جیسے اجڑا ہوا گاؤں آباد ہوا۔

مفعول کے متعلقات

۱۔ صفت جیسے اس نے شریر لڑکے کو مارا۔

۲۔ عدد جیسے ہم نے دس کتابیں خریدیں۔

۳۔ اسم یا ضمیر شخصی (حالت اضافی میں) جیسے راج نے ہمارا کمرہ بنایا۔ ماجد نے تمھاری کرسی توڑ دی۔

۴۔ تابع بیانی جیسے حاضرین نے بلبل ہند مسز نیڈو کی تعریف کی۔

۵۔ فعل جیسے بھنگی نے مری ہوئی بلی باہر پھینک دی۔

فعل کے متعلقات

۱۔ جار مجرور جیسے وہ گھر سے آیا۔ لڑکے مدرسہ تک گئے۔

۲۔ اسم ظرف جیسے لڑکی گھر گئی۔ وہ اب تک نہیں آیا۔

۳۔ استفہام جیسے وہ کیوں کھڑا ہے؟ ۔ اس نے کس لیے یہ کام کیا؟

۴ - مقدار و تعداد جیسے اس کا کہنا قریب قریب ٹھیک نکلا - میں نے اتنا کہا مگر اس نے بالکل نہ سنا -

۵ - جو الفاظ تاکید - سبب - طور - طریق کے معنی دیتے ہوں - جیسے کس لئے - اس طرح - ہرگز - تو سہی - لامحالہ - ضرور - یوں -

۶ - جو الفاظ فعل کی عام حالت یا کیفیت کو ظاہر کریں جیسے تیزی - زیادہ - جلدی - سرپٹ - مطلق - سراسر - لگاتار - پیہم - بہت -

مشق

۱ - جملہ کی کتنی قسمیں ہیں ؟ - گناؤ اور مثالیں دو -

۲ - اجزائے جملہ کسے کہتے ہیں ؟ - مختلف جملے کن اجزا سے مرکب ہوتے ہیں ؟

۳ - اجزائے جملہ کس وقت حذف ہوتے ہیں ؟ سب صورتوں کو مثالوں سے سمجھاؤ -

۴ - فعل کی مطابقت کے لئے کیا قاعدے مقرر ہیں ؟ -

۵ - فاعل کے متعلقات کیا ہوتے ہیں ؟ مثالیں دیکر گناؤ -

۶ - فعل کے متعلقات کتنے ہیں ؟ مثالوں سے سمجھاؤ -

ترکیب نحوی

ترکیب نحوی کا طریقہ یہ ہے کہ اول معلوم کرو کہ فعل کس قسم کا ہے - اگر فعل ناقص ہو تو اس کا مبتدا و خبر تلاش کرو - اگر فعل لازم ہو تو اس کا فاعل معلوم کرو - اگر فعل متعدی ہے تو اس کے مفعول جملہ میں ڈھونڈو - ان کے علاوہ جس قدر الفاظ ہوں گے وہ فاعل، مبتدا، مفعول، خبر یا

فعل کے متعلق ہوں گے ۔ اُن کا رشتہ ان کے ساتھ ظاہر کر کے انہی الفاظ کے ساتھ لکھو جن سے وہ متعلق ہیں ۔ مثلاً

۱۔ وہ گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا بھاگ گیا۔

لفظ			
بھاگ گیا		فعل لازم	جملہ فعلیہ خبریہ
وہ		فاعل	
گھوڑے	مجرور	متعلق فعل	
کو	جار		
سرپٹ		متعلق فعل	
دوڑاتا ہوا		متعلق فاعل	

۲۔ شریر لڑکے بہت دیر میں مدرسہ سے گھر واپس آئے۔

لفظ			
واپس آئے		فعل لازم	جملہ فعلیہ خبریہ
شریر	صفت	فاعل	
لڑکے	موصوف		
بہت دیر	مجرور	متعلق فعل	
میں	جار		
مدرسہ	مجرور	متعلق فعل	
سے	جار		
گھر	ظرف مکان	متعلق فعل	

۳۔ وہ اپنی محنت سے امتحان میں اچھی طرح پاس ہو گیا۔

لفظ				
ہوگیا			فعل ناقص	جملہ اسمیہ خبریہ
وہ			مبتدا	
پاس			خبر	
اپنی	مضاف الیہ	مجرور	متعلق فعل	
محنت	مضاف			
سے		جار		
امتحان		مجرور	متعلق فعل	
میں		جار		
اچھی طرح۔			متعلق خبر	

مشق

جنگل میں ہر طرف پھول کھلے ہیں۔ باغوں میں کوئل درختوں پر کوکتی ہے۔ لڑکے
آج فٹ بال کا میچ جیت گئے۔ ہمارا مکان مدرسے سے بہت قریب واقع ہے۔ کل میرا
بھائی بازار سے میٹھے آم خرید کر لایا تھا۔ موہن نے دودھ کی میٹھی کھیر پکائی۔ ہم نے
بچہ کو بازار سے سیب خریدوائے۔ ذہین لڑکے اپنے کام میں ہمیشہ مستعد ہوتے ہیں۔
کھلاڑی بچوں کو کبھی ان کے استاد پسند نہیں کرتے۔ نائی نے تمہارے سر کے
بال ایک گھنٹے میں تراشے۔ میں ہرگز تمہارے گودام کے قریب نہیں گیا تھا۔ بیمار کی
لومڑی نے دھوکے سے بیچارے مرغ کو پکڑ لیا۔

۱۔ اوپر کے جملوں کی ترکیب نحوی کرو۔

۲۔ اوپر کے جملوں کے مختلف الفاظ کی ترکیب صرفی کرو۔

دوسرا باب

الفاظ و محاورات

اسم کا بیان

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ اسم معرفہ کی سب قسموں - اسم ذات - اسم جمع اور اسم صوت کے بنانے کے لئے خاص قاعدے نہیں ہیں - بلکہ ان کی پہچان صرف معانی پر غور کرنے سے ہوتی ہے - جیسے نوشہ میاں - مسعود یار جنگ - جماعت - گروہ - غٹرغوں - کھٹ کھٹ - کتاب -

اسم وصفی کے آخر میں ی ہوتی ہے جیسے مفلسی - دانائی - سفیدی

اسم آلہ معنوں سے پہچانا جاتا ہے - مگر بعض کی پہچان یہ ہے کہ آخر میں ال - یل - انہ - گیر - کش وغیرہ ہوتا ہے - جیسے پھال - رومال نکیل - کفگیر - دستانہ - دودکش -

اسم ظرف کی پہچان بھی معنی ہی سے کرنی چاہیئے - سب علامات یاد ہونی مشکل ہیں - اکثر آخر میں ال - یال - سال - شالہ - ڑی - کا - استھان وغیرہ ہندی الفاظ میں - اور خانہ - گاہ - دان - سار - زار - شن وغیرہ فارسی الفاظ میں ہوتے ہیں - جیسے سسرال - ددھیال - ٹکسال - پاٹھ شالہ - پھلواڑی - میکا - دیواستھان - کتب خانہ - خرگاہ عطردان - شاخسار - گلزار - گلشن -

اسم فاعل ہندی الفاظ سے بننے والے اسم فاعل کے آخر میں والا - والی - والے یا والیاں ہوتا ہے - جیسے رونے والا وغیرہ - مگر فارسی اسم فاعل کا یاد کرنا مشکل ہے - عام قاعدہ کے لحاظ سے تو آخر میں ندہ ہوتا ہے - جیسے درندہ - پرندہ - مگر اس کے علاوہ بھی بہت سی علامات آخر میں ہوتی ہیں - جیسے بینا - زرگر - دیدبان - فائدہ مند - کارساز - جانور - رہگیر - بندہ نواز - مددگار - پیامبر - زردار وغیرہ -

اسم مفعول کی بھی یہی صورت ہے - ہندی اسم مفعول کے آخر میں ہوا ہوتا ہے اور فارسی کا عام قاعدہ یہ ہے کہ آخر میں یدہ ہو - جیسے دیکھا ہوا سُنا ہوا - رنجیدہ - بوسیدہ - مگر اسم فاعل کی طرح اسم مفعول فارسی میں بھی اس کے علاوہ آخر میں اور علامات ہوتی ہیں - جیسے فریفتہ - آزمودہ گرفتار - پا انداز - بستہ - دلگیر - پذیرا وغیرہ -

حاصل مصدر (۱) علامت مصدر دور کرنے سے بنتا ہے جیسے کاٹنا سے کاٹ (۲) علامت مصدر دور کر کے ن - ان - او - ائی - اہٹ اوٹ وغیرہ زیادہ کرنے سے بنتا ہے - جیسے چلن - اٹھان - لگاؤ - لڑائی - گھبراہٹ - رکاوٹ وغیرہ (۳) دو لفظوں کو ملا دینے سے جیسے پہچان بین - کشاکش - قدم بوس - (۴) فارسی کے حاصل مصدر سماعی ہوتے ہیں - جیسے دانش - ہوش - شگاف - برداشت - جستجو - دیدار - انداز وغیرہ -

---

سابق ولاحق

سابق اس ایک یا زیادہ حرف کو کہتے ہیں جو کسی لفظ کے شروع میں ملتا ہے۔ جیسے سڈول۔ اور لاحق وہ ایک یا زیادہ حروف ہیں جو کسی لفظ کے آخر میں شامل ہوں۔ جیسے میٹھاس۔ سابق یا لاحق کے آنے سے معانی میں بہت تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں اس لئے ان کو علیحدہ سمجھنا ضروری ہے۔

سابق

۱۔ اَ۔ اِن۔ اَن نفی کا فائدہ دیتے ہیں۔ جیسے اٹل۔ انمل۔ نڈر۔

۲۔ سُ خوب اور نیک کے معنی پیدا کرتا ہے۔ جیسے سڈول۔ سگھڑ۔

۳۔ مہا بزرگی اور بڑائی کے معنی دیتا ہے۔ جیسے مہاراج۔ مہاتما۔

۴۔ کُ برے اور خلاف کے معنی دیتا ہے۔ جیسے کڈھب۔ کپوت۔

۵۔ ت تین کے معنی پیدا کرتا ہے۔ جیسے تراہا۔ تدھارا۔

۶۔ نا۔ بے۔ کم۔ غیر نفی کا فائدہ دیتے ہیں۔ جیسے نایاب۔ بے مثل۔ کم بخت۔ غیر حاضر۔

لاحق

۱۔ پ۔ ت۔ ٹ۔ ج۔ چ۔ ڈ۔ ر۔ ڑ۔ س۔ ک۔ گ۔ ل۔ ن۔ ی حاصل مصدر کے معنی دیتے ہیں۔ جیسے رنگت۔ بناوٹ۔ پیاس۔ چمک۔ ہنسی وغیرہ۔

۲۔ سار۔ سال۔ زار۔ دان۔ دانی۔ کا۔ ال۔ استھان وغیرہ اسم ظرف

بناتے ہیں - جیسے کوہسار - گلزار - پاندان - میکا وغیرہ -

۳- سا - تشبیہ کے معنی دیتا ہے - جیسے تم سا - جیسا -

۴- والا - والی - والے - والیاں فاعلیت کا فائدہ دیتے ہیں - جیسے کتاب والا - گھی والی -

۵- یل کبھی نسبت کے، کبھی فاعل کے اور کہیں مفعول کے معنی پیدا کرتا ہے جیسے غلیل - اڑیل - سڑیل - مریل -

۶- ی - گی - ین - انہ - ناک معنی وصفی بتاتے ہیں - جیسے گرمی - زندگی زریں - مردانہ - ہولناک -

۷- ا - گر - گار - بر - بان - دار - باز - ساز - دان - گیر - رس وغیرہ فاعلیت کا فائدہ دیتے ہیں - جیسے دانا - کاریگر - باغبان - دغاباز - عالمگیر وغیرہ -

واحد جمع

واحد سے جمع بنانے کے قاعدے حسب ذیل ہیں :-

۱- اگر مذکر کے آخر میں ا یا ہ ہو تو جمع میں اسے یائے مجہول سے بدل دیا جاتا ہے - جیسے پنکھا سے پنکھے - پتہ سے پتے -

۲- اگر مؤنث کے آخر میں ی ہو تو اس کے آگے اں بڑھا دیتے ہیں - جیسے بچی سے بچیاں -

۳- اگر مذکر کے آخر میں اں ہو تو اسے یں سے بدل دیتے ہیں - جیسے دھواں سے دھویں -

۴۔ اگر مؤنث کے آخر میں ی کے سوا کوئی حرف ہو تو اس کی جمع یں یا ئیں لگانے سے بنتی ہے۔ جیسے تلواریں۔ مائیں۔

۵۔ فارسی الفاظ میں ذی روح کی جمع ان سے اور غیر ذی روح کی جمع ہا سے آتی ہے۔ جیسے زن سے زناں۔ درخت سے درختہا۔

فائدہ ۔ تم نے سنا ہوگا کہ لوگ ادویات۔ رسومات۔ وجوہات۔ شرفاؤں اطباؤں کی قسم کے الفاظ بولتے ہیں۔ اور ان کو جمع الجمع کہتے ہیں۔ یاد رکھو کہ جمع الجمع صرف عربی میں اور وہ بھی خاص الفاظ کے لئے آتی ہے۔ اردو میں اس قسم کی جمعیں بنانی بالکل غلط ہیں۔ اور معمولی قابلیت کے لوگ نجاننے کی وجہ سے بولتے ہیں۔ اردو میں بعض لفظ ایسے ہیں جو بظاہر جمع الجمع معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے اشرافوں جو اشراف (جمع شریف) کی جمع ہے۔ یہ لفظ تو فصیح ہے مگر اس سے اوپر کے الفاظ پر اس لئے دلیل نہیں لائی جا سکتی کہ اشراف اگرچہ جمع کا صیغہ ہے۔ مگر فصیح اردو میں واحد کے معنی میں بولا جاتا ہے اور اسی لئے اس کی جمع اشرافوں بناتے ہیں۔

مذکر مؤنث

مذکر سے مؤنث بنانے کے قاعدے یہ ہیں:۔

۱۔ مذکر و مؤنث کے لئے علیحدہ الفاظ جیسے ماں باپ۔

۲۔ مذکر کے آخر میں آ یا ہ ہو تو اس کو ی سے بدل دیتے ہیں جیسے لڑکا لڑکی۔ بچہ بچی۔

۳۔ پیشہ وروں کے ناموں میں مذکر کے آخر میں ی ہو تو اسے ن سے بدلتے

ہیں۔ جیسے درزی درزن ۔ حلوائی حلواین۔

۴۔ اور اگر آخر میں آ یا ر ہو تو ی یا ن لگاتے ہیں۔ جیسے کمھار کمھاری کمھارن ۔ سقا سقن۔

۵۔ کبھی ی ۔ نی ۔ انی ۔ زیادہ کرتے ہیں ۔ جیسے پٹھان پٹھانی ۔ مغل مغلانی ۔ راجہ رانی ۔

۶۔ عربی لفظوں کے آخر میں ہ بڑھانے سے جیسے خال خالہ ۔ والد والدہ۔

مشق

۱۔ اسم آلہ ۔ اسم ظرف ۔ اسم فاعل اور حاصل مصدر کی پہچان بتاؤ۔

۲۔ کسی اسم کے پہلے ان ۔ ہما ۔ نا ۔ کم ۔ ن ۔ ت آنے سے معنی میں کیا تبدیلی ہو جاتی ہے ۔ مثالوں سے سمجھاؤ۔

۳۔ لاحق گناؤ ۔ اور بتاؤ کہ ان کے ملنے سے کیا معنی بدل جاتے ہیں ۔ اور مثالیں دو۔

۴۔ واحد جمع بنانے کے کل قاعدے بتاؤ اور مثالیں دو۔

۵۔ مذکر سے مؤنث کیسے بناتے ہیں؟ مثالوں سے سمجھاؤ۔

۶۔ جمع الجمع کسے کہتے ہیں؟ اردو میں جمع الجمع لانے کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟

ضمیر کا بیان

ضمیر شخصی جنس ۔ تعداد اور حالت کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہے۔ اس نقشہ سے تم کو اندازہ ہو سکے گا ۔

حالتیں / قسم و تعداد	ضمیر متکلم		ضمیر حاضر		ضمیر غائب	
	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
حالت فاعلی	میں	ہم	تو	تم	وہ	وہ
حالت مفعولی	مجھے مجھکو	ہمیں ہم کو	تجھے تجھ کو	تمھیں تم کو	اسے اسکو	انہیں ان کو
حالت اضافی	میرا میری میرے	ہمارا ہماری ہمارے	تیرا تیری تیرے	تمہارا تمہاری تمہارے	اسکا اسکی اس کے	ان کا ان کی ان کے

روابط کے آنے سے (۱) وہ (واحد) اس سے بدل جاتا ہے۔
(۲) وہ (جمع) ان یا انہوں ہوجاتا ہے۔ (۳) اور حاضر یا متکلم کی ضمیریں جب حالت فاعلی یا اضافی میں ہوں اور ان کے بعد صفت آئے تو روابط کے آنے سے حالت مفعولی میں استعمال ہوتی ہیں۔ جیسے مجھ غریب کا کیا حال پوچھتے ہو۔

فائدہ (۱) تو کی جگہ تہذیباً تم یا آپ بولنا چاہیے۔
(۲) کبھی حالت اضافی میں حاضر اور متکلم کے لئے اپنا اپنی اور اپنے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے تم نے اپنی کتاب کہاں رکھدی؟۔

مشق

۱۔ اپنا۔ اپنی۔ اپنے کیسی ضمیریں ہیں؟ کہاں استعمال ہوتی ہیں؟ مثالیں دو۔

۲۔ روابط کے آنے سے ضمیروں میں کیا تبدیلیاں ہوتی ہیں؟ مثالیں دیکر بیان کرو۔

۳۔ ضمیر شخصی کی تینوں قسموں کی گردان لکھو۔

۴۔ اضمار قبل الذکر کسے کہتے ہیں؟ مثال میں سمجھاؤ۔

فعل کا بیان

مصدر سے تمام فعل بنائے جاتے ہیں۔ اول ہر فعل معروف کا واحد غائب کا صیغہ بنایا جاتا ہے۔ پھر اس میں حسب قاعدہ ردو بدل کرکے پوری گردان کی جاتی ہے۔ اسی معروف سے پھر مجہول بناتے ہیں۔ نیچے مختلف افعال کے بنانے کے قاعدے لکھے جاتے ہیں۔

ماضی مطلق مصدر سے علامت مصدر نا دور کرکے یا یا الف لگانے سے بنتی ہے۔ جیسے لکھا۔ لایا۔

ماضی قریب علامت دور کرکے یا ہے یا اہے لگانے سے بنتی ہے۔ جیسے لکھا ہے۔ لایا ہے۔

ماضی بعید علامت مصدر دور کرکے یا تھا یا اتھا لگاکر بنتی ہے۔ جیسے لکھا تھا۔ لایا تھا۔

ماضی استمراری علامت مصدر دور کرکے تا تھا یا رہا تھا لگاکر بنتی ہے۔ جیسے لکھتا تھا۔ لکھ رہا تھا۔

ماضی شکی علامت مصدر دور کرکے یا ہوگا۔ اہوگا یا تا ہوگا بڑھا کر بنتی ہے۔

ماضی تمنائی علامت مصدر دور کرکے تا - اہوتا - یا ہوتا - یا ہو یا اہو بڑھاکر بنتی ہے - جیسے لکھتا - لکھا ہوتا - لکھا ہو - لایا ہوتا - لایا ہو -

فعل حال میں علامت مصدر دور کرکے تا ہے بڑھاتے ہیں - جیسے لکھتا ہے -

فعل مستقبل میں علامت مصدر دور کرکے گا - ئیگا یا ویگا بڑھاتے ہیں جیسے دیگا - لائیگا - لاویگا -

فعل مضارع علامت مصدر دور کرکے اگر یائے مجہول باقی رہے تو وہی مضارع کا صیغہ ہے - جیسے لے - دے - ورنہ آخر میں ئے یا وے لگاتے ہیں - جیسے لائے - لاوے -

فعل امر علامت مصدر دور کرنے کے بعد امر کا صیغہ رہ جاتا ہے - جیسے لکھ - لا -

فعل نہی امر سے پہلے مت لگاتے ہیں - جیسے مت لکھ - مت لا -

فائدہ - امر اور نہی کے دراصل دو صیغے حاضر کے آتے ہیں اور بس - کبھی امر و نہی میں تعظیم اور ادب کے طور پہ بجائے تم آؤ کے آپ آئیے - آپ نہ آئیے استعمال کرتے ہیں - اور یہ صیغے بھی امر و نہی کے ہی شمار کئے جاتے ہیں -

فعل مجہول بنانا

جس فعل کا مجہول بنانا ہو اس کا ماضی مطلق کا صیغہ لو - پھر اس میں جانا مصدر سے وہی فعل معروف بڑھا دو جسے تم بنانا چاہتے ہو - مثلاً ہم کو کھانا سے ماضی بعید مجہول کا صیغہ بنانا ہے - تو اول کھانا کا ماضی مطلق کھایا لیا -

پھر اس میں جاتا مصدر سے ماضی بعید معروف کا صیغہ گیا تھا بڑھا دیا۔ تو
کھایا گیا تھا ماضی بعید مجہول کا صیغہ بن گیا۔
اسی طرح ہم کو مارنا سے ماضی شکی مجہول کا صیغہ بنانا ہے۔ تو اول مارنا
سے ماضی مطلق مارا لیا۔ پھر جانا مصدر سے ماضی شکی معروف کا صیغہ گیا ہوگا
بڑھا دیا۔ مارا گیا ہوگا ماضی شکی مجہول کا صیغہ ہو گیا۔
یا مثلاً ہم کو پکارنا سے حال مجہول کا صیغہ بنانا ہے۔ تو اول پکارنا سے
ماضی مطلق پکارا بنایا۔ پھر جانا مصدر سے حال معروف جاتا ہے اس میں
لگا دیا۔ پکارا جاتا ہے حال مجہول کا صیغہ ہو گیا۔
اس عام قاعدے کو یاد کر لینے سے بآسانی ہر فعل مجہول کو بنایا جا سکتا ہے۔

لازم سے متعدی بنانا

۱۔ علامت مصدر کے پہلے الف زیادہ کرتے ہیں جیسے چلنا سے چلانا۔
۲۔ کبھی مادہ کے آخر حرف سے پہلے الف بڑھاتے ہیں۔ جیسے نکلنا سے
نکالنا۔
۳۔ دوسرے حرف کے بعد حرف علت بڑھاتے ہیں۔ جیسے ڈرنا سے
ڈرانا۔ رکنا سے روکنا۔
۴۔ دوسرا حرف اگر حرف علت ہو تو اسے گرا کر علامت مصدر سے پہلے
الف زیادہ کرتے ہیں۔ جیسے جاگنا سے جگانا۔ دیکھنا سے دکھانا۔
۵۔ اگر مادہ کا آخری حرف حرف علت ہے تو اسے گرا کر لا بڑھا دیتے ہیں۔
جیسے سینا سے سلانا۔ رونا سے رلانا۔

مشق

۱۔ ماضی قریب ۔ ماضی شکی ۔ حال ۔ مستقبل اور نہی بنانے کے قاعدے بتاؤ۔
۲۔ فعل مجہول کیسے بنتا ہے؟۔
۳۔ کھاتا ہے ۔ مارتا تھا ۔ بلائے گا ۔ دیکھتا ہوگا ۔ لاوے سے مجہول کے صیغے بناؤ اور یہ بھی بتاؤ کہ تم نے کیا قاعدہ ان میں جاری کیا۔
۴۔ ان مصادر سے متعدی بتاؤ :۔ دیکھنا ۔ پڑھنا ۔ لکھنا ۔ رونا ۔ چلنا ۔ سونا جمنا ۔ لیٹنا ۔ دینا ۔ ہنسنا ۔ بندھنا ۔ پہننا ۔ کھانا ۔ جاگنا ۔ کودنا ۔

صفت کا بیان

صفت تفضیلی بنانے کے قاعدے

۱۔ دو چیزوں میں سے ایک سے دوسرے کو اچھا برا بتانا تفضیل بعض کا فائدہ دیتا ہے۔ اور ایک چیز کا سب سے اچھا برا بتانا تفضیل کل کو ظاہر کرتا ہے جیسے سوہن موہن سے بھی زیادہ سست ہے ۔ گوپال سب لڑکوں سے زیادہ سست ہے۔
۲۔ کبھی بہت لگا کر تفضیل بعض اور بہت ہی ۔ نہایت ۔ یا نہایت ہی لگا کر تفضیل کل بناتے ہیں ۔ جیسے اچھا ۔ بہت اچھا ۔ بہت ہی اچھا نہایت اچھا ۔ نہایت ہی اچھا ۔
۳۔ فارسی میں صفت نفسی کے آخر میں تر لگا کر تفضیل بعض اور ترین لگا کر تفضیل کل بناتے ہیں ۔ جیسے نیک نیکتر نیکترین ۔ خوب خوبتر خوبترین ۔

فائدہ۔ کبھی بہت یا نہایت وغیرہ صفت نفسی سے پہلے لاتے ہیں۔
اور اس سے صرف صفت کی زیادتی بغیر مقابلہ کے یا مبالغہ مقصود ہوتا ہے۔
تفضیل مراد نہیں ہوتی۔ جیسے پانی بہت گرم ہے۔

صفت عددی بنانے کے قاعدے

۱۔ جو اعداد گنتی کے لئے وضع کئے گئے ہیں وہی عدد ذاتی کا کام دیتے ہیں۔ جیسے دو۔ چار۔ دس۔

۲۔ عدد ذاتی میں واں بڑھا کر عدد ترتیبی بنا لیتے ہیں۔ جیسے بارھواں۔ چودھواں۔ پہلا۔ دوسرا۔ تیسرا۔ چوتھا۔ چھٹا خلاف قاعدہ ہیں۔

۳۔ فارسی کے عدد ترتیبی م بڑھانے سے بنتے ہیں۔ جیسے چہارم۔ پنجم

۴۔ عدد ذاتی کے آگے گنا لگا کر اور فارسی عددوں میں چند بڑھا کر عدد ضعفی بناتے ہیں۔ جیسے دگنا۔ دس گنا۔ چارچند۔ شش چند۔

۵۔ عدد ذاتی میں وں لگا کر عدد استغراقی بناتے ہیں۔ جیسے پانچوں۔ دسوں۔

فائدہ۔ بعض اعداد کی جمع بھی اسی طرح وں سے بناتے ہیں۔ جیسے سینکڑوں۔ ہزاروں۔ بیسیوں وغیرہ۔ اور ان سے مراد استغراق نہیں ہوتا۔ بلکہ کثرت مقصود ہوتی ہے۔

صفت نسبتی بنانے کے قاعدے

۱۔ عام قاعدہ تو یہ ہے کہ کسی اسم کے آخر میں یائے معروف لگانے سے بنتی ہے۔ جیسے کشمیر سے کشمیری۔ روم سے رومی۔ فرنگ سے فرنگی۔

۲- اگر کسی اسم کے آخر میں ہ ہو تو اسے گرا کر ی یا وی یا ئی لگاتے ہیں- جیسے مکہ سے مکی - اٹاوہ سے اٹاوی - پٹیالہ سے پٹیالوی - سرمہ سے سرمئی - پستہ سے پستئی - مگر مدینہ سے مدنی خلاف قیاس ہے-

۳- جس اسم کے آخر میں ی ہو اسکو نسبت کرتے وقت ی گرا کر وی بڑھاتے ہیں- جیسے دہلی سے دہلوی - علی سے علوی -

۴- اگر آخر میں الف ہو تو ئی یا وی لگا کر بناتے ہیں- جیسے خدا سے خدائی - سودا سے سوداوی یا سودائی -

۵- کبھی الف کو گرا کر بھی وی یا ئی زیادہ کرتے ہیں- جیسے عیسیٰ سے عیسائی یا عیسوی - دنیا سے دنیاوی یا دنیوی - چمپا سے چمپئی -

۶- جس اسم کے آخر میں یہ ہو اس کو گرا دیتے ہیں - اور وی لگاتے ہیں- جیسے المانیہ سے المانوی- رومانیہ سے رومانوی - برطانیہ سے برطانوی -

۷- بعض اسموں کے آخر میں انی بڑھاتے ہیں- جیسے روح سے روحانی - حق سے حقانی -

فائدہ - جو یائے معروف کہ صفت نسبتی کے آخر میں آتی ہے اس کا نام یائے نسبتی ہے-

صفت مقداری اور عددی کا فرق

چونکہ جو الفاظ صفت مقداری کے لئے آتے ہیں وہی صفت عددی

کے بھی معنی دیتے ہیں اس لئے ان میں پہچان یاد رکھنی ضروری ہے۔
ایسے الفاظ میں فرق معنی کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ اگر موصوف اس قسم
کی چیز ہے جس کا وزن اور مقدار نکل سکتی ہے مگر اس کو گنا نہیں جاسکتا
تو صفت مقداری ہوگی۔ جیسے ہم نے بہت پھل کھائے۔ تھوڑا
کھانا کھاؤ۔ چند سیر اناج لاؤ۔ اور اگر موصوف اس قسم کا ہے کہ جس کو
گن سکتے ہیں اور وزن و مقدار نہیں کرسکتے تو صفت عددی ہوگی۔
جیسے اس کے پاس بہت گھوڑے ہیں۔ مجھے تھوڑا روپیہ بھی کافی ہے۔
چند دن اور انتظار کرو۔

اشارہ۔ ضمیر شخصی اور صفت تعیینی میں فرق

یہ۔ وہ۔ اِس۔ اُس۔ اِن۔ اُن سب الفاظ اشارہ اور ضمیر تعیینی
دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں۔ اور یہ کو چھوڑ کر باقی پانچ لفظ ضمیر
شخصی غائب میں بھی آتے ہیں۔ اس لئے ان کا فرق سمجھنا ضروری ہے۔
(۱) اگر ان الفاظ سے ہاتھ آنکھ وغیرہ کے ذریعہ اشارہ کیا جائے۔
اور مشارٌالیہ مذکور نہ ہو تو اشارہ سمجھے جائیں گے۔ جیسے وہ کیا ہے؟۔
اس کو بلا لاؤ۔ (۲) اور اگر ان الفاظ کے فوراً بعد اسم موجود ہو تو صفت
تعیینی ہوں گے۔ جیسے وہ لوگ اسٹیشن سے آئے۔ اس لڑکے
کو آم دے دو۔ (۳) اور اگر ان سے پہلے اسم آچکا ہو جس کی جگہ یہ استعمال
ہوئے ہیں۔ تو وہ ضمیر غائب کہے جائیں گے۔ جیسے سوہن آیا تھا اور
وہ کہہ گیا ہے کہ اس نے تمہاری کتابیں فروخت کردیں۔

مشق

۱- صفت نسبتی بنانے کے قاعدے بتاؤ اور مثالیں دو۔

۲- صفت عددی کیسے بنتی ہے؟ مثالوں سے سمجھاؤ۔

۳- فارسی قاعدے سے صفت تفضیلی کیونکر آتی ہے؟۔

۴- ذیل کے جملوں میں سے صفت عددی۔ صفت مقداری۔ صفت تعیینی۔ اشارہ اور ضمیر غائب پہچان کر بتاؤ:۔

اس لڑکے نے بہت سی کرسیاں خریدیں۔ ان لوگوں نے کالج میں چند کتابیں پڑھیں۔ وہ کون کھڑا ہے؟۔ یہ گھر تمہارے مکان سے اچھا ہے۔ تھوڑا تھوڑا کرکے بہت ہو جاتا ہے۔ ہم نے سوہن سے کہا تھا مگر اس نے ہمارے مشورہ کو نہ مانا۔ لڑکے کہتے تھے کہ انھوں نے کئی سیر میوے خریدے۔ اس جگہ سے میرا گھر دور ہے۔ اس کتے نے اس کے کاٹا تھا۔ یہ کتاب بہت کتابوں سے اچھی ہے۔

تمیز کا بیان

۱- تمیز زمانی

دو قسم کے کلمے تمیز زمانی کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو کسی معین زمانے کو بتاتے ہیں۔ جیسے دن۔ گھنٹہ۔ منٹ۔ سکنڈ۔ آج کل۔ پرسوں۔ صبح۔ دوپہر۔ سہ پہر۔ شام۔ رات۔ مہینہ۔ برس وغیرہ۔

دوسرے وہ الفاظ جو غیر معین زمانے کے لئے آتے ہیں۔ جیسے فوراً یکایک۔ اچانک۔ ناگہاں۔ دفعتًہ۔ اب۔ جب۔ کب۔ اب تک۔ جب تک۔

کبتک - ہمیشہ - سدا - پھر - بعد - پہلے - پیشتر - آگے - پیچھے - ابھی کبھی - آخر - بارہا - اکثر وغیرہ -

۲- تمیز مکانی

الفاظ ذیل تمیز مکانی کا کام دیتے ہیں :- اندر - باہر - اِدھر - اُدھر یہاں - وہاں - اوپر - نیچے - تلے - آگے - پیچھے - نزدیک - پاس - دور گرد - اردگرد - اِس طرف - اُس طرف - اِس سمت - اُس سمت - کہاں - وہیں - اِس جانب - اُس جانب وغیرہ -

۳- تمیز سبب

تمیز سبب کے لئے ذیل کے کلمات ہیں :- کس لئے - کس واسطے لئے - واسطے - کیسے - چونکہ - چنانچہ - لہذا - پس وغیرہ -

۴- تمیز ایجابی

یہ الفاظ تمیز ایجابی میں استعمال ہوتے ہیں :- اچھا - بہت اچھا - خوب - بہت خوب - جی ہاں - ہاں جی - جی - ہاں - ٹھیک - بہت ٹھیک - بجا - بالکل بجا - واقعی - درست - صحیح - بالکل صحیح - بھلا وغیرہ

۵- تمیز انکاری

نہ - نہیں - بن - نا - بلا - بدوں - بے - مت - بغیر - تھوڑا ہی - الف مفتوح نون مکسور - کاف مضموم - اور جبکہ فعل مثبت میں آئے، تمیز انکاری کے معنی دیتے ہیں -

۶- تمیز عام

الفاظ ذیل :- جلد - جلدی - کم - زیادہ - تیزی - سستی - اچھا - برا -

آہستہ - سہج - الٹا - سیدھا - زنہار - مطلق - ہرگز - بالکل - اصلا - سراسر سربسر - سراپا - سرتاپا - ہو بہو - بعینہ - ضرور - بالضرور - خوب - بجا - صحیح - بہت - برابر - بپہم - لگاتار - ٹھیک - سوا - وغیرہ -

حرف کا بیان

۱- **حروف جار** - اکثر یہ حروف ہوتے ہیں - میں - سے - کو - تک - پر - اوپر - بیچ - درمیان - اندر - باہر - سمیت - ساتھ - آگے - سامنے دور - نزدیک - قبل - بعد - طرف وغیرہ -

۲- **حروف وصل** کی قسموں کو الگ الگ بیان کیا جاتا ہے

(۱) **حرف عطف** اس کے لئے صرف پانچ حرف ہیں :- اور - و - کر - کے - پھر -

(۲) **حرف بیان** صرف کہ ہے - یہ حرف اکثر کہنا - فرمانا - ارشاد کرنا - ہدایت کرنا - نصیحت کرنا - قول دینا کے مشتقات کے بعد آیا کرتا ہے -

(۳) **حرف شرط و جزا** - شرط کے لئے جو - جب - جو ہیں - گر - اگر - ورنہ - دگرنہ - چونکہ - اگرچہ - گرچہ - تاوقتیکہ - باوجودیکہ - باآنکہ - گو - گوکہ - ہرچند - ہر چندکہ - بسکہ - ازبسکہ وغیرہ آتے ہیں - اور جزا کے حروف یہ ہیں - اس لئے - اسی لئے - اس واسطے - اسی واسطے - مگر - الا - لیکن - تو - پھر بھی - کہ - تاہم - تب - سو - پر - لہذا وغیرہ

(۴) **حرف علت** یہ ہیں :- اسلئے - اس واسطے - لہذا - کیوں - کیونکہ -

کہ۔ تا وغیرہ۔

(۵) حرف تردید یہ چھ ہیں :۔ یا۔ یا تو۔ خواہ۔ چاہے۔ کہ۔ چاہو۔

(۶) حرف استدراک حسب ذیل ہیں :۔ بلکہ۔ مگر۔ لیکن۔ ولے۔ الا۔ گو۔ اگرچہ۔ پر۔ البتہ۔ سو۔

(۷) حرف استثنا ذیل کے حروف ہیں :۔ سوا۔ الّا۔ مگر۔ بجز لیکن۔ باستثنا۔

(۸) حرف تمثیل ایسا۔ ویسا۔ جیسا۔ سا۔ مانند۔ مثل۔ جیسے۔ جوں۔ طرح۔ گویا۔ بعینہ۔ ہو بہو۔ ہیں۔

۴۔ حروف جذبات کو بھی جدا جدا لکھتے ہیں۔

(۱) حرف ندا یہ ہیں :۔ اے۔ او۔ ابے۔ اوبے۔ ابے او۔ ارے۔ اری۔ اجی۔ یا۔ ان میں سے ابے۔ اوبے۔ ابے او۔ ہمیشہ تحقیر کے لئے آتے ہیں۔ ارے اور اری کبھی تحقیر کے اور کبھی خصوصیت کے اظہار کے معنی دیتے ہیں۔

(۲) حرف ندبہ حسب ذیل ہیں :۔ ہائے۔ وائے۔ آہ۔ ہائے رے۔ ہٹے ہے۔ اے ہے۔ افسوس۔ صد افسوس۔ ہیہات۔ حیف۔ صد حیف۔ واحسرتا۔ وامصیبتا۔ دریغ۔ دریغا وغیرہ۔

(۳) حرف انبساط و تعجب ذیل کے ہیں :۔ اللہ اللہ۔ اللہ اکبر۔ اہاہا۔ اہو ہو۔ واہ وا۔ اللہ رے۔ سبحان اللہ۔ تعالیٰ اللہ۔ اوہو۔ صل علیٰ۔ اخاہ۔ آہا۔ آفریں۔ چشم بد دور۔ ماشاءاللہ۔ بارک اللہ۔

جزاک اللہ۔ مرحبا۔ نام خدا۔ شاباش۔ آفریں۔ چشم بد دور۔ حبذا۔ بل بے وغیرہ۔

(۴) حرف تاسف و نفریں جیسے دریغ۔ دریغا۔ افسوس۔ حیف۔ ہیہات۔ واحسرتا۔ لعنت۔ تف۔ پھٹکار۔ کالا منہ۔ دور ہو۔ ہشت۔ ہٹ۔ تھوتھو۔ خدا کی مار وغیرہ۔

(۵) حرف زجر و تنبیہ ذیل کے ہیں:۔ خبردار۔ ہوشیار۔ ہونھ۔ ہیں ہیں۔ دیکھو۔ دیکھنا۔ دیکھ۔ سن۔ سنو۔ سنوجی۔ ارے صاحب۔ اجی وغیرہ۔

(۶) حرف تاکید یہ ہیں:۔ بیشک۔ ضرور۔ آپ۔ ہاں۔ خود۔ ہرگز۔ ہی۔ پر۔ بھی۔

(۷) حرف شک مگر۔ شاید۔ پر ہیں۔

(۸) حرف تمنا کاش۔ کاشکے۔ اگر۔ مگر۔ خدایا۔ الٰہی وغیرہ

مشق

۱۔ ذیل کے الفاظ میں سے تمیز اور حرف کی مختلف قسمیں بتاؤ اور ان کو جملوں میں استعمال کرو:۔

آگے۔ پیچھے۔ آخر۔ کبھی۔ ابھی۔ کل۔ پرسوں۔ کس واسطے۔ چنانچہ۔ بیشک۔ ضرور۔ حبذا۔ ہوشیار۔ ارے جی۔ ہائے ہائے۔ آفریں۔ ٹکٹکی۔ اردگرد۔ چونکہ تب۔ سو۔ یا تو۔ سیدھا۔ الٹا۔ زنہار۔ لگاتار۔ سمیت۔ جی ہاں۔ واقعی۔ بغیر۔ سراسر۔ خوب۔ بیچ۔ اندر۔ قبل۔ شام۔ رات۔ لہذا۔ آہستہ۔ سرتاپا۔

ہم مادہ الفاظ

تمام عربی الفاظ کے مادے مقرر ہیں۔ مادہ کے معنی اس کے تمام مشتقات میں پائے جاتے ہیں۔ اس لئے اگر ان الفاظ کی پہچان کی عادت ہو جائے۔ تو معنی معلوم کرنے میں بہت آسانی ہو۔ یہاں ہم پھر کچھ ہم مادہ الفاظ جمع کرتے ہیں۔

مادہ	آسان مشتق الفاظ
نظر	ناظر۔ منظور۔ منظر۔ مناظر۔ مناظرہ۔ نظریہ۔ ناظرہ۔ ناظور۔ ناظورہ۔ انتظار۔ منتظر۔ نظارہ۔ نظارت۔ ناظرین۔
علم	عَلَم۔ عالم۔ متعلم۔ مُعلّم۔ تعلیم۔ علوم۔ معلوم۔ علیم۔ علاّم۔ علاّمہ۔ اعلم۔ علامت۔ تعلّم۔ علماء۔
شہد	شہود۔ شاہد۔ شواہد۔ مشہود۔ مشاہدہ۔ تشہّد۔ شہادت۔ شہید۔ شہداء۔ مشہد۔ مشاہدات۔
عین	عیون۔ معین۔ معیّن۔ اعیان۔ تعیّن۔ تعیین۔ معیّنہ۔ اعانت۔ عینک۔ معاونت۔ معاون۔
علو	عَلی۔ عُلیٰ۔ عالی۔ اعلیٰ۔ علو۔ عالیہ۔ تعلّی۔ عَلوی۔ عُلوی۔ اعلاء۔ علیّین۔ عالیات۔ معلّی۔ عوالی۔
صلح	صالح۔ صلحا۔ صالحہ۔ صالحات۔ مصالحت۔ مصلحت۔ مصلح۔ مصالح۔ اصلاح۔ مصلحین۔

مادہ	آسان مشتق الفاظ
حمد	حامد - احمد - محمد - محمود - حمید - محمدت - محامد - حمیدہ - حامدہ - ن
حفظ	حفیظ - حافظ - حفاظت - محافظت - محافظ - حفاظ - محفوظ - حفظان -
نظم	ناظم - منظوم - ناظمہ - انتظام - منتظم - تنظیم - منظم - نظام - انتظامات -
کلم	کلمہ - کلام - کلیم - متکلم - مکالمہ - متکلمین - تکلم - کلمات - مکالمات -
شرک	شرکت - شریک - مشترک - اشتراک - شرکا - مشرک - مشارکت - مشرکین -
حکم	حاکم - حکیم - حکما - حکام - حکومت - حکمت - محکوم - استحکام - مستحکم - محکمہ - محکم - احکام -

مشابہ الصوت الفاظ

جو لفظ جدا جدا حروف سے لکھے جائیں - مگر بولنے میں ان کی آوازیں اس قدر مشابہ ہوں کہ فرق نہ معلوم ہو - ان کو مشابہ الصوت الفاظ کہتے ہیں - جیسے سدا، صدا -

ایسے حروف جن کی آوازیں اُردو میں مشابہ ہیں یہ ہیں:-

س ص ث - ز ذ ظ ض - ہ ح - ت ط - ا ع -

اس قسم کے الفاظ کے املا میں طلبہ اکثر غلطی کرتے ہیں اس لئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے -

الفاظ	مفہوم	الفاظ	مفہوم
نثر	عبارت	حَول	گرد
نصر	مدد	ہَول	ڈر
سنا	مہندی	بہر	واسطے
ثنا	تعریف	بحر	سمندر
سور	خوشی	ہائل	خوفناک
صور	نرسنگھا	حائل	روکنے والا
سورت	قرآن شریف کا ایک حصہ	سبا	ایک ملک
صورت	شکل	صبا	پوروا ہوا
زن	عورت	سفر	سفر
ظن	گمان	صفر	ایک مہینہ
نص	دلیل	حوّا	ماما حوا
نس	رگ	ہوّا	جس سے بچوں کو ڈراتے ہیں
رانا	راجہ	ہَرَم	بڑھاپا
رعنا	خوبصورت	حَرَم	کعبہ شریف

اسی طرح اور بہت الفاظ ہیں۔ جیسے شرہ شرح۔ سیف صیف۔ آلم عَلَم۔ الیم علیم۔ ناصر ناثر۔ آلہ اعلیٰ۔ عرب ارب۔ مزہ مضیٰ۔ مہک محک۔ سانی ثانی۔ تیر طیر وغیرہ

مشق

۱- ہم مادہ الفاظ اور مشابہ الصوت الفاظ سے کس قسم کے لفظ مراد ہیں ؟ -

۲- سیف صیف - مزہ مضٰی - سانی ثانی - شرہ شرح - الیم علیم - ہرم حرم - سور صور کے معنی بتاؤ - اور جملوں میں استعمال کرو -

۳- قتل - حسن - عرف - علم - نظر مادّوں سے کتنے الفاظ تم کو معلوم ہیں - گناؤ اور ان کے معنی بھی بتاؤ -

غیر زبانوں کے الفاظ

اردو زبان عربی، فارسی، سنسکرت، پراکرت اور برج بھاشا وغیرہ زبانوں سے مل کر بنی ہے - اِس لئے ان تمام زبانوں کے الفاظ کثرت سے اُردو میں پائے جاتے ہیں - یہ الفاظ مدتوں سے جزوِ زبان بن چکے ہیں اس لئے اب ان کو غیر زبان کا لفظ نہیں کہا جا سکتا - البتہ ان الفاظ کی علٰحدہ علٰحدہ پہچان اس طرح ہو سکتی ہے کہ

(۱) جن الفاظ میں حرف ژ آئے وہ یقیناً فارسی ہوگا -

(۲) جہاں ث - خ - ذ - ص - ض - ط - ظ - ع میں سے کوئی حرف ہو وہ فقط عربی لفظ ہوں گے -

(۳) جب کہیں ق ملے تو وہ لفظ ترکی ہوں گے یا عربی -

(۴) جہاں پ - چ - گ پایا جائے تو وہ الفاظ یا فارسی کے ہونگے یا ہندی کے -

(۵) اگر ٹ - ڈ - ڑ یا ہا سے مخلوط پائی جائے تو ان الفاظ کو خالص ہندی سمجھو -

بہرحال یہ تمام الفاظ تو اب اُردو میں شیر و شکر ہو کر مل چکے ہیں - اب عموماً غیر زبانوں کے الفاظ سے مراد یہ ہوتی ہے کہ عربی فارسی کے جدید الفاظ، یا ممالک یورپ کی مختلف زبانوں کے الفاظ جو گزشتہ سو پچاس سال کے عرصہ سے ہماری زبان میں روز بروز داخل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جیسے بٹن - انجن - موٹر - سکنڈ وغیرہ -

انگریزی، عربی، فارسی وغیرہ غیر زبانوں کے الفاظ دو قسم کے ہیں - (۱) جن کے تلفظ میں معمولی تغیر ہوا ہے۔ مگر معنی وہی ہیں جیسے منٹ - لالٹین - بسکٹ - بگی - خیر سلا - ابا - کھگل وغیرہ - (۲) جن کے معنی میں بھی تغیر ہو گیا ہے - جیسے ریل - گلاس - بیرا - بورڈنگ - روزگار - اخلاص خیرات وغیرہ -

جو الفاظ غیر زبانوں سے لئے گئے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے :-

۱ - انگریزی سے جیسے پلٹن - پستول - فلالین - بوتل - درجن - میم - اردلی - ٹرام - سائیکل - ڈپٹی - کلکٹر - وائسرائے - گورنر - کوٹ - واسکٹ پتلون - نیکر - فٹ بال - کرکٹ - ٹینس - اسکول - کالج - یونیورسٹی - گارڈ - پنسل وغیرہ بہت سے الفاظ -

۲ - ترکی سے جیسے قرق - چق - چاق - آکا - قاق وغیرہ -

۳ - عربی سے جیسے نشہ - افراتفری - مشاطہ - تانے تنے - توبہ تنوبا -

خیرسلا۔ مصالح۔ خاطر۔ تماشا۔ فیلسوف۔ اخلاص وغیرہ جن کے معنی بھی اردو میں بدل گئے ہیں۔ یا صورت بالکل مسخ ہوگئی ہے۔

۴۔ **فارسی سے جیسے** دستوری۔ روزگار۔ رومال۔ رسد۔ شروا۔ دپینا۔ زری کونا۔ مرغا۔ تاشہ۔ وغیرہ جن کی صورت یا معنی بالکل بدل چکے ہیں۔

۵۔ **سنسکرت سے جیسے** ہاتھی۔ چورن۔ چودھری۔ دال۔ کھیر۔ مہینہ گنا۔ گنڈیری۔ بادل۔ آٹا۔ چاند۔ چاندنی۔ ہاتھ۔ چوراوغیرہ جن کی صورتیں بالکل بدل چکی ہیں۔

فائدہ۔ (۱) عربی فارسی کے ایسے الفاظ جن کے معنی یا صورت میں زیادہ تبدیلی نہیں ہوئی بے شمار ہیں۔ اس لئے ان کی مثالوں کی ضرورت نہیں تم روز بولتے سنتے ہو۔

(۲) کچھ الفاظ پنجابی۔ بنگالی۔ مرہٹی وغیرہ سے بھی اردو میں شامل ہوگئے ہیں۔ لیکن وہ تعداد میں کم ہیں۔ ان زبانوں سے اُردو نے زیادہ حاصل نہیں کیا۔ اس لئے ان کو علیحدہ شمار کرانے کی ضرورت نہیں۔ جیسے بھانڈا۔ گھونٹنا۔ چنگا۔ بھنانا۔ ننھا۔ بڑا۔ اُڑد وغیرہ۔

مشق

۱۔ عربی اور فارسی کے خاص حرف کون سے ہیں؟۔

۲۔ جن الفاظ میں ق۔ چ۔ ڑ۔ گ۔ ژ۔ ص۔ ٹ آجائے وہ کونسی زبان کے ہوں گے؟۔

۳۔ غیر زبانوں کے الفاظ جو اُردو میں شامل ہوئے ہیں ان میں کیا تبدیلیاں ہوئی ہیں؟۔

۴- دی ہوئی مثالوں کے علاوہ انگریزی اور فارسی کے الفاظ اپنے آپ مثالاً پیش کرو۔

۵- افراتفری- خیرسلا- ہاتھی- چورن- چاندنی- تانے تشنے- پلٹن- فلالین اور اردلی دراصل کیا تھے؟-

محاورات

اہل زبان جن فقروں کو حقیقی معنی کی جگہ مجازی معنی میں استعمال کرتے ہیں ان کو محاورہ کہتے ہیں۔ محاورات اگرچہ سماعی طور پر معلوم ہوتے ہیں۔ مگر بعد کو انہیں خاص ترتیبوں کے ماتحت مرتب کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ہم بھی محاورات کو مصدروں کے اعتبار سے ترتیب دیتے ہیں۔

محاورہ	مفہوم	استعمال
	آنا مصدر سے	
آنکھ آنا	آنکھیں دکھنا	پرسوں سے گوپال کی آنکھیں آگئی ہیں۔
آڑے آنا	مصیبت میں مدد کرنا	بُرے وقت میں وہی آڑے آئیگا۔
کام آنا	مدد کرنا	دوست ہی مصیبت کے وقت کام آتا ہے۔
شامت آنا	برا وقت آنا	موہن کی شامت جو آئی تو وہ دریا میں کود پڑا۔
منہ آنا	چھیڑنا- سر ہوجانا	کیوں اس کے منہ آتے ہو۔ وہ غصیلا شخص ہے۔
شگوفہ ہاتھ آنا	بات مل جانا	لو تمھیں اور شگوفہ ہاتھ آگیا۔

محاورہ	مفہوم	استعمال
	ہونا مصدر سے	
عرق عرق ہونا	شرمندہ ہونا	احمد یہ سُن کر عرق عرق ہوگیا۔
عنقا ہونا	نہ پایا جانا	وہ تو ایسا غائب ہوا کہ عنقا ہوگیا۔
قتل ہونا	خاتمہ ہوجانا	اس زمانہ میں پرانی روایات کا تو بس قتل ہوگیا۔
گلے کا ہار ہونا	کسی کے سر ہوجانا	یہ فقیر تو بالکل گلے کا ہار ہوگیا ہے۔
جینے کے لالے ہونا	زندگی کی آس نہ ہونا	اس بیمار کے تو اب جینے کے بھی لالے پڑے ہوئے ہیں۔
	لگانا مصدر سے	
منہ لگانا	سرچڑھانا	تم نے کیوں اس بچہ کو اس قدر منہ لگا رکھا ہے؟
آس لگانا	امید کرنا	خدا کی رحمت سے ہماری آس لگی ہے۔
تھگلی لگانا	چالاکی سے دشوار کام کرنا۔	وہ ایسا عیار ہے کہ آسمان میں تھگلی لگاتا ہے۔
رٹ لگانا	بضد ہوجانا	تم نے تو ایک بات کی رٹ لگا رکھی ہے۔
ہاتھ لگانا	چھیڑنا۔ مارنا	دیکھو اگر اس لڑکے کو تم نے ہاتھ بھی لگایا تو اچھا نہو گا۔
چار چاند لگانا	خوبصورت بنانا	اس نے تو کمرے کی زینت کو چار چاند لگا دیے۔
	رکھنا مصدر سے	
لاج رکھنا	عزت آبرو قایم رکھنا	اس نے اپنے باپ دادا کی لاج رکھ لی۔

محاورہ	مفہوم	استعمال
نام رکھنا	برا کہنا	عجب آدمی ہے۔ علاوہ نام رکھنے کے اسے کچھ کام ہی نہیں۔
منہ پر رکھنا	کسی کے سامنے صاف صاف کہہ دینا	نسیم نے سب حال اس کے منہ پر رکھ دیا۔
دل رکھنا	اطمینان اور تسلی دینا	تمہاری باتوں نے اس غریب کا دل رکھ لیا۔
خیال رکھنا	لحاظ کرنا	جعفر سب کا خیال رکھتا ہے۔
ہاتھ رکھنا	مدد کرنا	اس نے ہاتھ رکھا تو تمام بگڑے کام بن گئے۔

ان مصدروں سے یہی نہیں بلکہ اور بھی بہت محاورات بنتے ہیں۔ مثالاً صرف چھ چھ محاورے لکھے ہیں۔

مشق

۱۔ محاورات ذیل کے معنی بتاؤ اور جملوں میں استعمال کرو:۔

آنکھوں میں خون اترنا۔ اپل پڑنا۔ اپنا خون پینا۔ انگلیاں اٹھنا۔ باغ باغ ہونا۔ بت بن جانا۔ الٹی گنگا بہانا۔ پتھر پڑنا۔ پسلی پھڑکنا۔ پردہ ڈھانکنا۔ پسینہ پسینہ ہو جانا۔ پہلو بچانا۔ ٹکر لینا۔ ٹسوے بہانا۔ چار چاند لگنا۔ چراغ پا ہونا۔ خار کھانا۔ خدا خدا کرنا۔ دانت کھٹے ہو جانا۔ دھونی رمانا۔ دیوار بن جانا۔ ڈورے ڈالنا۔ روغن قاز ملنا۔ زبان چلنا۔ سبز باغ دکھانا۔ سبق دینا۔ شوشہ چھوڑنا۔ کافور ہو جانا۔ قلم توڑنا۔ گل کھلانا۔

تلمیحات

جس طرح محاورات اہل زبان کے زبان زد ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح بعض الفاظ یا فقرے ایسے ہوتے ہیں جو کسی خاص تاریخی یا مذہبی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ان کو تلمیح کہا جاتا ہے۔

تلمیح کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس پورے قصہ کا علم ہو۔ مثال کے لئے ہم مخصوص قصوں سے اخذ کی ہوئی تلمیحات اور ان کی مختصر تشریح لکھتے ہیں

تلمیح	متعلق قصہ
	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات سے
عصائے موسیٰ ید بیضا۔	حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدائے تعالیٰ نے پیغمبری عطا کی تو دو خاص معجزے دیے۔ (۱) جب آپ اپنا داہنا ہاتھ باہر نکالتے تو وہ اس قدر روشن ہوتا کہ چاروں طرف اس کی روشنی پھیل جاتی۔ (۲) جب آپ اپنا عصا زمین پر ڈال دیتے تو وہ سانپ بن جاتا۔
سحر سامری	حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تھے۔ ان کے پیچھے ایک شخص سامری نام نے ایک بچھڑا بنایا جس میں سے آواز نکلتی تھی اور بنی اسرائیل کو گمراہ کیا کہ یہی تمہارا خدا ہے۔ حضرت موسیٰ واپس آئے تو آپ نے اس

تلمیح	متعلق قصہ
	بچھڑے کو جلا ڈالا - اور سامری کو بد دعا دی -
وادی ایمن	حضرت موسیٰ علیہ السلام مع اپنی بی بی صاحبہ کے سفر کر رہے تھے - راستہ بھول گئے - ایک جگہ رات ہوگئی - سردی تھی پھر جنگل کا سناٹا - ایک طرف آگ نظر آئی - آبادی کا خیال کر کے اس طرف چلے تا کہ آگ لائیں اور راستہ معلوم کریں وہ آگ نہ تھی تجلی الٰہی تھی - پہلی دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہیں ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا تھا - اور پیغمبری ملی تھی -
کوہ طور کا جلنا	حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر خدائے تعالیٰ سے درخواست کی اَرِنِیْ (اے خدا مجھے اپنا جلوہ دکھا) - جواب ملا لَنْ تَرَانِیْ (اے موسیٰ تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے) - اصرار پر ارشاد ہوا کہ ہم پہاڑی پر تجلی کرتے ہیں - اگر پہاڑ جلوہ خداوندی کی تاب لا سکا تو تم بھی دیکھ سکو گے - وہ پہاڑی تجلی الٰہی سے سرمہ ہوگئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام غش کھا کر گر پڑے -
	حضرت سلیمان علیہ السلام کے حالات سے
اسم اعظم خاتم سلیمانی	حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک انگوٹھی تھی - اس پر اسم اعظم کندہ تھا - اس انگوٹھی کی یہ خاصیت تھی کہ جس کے ہاتھ میں ہو اس کو ہر قسم کی قدرت حاصل ہو جاتی تھی -

تلمیح	متعلق قصّہ
	حیوانات۔ ہوا۔ پانی۔ جنات۔ زمین وغیرہ سب اس کے فرمانبردار بن جاتے تھے۔
بیت المقدس کی تعمیر	بیت المقدس کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے جنات نے کی۔ مشہور ہے کہ تعمیر کے دوران میں ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کا وصال ہوگیا۔ آپ اپنا عصا ٹیکے ہوئے اپنی جگہ پر قایم رہے۔ جنات یہی سمجھتے رہے کہ آپ بقید حیات ہیں۔ اور کام کرتے رہے۔ جب لکڑی میں گھن لگ گیا اور لکڑی کے ٹوٹنے سے نعش مبارک زمین پر آرہی تو جنات کو خبر ہوئی۔ مگر اس وقت تک تعمیر مکمل ہوچکی تھی۔
ہیکل سلیمانی	بیت المقدس میں وہ عظیم الشان عبادت خانہ جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے جنوں سے بنایا تھا۔
تختِ بلقیس	بلقیس سبا کی ملکہ تھیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہدہد نے اس ملک کی گمراہی کا حال سنایا۔ آپ نے وہاں کی ملکہ کو اپنے دربار میں حاضر ہونے اور ایمان لانے کی دعوت دی۔ قبل اس کے کہ ملکہ بلقیس وہاں پہونچیں۔ آپ نے حکم دیا کہ ان کا تخت دربار میں حاضر کیا جائے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے وزیر آصف بن برخیا کو اسم اعظم کا عمل معلوم تھا۔ انھوں نے پلک مارتے تخت وہاں لاموجود کیا۔

مشق

۱۔ حضرت موسیٰ اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے قصوں میں سے تلمیحات بالا کے علاوہ اور تلمیحات بتاؤ۔ اور ان کے متعلق قصے بیان کرو۔

۲۔ تلمیحات ذیل کے متعلق قصے معلوم کر کے بتاؤ:۔

سدِ سکندری۔ یاجوج ماجوج۔ کوہ جودی۔ طوفان نوح۔ آب حیات۔ ظلمات۔ خضر و موسیٰ علیہما السلام کی ملاقات۔ سانپ اور مور کی دشمنی۔ حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے نکلنا۔ گنج قارون۔

ضرب الامثال

وہ فقرے یا جملے جو ایک خاص مفہوم کے حامل ہونے کی وجہ سے عام طور پر مقبول ہوں اور مناسب موقعوں پر استعمال کیے جائیں ضرب المثل کہلاتے ہیں۔ جیسے

ضرب الامثال	مفہوم
بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا	جو چیز قابو اور یافت سے باہر ہو اور اتفاقیہ حاصل ہو جائے۔
باادب بانصیب، بےادب بےنصیب	ادب، تمیز، سلیقہ انسان کو خوش نصیب بناتا ہے اور جس میں یہ نہیں وہ بدقسمت ہے۔
اللہ بس باقی ہوس	خدا کے سوا کسی کو بقا نہیں سب ہیچ ہے۔
آپ ڈوبے جگ ڈوبا	خود تباہ ہو گئے تو ہماری نگاہ میں دنیا مٹ گئی۔

ضرب الامثال	مفہوم
اندھا کیا چاہے دو آنکھیں	ضرورت مند شخص یہی چاہتا ہے کہ اس کی حاجت پوری ہو جائے۔
آگے ناتھ نہ پیچھے پگھا	مجبوریوں اور پابندیوں کا نہ ہونا۔ تمام فرائض سے مطلقاً آزاد ہونا۔
اپنے دہی کو کوئی کھٹا نہیں کہتا	ہر شخص اپنی چیز اچھی بتاتا ہے۔
ناچ نہ جانیں آنگن ٹیڑھا	خود تو کام کی اہلیت نہیں، الزام دوسروں پہ دھرتے ہیں۔
از ماست کہ بر ماست	اپنے ہی ہاتھوں یہ تمام مصیبتیں اپنے سر آئی ہیں۔
بزرگی بعقل است نہ بہ سال	عمر کی بڑائی کوئی چیز نہیں۔ جس میں بھی عقل و فہم ہو وہ بزرگ ہے۔

اترا شحنہ مرد ک نام۔ الٹا چور کو توال کو ڈانٹے۔ اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ۔ ایک سر ہزار سودا۔ باسی بچے نہ کتا کھائے۔ بغل میں لڑکا شہر میں ڈھنڈورا۔ بیکار مباش کچھ کیا کر۔ جتنا چھانو اتنا ہی کرکرا۔ چراغ تلے اندھیرا۔ چھوٹا منہ بڑی بات۔ خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں۔ دال میں کالا۔ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔ طویلے کی بلا بندر کے سر۔ کسی کا گھر جلے کوئی تاپے۔ گھری مزدوری چوکھا کام۔ ملا کی دوڑ مسجد تک۔ بد نام کنندہ نکو نامے چند۔ تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ۔ چاہ کن را چاہ در پیش۔ جائے استاد خالی۔ دیوانہ بکار خویش ہشیار۔ خود کردہ را علاجے نیست۔ ہر گ انبوہ جشنے دارد۔

تیسرا باب

نظم و نثر

اشعار کی نثر

اشعار میں الفاظ کی ترتیب بدل جاتی ہے۔ نثر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ (۱) اول فاعل پھر مفعول پھر فعل لکھا جائے۔ (۲) ان تینوں کے علاوہ جو الفاظ یا فقرے ہوں ان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ فاعل مفعول یا فعل کس کے متعلق ہیں۔ جس سے ان کا تعلق ہو اسی کے ساتھ ان کو لکھنا چاہیے۔ (۳) جو الفاظ محذوف ہوں ان کو بھی ظاہر کر دیا جائے۔ مثلاً

۱۔ موتی لٹا رہی ہے شب غم میں چشم تر　　کرلیں دراز دامن شمع سحر کو ہم

نثر۔ شب غم میں چشم تر موتی لٹا رہی ہے۔ ہم کو چاہیے کہ دامن شمع سحر کو دراز کر لیں۔

۲۔ کہا جی نے مجھے یہ ہجر کی رات　　یقین ہے صبح تک دے گی نہ جینے

نثر۔ میر جی نے کہا کہ یقین ہے کہ یہ ہجر کی رات مجھے صبح تک جینے نہ دے گی۔

۳۔ موت آزادی طلسم دہر سے سمجھا مگر　　ہے فریب ساز و سامان کفن میرے لئے

نثر۔ میں نے موت کو طلسم دہر سے آزادی سمجھا تھا مگر اب بھی کفن کے ساز و سامان کا فریب میرے لئے باقی ہے۔

ہم خیال اشعار

شعرا ہمیشہ سے ایک ہی قسم کے مباحث پر طبع آزمائی کرتے چلے آئے ہیں۔ اس لئے اگر ایک ہی مضمون یا ایک ہی عنوان پر مختلف شعرا کے اشعار کا مطالعہ اور موازنہ کیا جائے تو شعرا کے ارتقائے ذہنی، رفعت خیالات، جدت ادا، خوبی زبان، رسائی فکر اور بلندی تخیل کا پتہ چلتا ہے۔ جس سے سخن فہمی کی قابلیت اور حسن و قبح کا امتیاز حاصل ہوتا ہے۔ اور ذہن میں جودت اور خیالات میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ہر طالب علم کو چاہیے کہ وہ جن اشعار کو پڑھے ان میں سے ہم معنی و ہم خیال اشعار کو ایک جگہ جمع کرتا رہے۔ ذیل میں اس طرح کی چند مثالیں دیکھو۔

گناہ و مغفرت

محشر میں کس طرف سے یہ آنے لگی صدا آنا ہو جس کو آئے ہماری پناہ میں (داغ)

بندہ نوازیوں پہ خدائے کریم تھا کرتا نہ میں گنہ تو گناہ عظیم تھا (امیر)

بے گناہوں میں چلا زاہد جو اس کو ڈھونڈنے
مغفرت بولی ادھر آ میں گنہگاروں میں ہوں (")

وہ کرشمے شان رحمت نے دکھائے روز حشر
چیخ اٹھا ہر بے گنہ میں بھی گنہگاروں میں ہوں (")

ہم مست مے بھی پیتے ہیں تو کانپتے ہوئے
توبہ پڑی ہوئی ہے ہمارے گناہ میں (")

میرے گناہ تولتی ہے رحمت خدا　　قدسی الگ کھڑے ہیں ترازو لئے ہوئے (رشید)
موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لئے　　قطرے جو تھے مرے عرق انفعال کے (اقبال)

جواب شکوہ

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں　　میں جانتا ہوں جو وہ لکھینگے جواب میں (غالب)
کہتے ہیں تم کو ہوش نہیں اضطراب میں　　سارے گلے تمام ہوئے اک جواب میں (مومن)
کیا کیا فریب دل کو دیئے اضطراب میں　　ان کی طرف سے آپ لکھے خط جواب میں (داغ)
میں اپنا حال کہکے پشیمان ہوں آپ ہی　　وہ سر جھکائے بیٹھے ہیں فکر جواب میں (نظام)
بے قصد لکھدیا ہے گلہ اضطراب میں　　دیکھوں کہ کیا وہ لکھتے ہیں خط کے جواب میں (امیر)
دونوں کا ایک حال ہے یہ مدعا ہو کاش　　وہ ہی خط اس نے بھیجدیا کیوں جواب میں (مومن)
ان کو کہاں ہے صبر و تحمل عتاب میں　　دم بھر کے بعد اور خط آیا جواب میں (داغ)

حقیقت دل

آنکھوں سے جو حال دل کا پوچھا　　اک بوند ٹپک پڑی لہو کی (میر)
بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا　　جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا (آتش)
قطرۂ خوں کے سوا دل کی حقیقت کچھ نہ تھی　　اذیت درد محبت مل گئی دل ہو گیا (شوق)
دل کچھ نہ تھا تمہاری نظر نے بنا دیا　　دنیائے درد، عالم حسرت، جہان داغ (فانی)
مری دل کی بھی عمر اتنی ہی تھی　　ترے لب پہ جتنا تبسم رہا (میکش)

تشبیہ و استعارہ

دو جدا جدا چیزوں کو جب ایک دوسرے سے مشابہت دی جاتی ہے تو اسے تشبیہ کہتے ہیں۔ تشبیہ کے پانچ رکن ہیں (۱) مشبہ وہ لفظ جس کو

تشبیہ دی جاے۔ (۲) مشبہ بہ وہ لفظ جس سے تشبیہ دی جائے۔ (۳) وجہ شبہ جس سبب سے تشبیہ لائی جاے۔ (۴) غرض شبہ جس غرض سے تشبیہ لائی جائے۔ (۵) حرف شبہ وہ حرف جس کے ذریعہ سے تشبیہ دی جائے۔ جیسے دل شیشہ کی مانند نازک ہوتا ہے۔

جب کوئی لفظ مجازی معنی میں اس طرح سے استعمال کیا جائے کہ معنی حقیقی مراد لینے صحیح نہوں۔ اور حقیقی و مجازی معنی میں علاقہ تشبیہ کا ہو تو اس کو **استعارہ** کہتے ہیں۔ استعارہ میں مشبہ بہ کو **مستعار**۔ مشبہ کو **مستعار لہ** اور وجہ شبہ کو **وجہ جامع** کہتے ہیں۔ جیسے

یہ سنتے ہی تھرا گیا گلّہ سارا یہ راعی نے للکار کر جب پکارا (حالی)

راعی کے حقیقی معنی چرواہے کے ہیں۔ مگر یہاں مجازی معنی پیغمبر مراد ہیں۔ تو راعی کا لفظ مستعار ہے، اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مستعار لہ ہے، اور وجہ جامع رہنمائی و نگرانی ہے۔

اشعار میں تشبیہات و استعارات عام طور پر پائے جاتے ہیں۔ ایسے اشعار کا مطلب بیان کرتے وقت ضروری ہے کہ اول غرض شبہ کو بیان کیا جاے۔ پھر ان خصوصیات کی تشریح کی جاے جو وجہ جامع یا وجہ شبہ ہیں۔ پھر مشبہ یا مستعار لہٗ پر ان کو مطابق کرکے دکھایا جائے۔ اور شعر کے باقی اجزا کو حل کر دیا جائے۔ مثلاً اس اوپر کے شعر کا مطلب یہ ہوگا:۔

مطلب۔ جس طرح چرواہا اپنے گلّہ کی حفاظت اور نگرانی کرتا ہے اسی طرح پیغمبر اپنی امت کا محافظ اور نگراں ہوتا ہے۔ اسی لئے استعارہ کے طور

پر پیغمبر کے لئے راعی کا لفظ لائے ہیں۔ جب گڈریہ گلّہ کو آواز دیکر بلاتا ہے
تو سارا گلہ اس کی آواز کی پیروی کرتا ہے۔ اسی طرح جب پیغمبر صاحب صلعم
نے اپنی امت کو خطاب کیا۔ تو ان کی آواز سنکر سب تھرا اُٹھے۔ اور آپؐ
کی آواز ان کے دلوں کی گہرائیوں میں اتر گئی۔

مشق

۱۔ اپنی کتاب میں سے پانچ کہاوتیں اور دس محاورے تلاش کرکے ان کے معنی
بتاؤ اور ان کو اپنے جملوں میں استعمال کرو۔
۲۔ اپنے پڑھے ہوئے اشعار میں سے ہم خیال شعروں کی مختلف عنوانوں کے ماتحت
فہرستیں بناؤ۔
۳۔ اشعار ذیل کی نثر کرو:۔

چوٹیوں پر جو نہالوں کے ہجوم گل ہے
دور سے یوں نظر آتے ہیں وہ جیسے مشعل

وقت بے وقت آگیا ہے بشتر وہ آفتاب
ہوگئی ہے بارہا شام شب دیجور صبح

مرے نالوں نے رخنے کر دیے زنجیر آہن میں
مری آہوں نے آنکھیں کھولدیں دیوار زنداں کی

منت حضرت عیسیٰ نہ اٹھائیں گے کبھی
زندگی کے لئے شرمندۂ احساں ہونگے

۴۔ اشعار بالا کے استعاروں اور تشبیہوں کی تشریح کرکے مطلب لکھو۔

اقسام نظم

پہلے حصہ میں تم نظم کی پانچ قسمیں پڑھ چکے ہو۔ یہاں اول ان کو دہرایا
جاتا ہے۔ پھر پانچ اَور قسموں کا حال بیان ہوگا۔
۱۔ **مثنوی** وہ نظم ہے جس کا ہر شعر الگ قافیوں میں ہو مگر ہر شعر کے دونوں

مصرعے آپس میں ہم قافیہ ہوں ۔ جیسے

کہتی تھی پری کہ اڑکے جاتی   گلچیں کا کہیں پتہ لگاتی
ہر باغ میں پھولتی پھری وہ   ہر شاخ پہ جھولتی پھری وہ
جس تختے میں مثل باد جاتی   اس رنگ کے گل کی بو نہ پاتی (نسیم)

۲۔ مخمس وہ نظم ہے جس کے ہر بند میں پانچ مصرعے ہوں ۔ پہلے چاروں
مصرعے آپس میں ہم قافیہ ہوں ۔ اور پانچواں مصرعہ الگ قافیہ میں ہو۔ تمام
بندوں کے پانچویں مصرعے ایک ہی قافیہ میں ہونے ضروری ہیں۔ جیسے

کیا ہندو و مسلماں کیا رند و گبر و کافر   نقاش کیا مصور کیا خوشنویس شاعر
جتنے نظیر ہیں یاں اک دم کے ہیں مسافر   رہنا نہیں کسی کو چلنا ہے سب کو آخر
دو چار دن کی خاطر یاں گھر ہوا تو پھر کیا (نظیر)

۳۔ مسدس وہ نظم ہے جس کے ہر بند میں چھ مصرعے ہوں ۔ پہلے چاروں
مصرعے آپس میں ہم قافیہ ہوں ۔ اور تیسرے شعر کے دونوں مصرعے ان سے
علیحدہ قافیوں میں مگر آپس میں ہم قافیہ ہوں ۔ جیسے

گھٹا اک پہاڑوں سے بطحا کے اٹھی   پڑی چار سو یک بیک دھوم جس کی
کڑک اور دھمک دور دور اسکی پہونچی   جو ٹیگس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی
رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہو گئی ساری کھیتی خدا کی

۴۔ قطعہ وہ نظم ہے جس میں دو یا زیادہ شعر اس طرح ہوں کہ سب کا مطلب
آپس میں مسلسل ہو۔ پہلا شعر مطلع نہو۔ اور تمام شعروں کے دوسرے مصرعوں

ہیں قافیہ آئے۔ جیسے

دل کی کلی پھر ہو کر شگفتہ بوئے مسرت پھیلا رہی ہے
عید عیام اب آئے نہ آئے وہ آرہے ہیں عید آرہی ہے (حامد)

۵۔ تضمین وہ نظم ہے جس میں کسی شاعر کے مصرعے یا شعر کو اس طرح نظم کیا جائے کہ اول اپنے چند شعر کہے جائیں اور آخر میں وہ مصرعہ یا شعر بطور گرہ لے آیا جائے۔ تضمین، مخمس، مسدس، ترکیب بند، قطعہ سب صورتوں میں ہو سکتی ہے۔ جیسے

یہ مثل کہتے ہیں ہر چند بڑے اور چھوٹے کہ برستا نہیں وہ جو کہ بہت سا گرجے
پر جو دیکھا تو یہاں صاف وہ جھوٹے نکلے "رات بھر نالے کیے ہم نے تو دن بھر روئے
جیسے ہم شام سے گرجے تھے سحر سے برسے"

۶۔ مربع وہ نظم ہے جس میں چار چار مصرعوں کا ایک بند ہو۔ اور ہر بند کے چاروں مصرعے آپس میں ہم قافیہ ہوں۔ جیسے

سر میں شوق کا سودا دیکھا دلی کو ہم نے بھی جا دیکھا
کیا بتلائیں کیا کیا دیکھا جو کچھ دیکھا اچھا دیکھا (اکبر)

۷۔ مسبع وہ نظم ہے جس میں سات مصرعوں کا ایک بند ہو۔ ابتدائی چھ مصرعے ہم قافیہ ہوں۔ اور ساتواں مصرعہ الگ قافیہ میں ہو۔ جس بند میں ساتوں مصرعے ہم قافیہ ہوں گے وہ مطلع کہلایا جائے گا۔ جیسے

نہ کہو کہ حال میرا انہیں جا کہا صبا نے یہ کیا ہے کام سارا مرے نالۂ رسا نے
ہوا لطف غائبانہ یہ کرم کیا خدا نے ثمر قبول لاکر مجھے دے دیا دعا نے

نہ رہا ذرا تغافل نہ رہے ذرا بہانے پس مدت آ دکھایا یہ اثر مری دعا نے
لکھا اپنے ہاتھ سے خط مجھے میرے دلربا نے (محروم)

۸۔ مثمن وہ نظم ہے جس میں آٹھ مصرعوں کا ایک بند ہو۔ اول چھ مصرعے ہم قافیہ ہوں۔ اور چوتھے شعر کے دونوں مصرعے ان تینوں شعروں سے الگ قافیوں میں مگر آپس میں ہم قافیہ ہوں۔ جیسے

قلق اس بت کی جدائی کا ستاتا ہے مجھے شمع ساں داغ دل فتنہ جلاتا ہے مجھے
عشق اس زلف کا دیوانہ بناتا ہے مجھے مثل وحشی کے شب و روز پھراتا ہے مجھے
ڈوبنا ضعف سے مشکل نظر آتا ہے مجھے موج کے ساتھ ہی دریا بھی ڈوباتا ہی مجھے
قیس محزوں جو کبھی آپ میں پاتا ہی مجھے ناتواں جان کے سایہ سے ڈراتا ہے مجھے

۹۔ مستزاد وہ نظم ہے جس میں ہر مصرعہ کے بعد اسی بحر کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا قافیہ کی قید کے ساتھ زیادہ کر دیا جائے۔ جیسے

غم دل کس سے کہوں کوئی بھی غم خوار نہیں غم فرقت کے سوا
اور اگر پوچھے کوئی قابل اظہار نہیں چپکے رہنا ہی بھلا
مرمٹے خاک در یار پہ عشاق ظفر کہ جو ہونا ہو سو ہو
اٹھ کے اب جائیں کہاں طاقت رفتار نہیں مثل نقش کف پا (بہادر شاہ ظفر)

۱۰۔ ترجیع بند وہ نظم ہے جس میں اول غزل کی طرح چند شعر آئیں۔ اور آخر میں ایک شعر ان سے الگ قافیہ میں گرہ کے طور پہ لایا جائے۔ پھر اسی طرح دوسرا بند لکھا جائے۔ مگر جس قدر بند بھی ہوں گرہ سب کی ایک ہو۔ اور ہر بند میں کم سے کم پانچ شعر ہوں۔ جیسے

لو چھوڑ کے مجھے چلا گیا دل ہے اس سے زیادہ بے وفا دل
دلدار کے کھینچنے پڑے ناز افسوس کہ میرے پاس تھا دل
یہ دشمن جاں تمہیں مبارک یعنی نہیں میرے کام کا دل
دیتا ہوں دم ایسے فتنہ گر پر انصاف سے دیکھنا مرا دل
اس چشم نے کر دیا خراب آہ تھا ورنہ بہت ہی پارسا دل
کیسی مری جان پر بن آئی اللہ بگڑ گیا ہے کیا دل

آں شوخ چناں ربود از من
گویا کہ دلم نبود از من (مومن)

اسی طرح ہر بند کے آخر میں گرہ کا شعر بھی فارسی کا ہے۔

فائدہ۔ ترجیع بند کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ مخمس، مسدس وغیرہ کی شکل میں نظم ہو اور گرہ کا مصرعہ یا شعر ایک ہی ہو جو ہر جگہ دہرا دیا جائے۔

مشق

۱۔ اپنی کتاب میں سے نظم کی اقسام بالا تلاش کر کے بتاؤ۔
۲۔ مخمس، مسدس، مسبع اور مثمن کی تعریف کرو۔
۳۔ مستزاد۔ ترجیع بند اور تضمین کسے کہتے ہیں؟

نثر کا مطلب

نثر کا مطلب بیان کرنے میں حسب ذیل اصول ملحوظ رکھنے چاہئیں۔
(۱) مشکل الفاظ کی جگہ آسان لفظ لکھو۔ (۲) محذوف الفاظ کو ظاہر کرو۔ (۳) مبہم فقروں کی تشریح کر دو۔ (۴) بیجا طوالت کو دور کر دو۔ اور (۵)

خیال رکھو کہ عبارت کا کوئی حصہ حل کرنے سے رہ نہ جائے۔
چونکہ اس کے متعلق تفصیل پہلے آچکی ہے اس لئے اس قدر اعادہ کافی ہے۔

نثر میں ادائے خیال

ایک ہی خیال کو مختلف الفاظ اور جدید فقروں میں ادا کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ قوت بیان و ادا موجود ہو۔ الفاظ اور ان کے معانی پر قدرت ہو۔ اور زبان و محاورہ پر قابو حاصل ہو۔ ابتدائی مشق کے وقت اصول ذیل کا لحاظ کرنا چاہیئے۔ (۱) اثبات و نفی کو باہم تبدیل کر دیا جائے۔ (۲) معروف و مجہول کو آپس میں بدلا جائے (۳) صورت شرطی ہو تو اس کو صورت خبری میں بدل دیا جائے۔ (۴) استفہام اقراری کو انکاری سے یا برعکس بدلا جائے۔ (۵) اگر تفضیل بعض یا تفضیل کل ہو تو اس کو معمولی صفت کی شکل میں لے آیا جائے۔ (۶) لمبے فقروں کو اضافت اور صفت کے ذریعہ چھوٹا کیا جائے۔ مثلاً ذیل میں دیکھو کہ ایک ہی بات کو چار مختلف جملوں میں ادا کیا ہے:-

۱۔ سیاسی معاملات میں اختلاف رائے رکھتے ہوئے بھی اقوام ہند متحد ہو سکتی ہیں۔

۲۔ ہندوستان کی مختلف قومیں ملکی امور میں مختلف سہی مگر پھر بھی ان میں اتفاق ممکن ہے۔

۳۔ سیاسیات کا اختلاف یہ معنی نہیں رکھتا کہ ہماری مختلف جماعتیں ایک

پلیٹ فارم پر جمع نہ ہو سکیں۔

۴۔ ہمارے ملک کے مختلف فرقے ملکی مسئلوں میں ایک دوسرے کے مخالف ہوتے ہوئے بھی رشتۂ یگانگت قایم رکھ سکتے ہیں۔

اب دوسری مثال کو دیکھو کہ جو بات آزاد مرحوم نے اپنے چند جملوں میں کہی ہے۔ وہی بات مگر الفاظ اور طرز بیان کے رد و بدل سے ہم کہتے ہیں۔

اکبر جالندھر میں چھاؤنی ڈالے مینہ کے تماشے دیکھ رہا تھا۔ یکایک خبر پہونچی کہ ہیمو بقال عدلی کا سپہ سالار امرائے شاہی کو سامنے سے ہٹاتا، منزلوں کے ورق الٹتا چلا آتا ہے کہ آگرہ سے سکندر خاں ازبک بھاگا۔ ساتھ ہی سُنا کہ غنیم نے تردی بیگ کو توڑ کر دلی بھی مار لی۔ (آزاد)	اکبر بادشاہ جالندھر میں اپنے لشکر سمیت مقیم تھا اور سیر و تفریح میں مشغول۔ کہ مخبروں نے یہ اطلاع بہم پہونچائی کہ سوریو کا افسر اعلیٰ ہیمو بقال حملہ آور ہوا ہے۔ اور یلغار کرتا اور اکبری حکام کو شکست دیتا آگرہ دہلی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ پھر یہ پرچہ لگا کہ سکندر خاں ازبک حاکم آگرہ کو شکست ہوئی۔ اور ہیمو نے آگرہ فتح کرنے کے بعد دہلی پر حملہ کیا۔ پھر معلوم ہوا کہ اس نے تردی بیگ قلعدار دہلی کو بھی پسپا کر دیا اور دہلی پر بھی اب اسی کا قبضہ ہے۔

فائدہ۔ ایک قسم کے خیالات کو اس طرح دوسرے جملوں میں ظاہر کرنا ممکن ہے۔ جو اصول ہم نے اوپر لکھے ان کے ساتھ اتنا اور خیال رکھو کہ اپنے جملے اور عبارت لکھتے وقت اصل مفہوم کو ذہن کے سامنے رکھنا چاہیے۔ تاکہ کوئی

نکتہ بیان کرنے سے رہ نہ جائے۔

خلاصہ کرنا

مطلب کا خلاصہ یا نفس مطلب بیان کرنے کے اصول ہم تم کو پہلے حصہ میں تشریح سے بتا چکے ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ (۱) اصل عبارت کو بار بار پڑھو۔ (۲) اس کے مفہوم اور الفاظ پر قابو حاصل کرو (۳) عبارت کے ضروری اجزا پر زیادہ زور دو۔ (۴) جتنے الفاظ میں خلاصہ مطلب لکھنا ہو اس کا خیال رکھو۔ (۵) اپنی تحریر اصل سے بالکل جدا لکھو۔ (۶) عبارت مسلسل اور مکمل لکھو۔ اور (۷) نظر ثانی کرتے وقت بیجا طوالت کو دور کرو دیکھو کہ کچھ رہ تو نہیں گیا۔ اصل اور خلاصہ دونوں کے مفہوم اور الفاظ پر غور اور توجہ رکھنا اس کا گر ہے۔

سرخی تجویز کرنا

کسی پیراگراف یا بیان کی سرخی تجویز کرنے کے اصول یہ ہیں کہ اول یہ دیکھا جائے کہ کاتب کس چیز کے متعلق لکھ رہا ہے؟۔ کیا لکھ رہا ہے؟ لکھنے کا مقصد کیا ہے؟ دلائل سے کیا نتائج اخذ کرتا ہے؟۔ اس کے بعد کبھی تو ایسا ہوگا کہ عبارت کے اول یا آخر کے جملوں میں سے کوئی لفظ عنوان تجویز کرنے کے لئے لفظ بہم پہونچا دیگا۔ اور کبھی اس کی ضرورت ہوگی کہ عبارت کے کل مفہوم اور غایت کو پیش نظر رکھ کر کوئی لفظ یا فقرہ تجویز کیا جائے۔

مشق

(الف) سقراط حکیم نے کیا خوب لطیفہ کہا ہے کہ اگر تمام اہل دنیا کی مصیبتیں ایک جگہ

لاکر ڈھیر کر دیں۔ اور پھر سب کو برابر بانٹ دیں۔ تو جو لوگ اب اپنے تئیں بدنصیب سمجھ رہے ہیں وہ اس تقسیم کو مصیبت، اور پہلی مصیبت کو غنیمت سمجھیں گے۔ ایک اور حکیم اس لطیفہ کے مضمون کو اور بھی بالا تر لے گیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اگر ہم اپنی اپنی مصیبتوں کو آپس میں بدل بھی سکتے تو پھر ہر شخص اپنی پہلی ہی مصیبت کو اچھا سمجھتا

(ب) بچوں کی آیندہ زندگی کا دارومدار انہی کے اوپر ہے۔ زمانہ طفولیت وہ زمانہ ہے جبکہ ان کی دماغی و جسمانی قوتیں نشوونما پاتی ہیں۔ اس وقت جس طرح کا بیج ڈالا جائے آیندہ ویسا ہی پھل ملیگا۔ جس طرح کی باتیں سکھائی جائیں آیندہ ویسے ہی اخلاق ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ بچپن کی اکثر بری عادتیں بڑے ہونے پر نہیں چھوٹتیں۔ یہی ان کی تعلیم کا زمانہ ہے۔ اگر اس وقت وہ محنت اور کوشش کے ساتھ علم حاصل کرینگے، تہذیب و شائستگی کے سبق پڑھیں گے اور اچھی باتیں سیکھیں گے تو آگے چل کر لایق اور بھلے مانس بن جائیں گے۔

۱۔ اوپر کی عبارتوں کا مطلب اپنے الفاظ میں لکھو۔
۲۔ دونوں پیراگرافوں کے پہلے جملوں کے مفہوم کو مختلف الالفاظ جملوں میں بیان کرو۔
۳۔ دونوں عبارتوں کا خلاصہ چند جملوں میں ادا کرو۔
۴۔ ہر دو پیراگرافوں کے لیئے مناسب سرخیاں تجویز کرو۔

موافق و مخالف دلائل

ہر بات کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ہر مسئلہ مفید بھی بتایا جا سکتا ہے اور مضر بھی۔ اور ہر امر اچھا بھی کہا جا سکتا ہے اور برا بھی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر شے میں متضاد باتیں پائی جاتی ہیں۔ بلکہ کسی چیز کے دونوں پہلوؤں پر

روشنی ڈالنے سے اس کا حسن و قبح نمایاں ہوتا اور اس کی اصلیت معلوم ہو جاتی ہے۔ جس جانب دلائل کا پلہ بھاری ہوگا اسی کے مطابق اس شئے کی بابت رائے قایم ہوگی۔ اور اس کی خوبی و زشتی کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔

کسی خیال کے موافق و مخالف دلایل پیش کرنے میں چند باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ (۱) اپنے مقصد کی تائید۔ (۲) جانب مخالف کی تردید۔ اول وہ دلیلیں پیش کرنی چاہئیں جو اپنے مقصود کو ثابت کریں۔ پھر دوسری طرف کے دلائل پیش نظر رکھ کر ان کو ظاہر کر کے یا اظہار کیے بغیر ان کا رد کرنا چاہیے۔ (۳) آخر میں ان دلائل کی روشنی میں نتائج اخذ کر کے فیصلہ کن بات لکھ دینی چاہیے۔ (۴) دلائل کی ترتیب موزوں، مناسب اور منطقیانہ طرز پر ہونی چاہیے۔ (۵) ابتدا، وسط اور انتہا شایستہ اور قریب فہم ڈھنگ پر ہونی چاہیے۔ (۶) اول موافق یا مخالف دلائل پیش کرنے کے لئے بطور خاکہ اشارے لکھ لینے چاہئیں تاکہ کوئی امر رہ نہ جائے۔

مثلاً ذیل میں ہم پردہ اور سینما کے موافق و مخالف اشاروں کا خاکہ بناتے ہیں۔ انہی کی بنیاد پر مضمون یا تقریر کو کافی پھیلایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح کے اور بھی اشارے ہو سکتے ہیں۔ دیگر مباحث کے لئے بھی جو پیش آئیں اسی طرح اشارات مقرر کر لینے چاہئیں۔

پردہ

موافق اشارات

۱۔ عورتیں گھر کی ملکہ ہیں اس لئے بے پردگی کی ضرورت نہیں۔
۲۔ ضروری تعلیم و تربیت گھر میں رہ کر بھی ہوسکتی ہے۔
۳۔ آزادی اور بے پردگی کے بعد عورتوں کے اخلاق بگڑ جائیں گے۔
۴۔ امور خانہ داری اور تربیت اطفال میں خلل ہوگا۔
۵۔ ممالک ایشیا کی عورتیں پردہ میں رہ کر بھی ہر قسم کی ملکی خدمت کرتی رہی ہیں اس لئے بے پردگی غیر ضروری ہے۔

مخالف اشارات

۱۔ تعلیم میں ہارج ہوتا ہے۔
۲۔ تربیت میں خلل پیدا کرتا ہے۔
۳۔ عورتوں کو ملکی و سیاسی کاموں میں حصہ لینے سے روکتا ہے۔
۴۔ آزادی کو بے سبب سلب کرتا ہے۔
۵۔ عورتوں کا مردوں کے ہم دوش ہوکر نہ رہنا ملک کو پستی کی طرف لے جاتا ہے۔

بائسکوپ دیکھنا

موافق اشارات

۱۔ مناظر عالم کی سیر گھر بیٹھے ہوسکتی ہے۔
۲۔ مختلف ایجادات اور تحقیقات کا علم ہوتا ہے۔
۳۔ روزمرہ کے واقعات کے متعلق علم و نظر میں وسعت حاصل ہوتی ہے۔

مخالف اشارات

۱۔ نگاہ کو کمزور کرتا ہے۔
۲۔ اخلاق کو خراب کرتا اور برائیوں پر اکساتا ہے۔
۳۔ برے کردار اور مکر و فریب دیکھ کر کردار بگڑ جانے کا احتمال ہے۔

مخالف اشارات	موافق اشارات
۴۔ بیجا اسراف اور لہو ولعب پر مائل کرتا ہے۔	۴۔ مصائب اور مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کا حوصلہ ہوتا ہے۔
۵۔ عیش پسند، ناکرسک، اور حد سے زیادہ آزاد بناتا ہے۔	۵۔ تاریخی، جغرافیائی، علمی، فنی مسائل کی بابت معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

اقسام نثر

پہلے حصہ میں تم نثر کی چھ مختلف قسموں کا حال پڑھ چکے ہو۔ یہاں ان کا اعادہ کرنے کے بعد تین اور ضروری قسموں کو بیان کیا جائے گا۔

۱۔ **بیان** کسی واقعہ، جگہ، منظر یا حالت کی جزئیات کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے کو بیان کہتے ہیں۔ بیان کی خوبی حسب ذیل امور پر منحصر ہے۔ (۱) پوری تفصیلات ذہن میں ہوں۔ (۲) ضروری اجزا کی مناسب ترتیب دی جائے۔ (۳) بیان کرتے وقت کوئی بات چھوٹی نہ جائے۔ (۴) جن امور سے کوئی خاص نتائج نکالنے ہیں ان پر مناسب انداز میں زور دیا جائے۔

۲۔ **کہانی** قصہ یا داستان بیان کرنے میں حسب ذیل اصول ملحوظ رکھنے چاہیئے:۔ (۱) کہانی پر عبور۔ (۲) صحیح ترتیب واقعات۔ (۳) اول خاکہ تیار کرلیا جائے۔ (۴) خاکہ کے مطابق تحریر کو وسعت دی جائے۔ (۵) مکالمہ کو موزوں الفاظ میں بیان کیا جائے۔ (۶) خاتمہ ایسا ہونا چاہیئے کہ یہ معلوم ہو کہ قدرتی طور پر اس کہانی کا یہی خاتمہ ہونا چاہیئے تھا۔ (۷) سرخی

قرار دینے کے اصول کے مطابق عنوان ہو۔ (۸) عبارت سلیس، بامحاورہ اور صحیح ہو۔

۳۔ سوانح عمری اپنی سوانح عمری ہو یا کسی دوسرے کی۔ جاندار کی ہو یا بے جان کی۔ اس شخص یا چیز کی بابت پورا پورا علم حاصل ہونا پہلی بات ہے۔ (۲) دیانتداری بہت ضروری چیز ہے۔ حسن و قبح، نیکی و بدی سب کچھ بیان کردینا ضروری ہے۔ (۳) زندگی کے مختلف دوروں کی کامیابی یا ناکامی کے اسباب و وجوہ بیان کرنے چاہئیں۔ (۴) انداز بیان سلیس اور شستہ اور دلچسپ ہونا چاہیے۔ (۵) عبارت آسان، سادہ، بامحاورہ اور فصیح ہونی چاہیے۔

۴۔ خط میں حسب ذیل باتوں کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ (۱) عنوان۔ (۲) القاب و آداب۔ (۳) نفس مضمون۔ (۴) بڑے خط کو مختلف پیراگرافوں میں تقسیم کرنا۔ (۵) زبان سلیس اور روزمرہ ہو۔ (۶) کوئی بات رہ نہ جائے۔ (۷) صفائی و خوشخطی۔ (۸) خاتمہ۔ (۹) دستخط۔ (۱۰) پتہ۔

۵۔ مکالمہ تحریر کرتے وقت یہ اصول پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ (۱) وہی زبان ہو جو بولنے والے درحقیقت بولتے۔ (۲) غور و فکر مگر تحریر سے بیساختگی ٹپکے۔ (۳) اول خاکہ تیار کرلیا جائے۔ (۴) ہر شخص کی گفتگو مختصر، موقع اور وقت کے مطابق، بیساختہ اور برجستہ ہو۔ (۵) افراد کی طبیعت، حیثیت، مزاج اور حالات کے مطابق گفتگو۔ (۶) لفاظی اور بیجا تکلف نہ ہو۔ (۷) حروف جذبات کے استعمال میں احتیاط۔ (۸) قطع گفتگو

صرف ضروری اور مناسب موقعوں پر۔ (۹) مکالمہ کی ابتدا دلچسپ اور خاتمہ نتیجہ خیز کہانی کی طرح۔

۶۔ لطیفہ چٹکلہ یا لطیفہ وہی خوب ہے جس میں ذیل کی باتیں پائی جائیں۔ (۱) سننے والا محظوظ ہو۔ (۲) خوشی کا اظہار قہقہہ ہی سے نہیں بلکہ مسکراہٹ یا شگفتگی سے بھی ہوتا ہے۔ (۳) ابتذال اور رکاکت نہ ہو۔ (۴) عبارت برجستہ و بیساختہ ہو۔ (۵) تصنع اور بناوٹ نہو۔ (۶) عنوان کہانی کے اصول پر یا تو قایم کرنا چاہیے ورنہ صرف لفظ لطیفہ لکھدینا کافی ہے۔

۷۔ سفرنامہ سفرنامہ کوئی شخص خود ہی لکھتا ہے۔ سفرنامہ کی خوبی یہ ہے کہ (۱) جو واقعات اور حالات جس ترتیب سے پیش آئیں اسی طرح بیان کئے جائیں۔ (۲) اچھے اور برے سب حالات درج کردیے جائیں تاکہ دوسروں کو نصیحت اور عبرت ہو۔ (۳) جن ملکوں اور شہروں کا سفر لکھا جائے ان کے متعلق تاریخی اور جغرافیائی معلومات بیان کرنی چاہئیں۔ (۴) نیز وہاں کی معاشرت، اخلاق، اقتصادی حالات وغیرہ کی صحیح تصویر پیش کرنی چاہیے۔ (۵) واقعات، مشاہدات یا مناظر کے جو اثرات خود سفرنامہ لکھنے والے پر مرتب ہوئے ہیں سب بیان کردیے جائیں۔ (۶) ترتیب و تفصیل کی بہتر صورت یہ ہے کہ روزانہ کی ڈایری کے طور پر لکھا جائے لیکن یہ بات ضروری نہیں۔ (۷) اپنے تجربات اور مشاہدات اور تاثرات کے بیان میں بخل یا تصنع نہ کیا جائے۔ (۸) عبارت میں دلکشی، سلاست اور بیساختگی ہونی چاہیے۔

مثال کے لئے ذیل کا اقتباس پروفیسر الیاس برنی صاحب کے سفرنامہ "صراط الحمید" میں سے درج کیا جاتا ہے :-

"جب صبح نو بجے موٹر کار ہم کو لیکر اپنے معائنہ کے واسطے سرکاری دفتر گیا۔ تو وہاں ایک پولس کے عہدہ دار سے ملاقات ہوئی جو سرحد کے پٹھان تھے۔ انھوں نے ہم کو اطمینان دلایا کہ "ادیب شعبان کمپنی" بہت شریف اور نیک نیت لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ ہم نے بہت اچھی کمپنی سے معاملہ کیا۔ انھوں نے ہمارے شوفر سید احمد کی بھی تعریف کی کہ یہ اپنے فن کا استاد ہے۔ ایسے شوفر بغداد میں کم ہیں۔ مزید برآں اس کو انھوں نے اپنی طرف سے بھی تاکید کردی کہ راستہ میں ہماری آسایش کا پورا پورا خیال رکھے۔ اور اس نے حسب وعدہ پورا خیال رکھا۔ سرکاری انجینیر نے موٹر کار کا معائنہ کیا۔ کل پرزے دیکھے۔ کچھ زائد سامان ساتھ رکھنا لازم ہے اس کو جانچا۔ دس بجے کے قریب دفتر سے روانگی کا اجازت نامہ ملا۔ اور ہم بغداد شریف سے روانہ ہوئے"۔

۸۔ خبریں اخبارات میں مختلف حالات اور واقعات کے متعلق جو اطلاعیں شائع ہوتی ہیں۔ ان کو خبر کہتے ہیں۔ خبر میں اور نثر کی اور قسموں میں فرق کرنا بہت ضروری ہے۔ (۱) خبر صرف اُسی عبارت کو کہیں گے جس میں روزمرہ کے حالات و واقعات مثلاً جلسہ، جلوس، موت، حیات، بلوہ، لڑائی، قتل، چوری، موسمی تبدیلیوں وغیرہ کا ذکر کیا جائے۔ (۲) خبر کی عبارت بہت مختصر ہونی چاہیے۔ (۳) واقعہ یا کیفیت بالکل

صحیح ہو۔ (۴) ذاتی تاثرات، مشاہدات، کہانی وغیرہ کی خصوصیات اس میں ہرگز نہوں۔ (۵) عبارت سادہ اور سلیس ہو۔ (۶) تاریخ، وقت، اور محل وقوع کی تفصیل صحیح ہونی چاہیئے۔ خبر عام معلومات کے لئے مفید اور سبق آموز ہونی ضرور ہے۔ (۸) خبر کا عنوان اہم شے ہے۔ عنوان واقعۂ خبر سے متعلق مگر جس قدر دلچسپ، دلکش، موثر اور سنسنی پیدا کرنے والا ہو اسی قدر بہتر سمجھا جاتا ہے۔ ذیل میں اخبار انقلاب لاہور مورخہ ۲۴ مئی سے دو مثالیں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ موگا ۲۲ مئی۔ اسپیشل پولس نے تھانہ باگا پرانا کے ایک گاؤں کالیکی میں ایک مشہور ڈاکو اندر سنگھ کو گرفتار کیا ہے۔ حکومت نے اس کی گرفتاری کے لئے انعام کا اعلان کر رکھا تھا۔ یہ ڈاکو ان ستائیس ڈاکوؤں میں شامل تھا جو فرید کوٹ جیل سے بھاگے تھے۔

۲۔ کابل (بذریعہ ڈاک) ہرات کے قریب ایک دیہاتی عبدالرسول خاں نے اپنی ایک سو پچیسویں سالگرہ منائی ہے۔ اس شخص نے اپنی زندگی میں تین عورتوں سے شادی کی۔ جن سے تیس بچے پیدا ہوئے ہیں۔ ابھی تک اس کی صحت بہت اچھی ہے۔ چلنے پھرنے میں وہ جوانوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور اس کی بینائی بھی جوانوں جیسی ہے۔

۹۔ مضمون کسی عنوان کی بابت نثر میں مختصر طور پر کچھ لکھنا، خواہ اس میں ذاتی خیالات کا اظہار ہو یا کسی امر کے متعلق مختلف معلومات جمع کر دی جائیں، مضمون کہلاتا ہے۔ بعض حالات میں بسوط تحریرات کو بھی (جنہیں دراصل

رسالہ یا کتاب کے تحت میں جگہ دینی چاہیے) مضمون میں شامل کیا جاتا ہے۔
مگر درحقیقت مضمون میں اختصار ضروری شرط ہے۔

ایک عمدہ مضمون میں ذیل کی صفات ہونی چاہئیں۔ (۱) اتحاد خیال۔ کسی ایک تخیل کو سامنے رکھ کر مضمون لکھنا چاہیے اور سختی کے ساتھ اس کی پابندی کرنی چاہیے۔ (۲) خیالات میں تسلسل اور ضابطہ پایا جانا ضروری ہے تاکہ اس سے نتیجہ صحیح برآمد ہوسکے۔ (۳) اختصار۔ خیالات دلائل اور تحریر میں۔ (۴) طرز تحریر۔ عبارت شاندار اور علمی قسم کی لکھنی چاہیے۔ خطوط کی مانند روزمرہ، سادہ، بے تکلفانہ عبارت مضمون کے لئے شایاں نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ عبارت میں بیجا بلندی اور اشکال پیدا کردیا جائے۔ عبارت کا سلیس، برجستہ اور بیساختہ ہونا ضروری ہے۔ (۵) ذاتی تاثرات اور رائے لکھنی بہت ضروری ہے۔ صرف دوسروں کے خیالات کی نقل ناکافی ہے۔

مضمون بہت قسم کے ہوتے ہیں۔ آگے چل کر جہاں تم کو مضمون نویسی سکھائی جائے گی۔ وہاں ہم مثالیں اور خاکے پیش کریں گے۔ اس وقت اسی قدر یاد کرو۔ اور اپنی درسی کتاب کے مختلف مضمونوں کو اس پر جانچو۔

مشق

۱۔ کہانی۔ خط اور مکالمہ میں کن اصول کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔
۲۔ سوانح عمری۔ سفرنامہ اور لطیفہ کی تعریف کرو اور ان کی خوبیاں گناؤ۔
۳۔ مضمون، خبر، اور لطیفہ کے شرائط اور قاعدے بتاؤ۔

۴۔ تعلیم نسواں ۔ دیہاتی زندگی ۔ لازمی کھیل اور جلد بازی کے موافق و مخالف دلائل بیان کرو ۔

۵۔ نثر کی مختلف قسمیں جو تم نے پڑھی ہیں ان کی دو دو مثالیں اپنی کتاب میں سے تلاش کرو ۔ اور ان اصولوں کی روشنی میں ان کو جانچو ۔

چوتھا باب

انشا پردازی

جملوں کی ترتیب

کسی مضمون، عبارت یا پیراگراف وغیرہ میں جملوں کو ان کی صحیح جگہوں پر لکھنا بہت ضروری ہے ۔ (۱) بیان واقعہ کی صورت میں وقوعہ کی تفصیلات میں تسلسل ہونا چاہیئے ۔ (۲) جس طرح وہ واقعہ ظہور پذیر ہوا اسی طرح بیان کرنا چاہیئے ۔ (۳) جو اصل خیال ظاہر کرنا مقصود ہو، تمام جملے اس سے متعلق اور مربوط ہونے چاہئیں ۔ (۴) سب جملے اپنی اہمیت کے لحاظ سے مقدم یا مؤخر ہونے چاہئیں ۔ (۵) پہلے اور آخری جملوں پر خاص توجہ کرنی چاہیئے کہ یہی کسی عبارت کی جان ہوتے ہیں ۔ (۶) پہلے جملہ میں کوئی واقعہ، بیان، حقیقت، اصول بیان کیا جاتا ہے ۔ اور آخری جملہ نتیجہ یا خاتمہ یا تتمہ کے طور پر اس مسئلہ کی تکمیل کر دیتا ہے ۔ مثلاً ذیل میں دیکھو ۔

ہم جملوں کو صحیح اور غلط ترتیب کے ساتھ لکھتے ہیں ۔ اس سے خود فرق معلوم ہو جائے گا ۔

غلط ترتیب	صحیح ترتیب
امام ابوحنیفہ رح کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ جب تک آپ زندہ رہے، آپ نے اپنے استاد کے مکان کی طرف پاؤں بھی نہیں پھیلائے ۔ سچ ہے باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب، سب بزرگ متفق ہیں کہ والدین کے بعد استاد کا حق ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر استاد کی وقعت شاگرد کے دل میں نہ ہوگی تو اس کی دنیا بھی غارت ہے اور دین بھی خراب ۔ بعض حکما تو کہتے ہیں کہ استاد کو باپ پر بھی ترجیح ہے اس لئے کہ زندگی کو بہتر بنانے اور نیک و بد کی تمیز پیدا کرانے والی استاد ہی کی ذات ہوتی ہے ۔ استاد کی تعظیم سب پر واجب ہے ۔	" استاد کی تعظیم سب پر واجب ہے " سب بزرگ متفق ہیں کہ والدین کے بعد استاد کا حق ہے ۔ بعض حکما تو کہتے ہیں کہ استاد کو باپ پر بھی ترجیح ہے ۔ اس لئے کہ زندگی کو بہتر بنانے اور نیک و بد کی تمیز پیدا کرانے والی استاد ہی کی ذات ہوتی ہے ۔ امام ابوحنیفہ رح کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ جب تک آپ زندہ رہے، آپ نے اپنے استاد کے مکان کی طرف پاؤں بھی نہیں پھیلائے حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر استاد کی وقعت شاگرد کے دل میں نہ ہوگی ۔ تو اس کی دنیا بھی غارت ہے اور دین بھی خراب ۔ سچ ہے باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب ۔

پیراگرافوں کی ترتیب

کسی پیراگراف کی خوبی اصول ذیل کی پابندی پر موقوف ہے۔ (۱) اتحاد خیال پایا جانا۔ (۲) ابتدا کی موزونیت۔ (۳) تخیل میں تسلسل اور ترتیب (۴) پیراگراف کی طوالت میں تنوع۔ (۵) خاتمہ نتیجہ بخش۔ اگر کسی بیان یا کہانی کے متعلق ہم چند پیراگراف لکھیں تو چند اور اصول ملحوظ رکھنے چاہئیں۔

(۱) اس بیان یا کہانی کے جزئیات کی صحیح ترتیب۔ (۲) واقعات کو سلسلہ وار اور مربوط بیان کرنا۔ (۳) اگر پیراگرافوں میں مختلف قسم کے دلائل جمع ہوں تو ان کی اہمیت کے اعتبار سے ان کو مقدم مؤخر کرنا۔ (۴) پہلے پیراگراف میں موزوں طور پر ابتدا کرنا۔ (۵) آخری پیراگراف سے باضابطہ نتیجہ اور فائدہ برآمد ہونا۔

ان اصولوں کو دیکھنے کے بعد اپنی کتاب میں سے کوئی کہانی، بیان یا مضمون پڑھو۔ تم کو یہ تمام خوبیاں اس میں نظر آئیں گی۔ استاد کی مدد سے ان اصولوں کو ان پر منطبق کر کے سمجھو مثلاً ہم بھی ایک خاص عنوان۔ "سحر خیزی" پر چند مختصر پیراگراف لکھتے ہیں۔ اگر ان پیراگرافوں کی ترتیب بدل دو تو وہ خوبی باقی نہ رہے گی۔

سحر خیزی۔ صبح سویرے اٹھنا بہت اچھی بات ہے۔ اس سے تندرستی اچھی رہتی ہے۔ بدن میں چستی، پھرتی اور مستعدی آتی ہے۔ جو لوگ دیر تک سوتے ہیں وہ کاہل، سست اور نکھٹو بن جاتے ہیں۔

جلد اُٹھنے کی حالت میں آدمی اپنے سب کام وقت پر انجام دے سکتا ہے۔ اگر لڑکے سویرے نہ اُٹھیں تو وہ ضروری تیاریاں کر کے وقت پر مدرسہ نہیں پہونچ سکتے۔ دیر ہو جانے کی وجہ سے جلدی جلدی تیاری کر کے وہ اسکول جائیں گے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ کبھی کچھ بھول گئے، کبھی چند منٹ بعد پہونچے اور استادوں کی جھڑکیاں سنیں۔

راج مزدوروں کو دیکھو، سورج نکلنے سے پہلے مدد پر پہونچ جاتے ہیں۔ اگر وہ دیر کر دیں تو ان کا مالک بھی خفا ہو اور ان کا کام بھی پھر شام تک پورا نہ ہو سکے۔

کسانوں کو دیکھو، مُنہ اندھیرے کھیتوں پر پہونچ جاتے ہیں۔ ہل چلاتے، پانی دیتے اور سب کام کرتے ہیں۔ اسی لئے فصل کے وقت غلہ تیار مل جاتا ہے۔ کسان اگر سست اور کاہل ہو جائیں تو انہی کو نہیں بلکہ عام مخلوق کو بھوکا مرنا پڑے۔

غرض سحر خیزی ہم سب کے لئے بیحد مفید اور ضروری چیز ہے۔ اور اسی پر ہماری موجودہ اور آئندہ ترقی و فلاح منحصر ہے۔

دلیلیں پیش کرنا

کسی خیال کو ثابت کرنے کے لئے دلیلوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ دلیلیں پیش کرتے وقت انہی اصولوں کا لحاظ کرنا لازم ہے جو جملوں اور پیراگرافوں کی ترتیب کے متعلق تم کو بتائے گئے ہیں۔ جس طرح تم وہاں ترتیب کی رعایت کرتے ہو اسی طرح دلیلوں کو بھی ان کی اہمیت کے لحاظ سے

پیش کرنا چاہیئے۔ اور آخر میں نتیجہ نکال دینا چاہیئے۔ ذیل میں سرسید احمد خاں مرحوم کے مضمون کاہلی سے مثال لکھی جاتی ہے۔ پیراگرافوں کی ترتیب اور دلائل پیش کرنے کی خوبیوں پر غور کرو۔

"لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہاتھ پاؤں سے محنت نہ کرنا۔ کام کاج محنت مزدوری میں چستی نہ کرنا۔ اُٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے میں سستی کرنا کاہلی ہے۔ مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دینا سب سے بڑی کاہلی ہے۔

انسان بھی مثل اور حیوانوں کے ایک حیوان ہے۔ اور جبکہ اس کے دلی قویٰ کی تحریک سست ہو جاتی ہے اور کام میں نہیں لائی جاتی تو وہ اپنی حیوانی خصلت میں پڑ جاتا ہے۔ پس ہر ایک انسان پر لازم ہے کہ اپنے اندرونی قویٰ کو زندہ رکھنے کی کوشش میں رہے اور ان کو بیکار نہ چھوڑے۔

ہمارے ملک میں جو ہم کو اپنے قوائے دلی اور قوت عقلی کو کام میں لانے کا موقع نہیں رہا ہے اس کا بھی یہی سبب ہے کہ ہم نے کاہلی اختیار کی ہے یعنی اپنے دلی قویٰ کو بیکار چھوڑ دیا ہے۔ جب تک کہ ہماری قوم سے کاہلی یعنی دل کا بیکار پڑا رہنا نہ چھوٹے گا اس وقت تک ہم کو اپنی قوم کی بہتری کی توقع کچھ نہیں ہے۔"

مشق

۱۔ کسی عبارت کے مختلف جملوں کی ترتیب کے وقت کن باتوں کا لحاظ کرنا چاہیئے؟۔

۲۔ پیراگرافوں کو باقاعدہ ترتیب کیسے دی جاتی ہے؟۔

۳۔ کسی اچھے پیراگراف کے لئے کیا باتیں ضروری ہیں؟
۴۔ کسی خیال کے لئے دلیلیں پیش کرتے وقت کن اصولوں کو پیش نظر رکھو گے؟

خطوط نویسی

خطوط دو قسم کے ہوتے ہیں ۔ (۱) وہ خطوط جو رشتہ داروں اور دوستوں کو لکھے جائیں ۔ (۲) وہ خط جو دفتری، تجارتی یا دیگر کاروباری معاملات کے متعلق لکھے جائیں ۔ اخبارات سے خط و کتابت اور عرضیاں بھی اسی قسم میں شامل ہیں۔

پہلی قسم کے خطوط میں (۱) گفتگو کا سادہ انداز ہونا چاہیے ۔ (۲) بے تکلف بیساختہ اور برجستہ تحریر ہونی چاہیے ۔ (۳) محاورے اور روزمرہ جو مضمون میں جا و بیجا نہیں لکھے جا سکتے اِن خطوط کے لئے شایاں ہیں ۔ (۴) لیکن ہر خط باوجود ان تمام باتوں کے اغلاط سے پاک اور خوشخط ہونا چاہیے۔ اور خیالات و مضامین کی ترتیب مناسب اور موزوں رکھنی لازم ہے۔

دوسری قسم کے خطوط میں (۱) عبارت مختصر اور کاروباری ہونی چاہیے۔ (۲) جس چیز کی بابت لکھا جائے اس کو واضح اور مفصل بیان کرنا چاہیے۔ (۳) اگر کچھ چیزیں منگوانی یا واپس کرنی ہیں تو ان کی تشریح اور تفصیل مع قیمت، قسم وغیرہ کے ضروری ہے۔ اب دونوں قسم کے خطوط کی مثالیں دیکھو۔

قروں پاڑہ
بنارس
یکم اگست ۱۹۳۵ء

مکرمی وشفیقی اعزاز صاحب تسلیم

آپ کا خط ملا۔ آپ کی ترقیات کا حال معلوم کر کے مسرت ہوئی۔ آئندہ ہفتہ میں میرے دفتر میں تین روز کی تعطیل ہے۔ آپ بھی یقیناً ان دنوں میں خالی ہوں گے۔ میرا ارادہ دہلی چلنے کا ہے۔ آپ بھی تیار رہیئے۔ سنیچر کے دن میل سے چلیں گے۔ اپنا کیمرہ ضرور لیتے چلئے گا تاکہ وہاں تاریخی مقامات کے فوٹو لیے جا سکیں۔

باقی بروقت ملاقات،

آپ کا مخلص
سکھدیو سنگھ

۱۴ء بیکر اسٹریٹ
لاہور
۲۷ اپریل ۱۹۳۲ء

بخدمت جناب شیخ اصغر علی محمد علی صاحبان
تاجران عطر
لکھنؤ

مکرم بندہ تسلیم

آپ کا اشتہار نظر سے گزرا۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے وطن قصور میں

آپ کے کارخانہ کی ایجنسی کھولوں۔ یہ بتائیے کہ آپ کن شرائط پر مجھ کو ایجنسی دے سکیں گے۔ میرا اصل کاروبار لاہور میں ہے اور ایک شاخ قصور میں۔ میرے متعلق آپ اپنے لاہور کے ایجنٹ سے دریافت کر سکتے ہیں۔ جواب جلد دیجئے۔

خاکسار

سید احتشام الدین

روغن و عطر فروش

مضمون نویسی

مضمون لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ (۱) جس چیز کی بابت لکھنا ہو اس کی واضح اور مفصل تعریف اپنے دماغ میں لاؤ۔ (۲) غور کرو اور سوچو اور اس مضمون کی بابت جو جو خیالات دماغ میں آتے جائیں ان کو نمبروار کاغذ پر لکھتے جاؤ۔ (۳) ان خیالات کو مختلف موزوں حصوں میں تقسیم کر کے لچر باتوں کو چھوڑ دو۔ (۴) ان حصوں کو مختلف سرخیوں میں تقسیم کر کے اشارے بناؤ۔ (۵) پھر ان اشاروں کا پورا خاکہ تیار کرو۔ (۶) اسی خاکہ کے مطابق اب مضمون لکھنا شروع کر دو اور مختلف پیراگرافوں میں تقسیم کرو۔ (۷) مضمون کی ابتدا دلکش رکھو۔ (۸) نفس مضمون کو مناسب الفاظ، شائستہ جملوں اور موزوں پیراگرافوں میں تقسیم کرو۔ (۹) مضمون کا خاتمہ نتیجہ بخش اور قابل اطمینان لکھو۔ (۱۰) خیال رکھو کہ عبارت سلیس، سادہ

مختصر، برجستہ اور صاف لکھو۔
مثلاً ہم کو ہاتھی پر مضمون لکھنا ہے۔ تو ہاتھی کے متعلق جس قدر باتیں ہم کو معلوم ہیں یا ہم نے پڑھی ہیں یا ہم پڑھ کر اور دریافت کر کے معلوم کر سکتے ہیں۔ ان سب کو اول ہم بے ترتیب طریقہ پر لکھ لیں گے۔ اس کے بعد ان سے اس طرح اشارات بنائیں گے :۔

۱۔ ہاتھی کیا ہے؟۔
۲۔ اس کی غذا، اور بود و باش۔
۳۔ اس کی دانشمندی اور طاقت۔
۴۔ ہاتھی انسان کے کس کس کام آتا ہے؟۔
۵۔ ہاتھی کس طرح قبضہ میں لایا جاتا ہے اور کیوں؟۔

ان اشارات کو لکھ لینے کے بعد ان سے حسب ذیل خاکہ تیار کریں گے :۔

۱۔ تعریف و تشریح :۔
بڑا جسم۔ سونڈ اور اس کے کام۔ بڑے کان۔ چھوٹی دم۔ دانت رفتار۔ طاقت۔

۲۔ بود و باش، عادات وغیرہ :۔
ہندوستان اور افریقہ میں ہوتا ہے۔ دو قسمیں ہیں۔ جھنڈ کے جھنڈ ہوتے ہیں۔ پتوں اور گھاس پر بسر کرتا ہے۔

۳۔ دانشمندی اور طاقت :۔
اس کے متعلق ایک دو چھوٹے قصے۔

۴۔ انسان کے کام آتا ہے :۔
بھاری بوجھ اٹھاتا ہے۔ شیر کے شکار میں۔ سواری میں۔ میدان جنگ میں۔ جلوسوں میں کام آتا ہے۔
۵۔ ہاتھی کا شکار :۔
خاص قسم کی بندوقوں سے ہاتھی دانت حاصل کرنے کے لئے مارتے ہیں۔ پالتو کرنے کے لئے پکڑتے ہیں۔
اسی خاکہ کی بنیاد پر پورا مضمون لکھدیا جائے گا۔ مضمون کے چھوٹے یا بڑے ہونے کے اعتبار سے خاکہ چھوٹا یا لمبا بنانا چاہیے۔ اگر خاکہ بڑا ہو جائے اور تم کو مضمون چھوٹا لکھنا ہو تو اس میں سے بعض کم ضروری باتوں کو چھوڑ دو۔ تمھاری مشق کے لئے چند مضمونوں کے خاکے تیار کئے جاتے ہیں۔ ان کو پڑھاکر ان پر مضمون لکھو۔

برسات

۱۔ موسم برسات کا وقت ۔
۲۔ برسات کی ضرورت
۳۔ پیداوار پر برسات کا اثر ۔
۴۔ برسات کے نقصانات ۔
۵۔ طوفان، سیلاب، ملیریا اور دیگر بیماریاں ۔

اُمید

۱- امید کسے کہتے ہیں؟-
۲- تباہی، بربادی، موت سے بچاتی ہے- مثال-
۳- حوصلہ، ہمت، جوش، قوت عمل پیدا کرتی ہے- مثال-
۴- امید دھوکا بھی دیتی ہے-
۵- کس قسم کی چیزوں کی امید کرنی چاہیے؟-
۶- کس قسم کی چیزوں کی امید نہ کرنی چاہیے؟-

اونٹ

۱- شکل وصورت کی خصوصیات-
۲- کہاں پایا جاتا ہے؟-
۳- کیا کھاتا ہے-
۴- اونٹ کی جفاکشی، حلم، محبت، انتقام وغیرہ عادات-
۵- تجارتی مقاصد میں اس کی ضرورت-
۶- ریگستانی ممالک میں اس کے فوائد-

مُحرم

۱- تاریخی یادگار- (امام حسین علیہ السلام کا پورا قصہ)

۲- تہوار کا وقت -
۳- جلوس، اکھاڑے، روشنی، تعزیہ داری، مجلسیں -
۴- عاشورا کا روزہ - تعزیوں کا دفن کرنا - خیرات -

اکبر

۱- پیدائش - (ہمایوں کے سفر کا قصہ) -
۲- بچپن کا زمانہ -
۳- ہمایوں کی وفات اور اکبر کی تخت نشینی کا واقعہ -
۴- ہیمو کی لڑائی -
۵- سلطنت کی وسعت
۶- راجپوت ریاستوں سے تعلقات -
۷- اصلاحات - رواداری - مساوات - ہندوؤں کے ساتھ رعایت -
دانشمندی - علم دوستی -
۸- وفات -

کفایت شعاری

۱- کفایت شعاری کیا ہے؟ -
۲- اس کی کیوں ضرورت ہے؟ -
۳- فائدے - ۴- نقصانات -

۵۔ بخل اور کفایت شعاری کا فرق۔
۶۔ کفایت شعاری سب کے لئے یکساں ضروری ہے۔
۷۔ کفایت شعاری کے عمدہ نتائج۔

وفاداری

۱۔ وفاداری کسے کہتے ہیں؟۔
۲۔ حکومت سے۔ بزرگوں سے۔ رشتہ داروں سے۔ دوستوں سے وفاداری۔
۳۔ وفاداری کے ساتھ ایثار لازم ہے۔
۴۔ فائدے اور ضرورت۔
۵۔ عدم وفاداری کے نقصانات۔
۶۔ نتائج۔

مشق

۱۔ خط لکھتے وقت کن اصولوں کی پابندی ضروری ہے۔
۲۔ ڈاک خانہ کو خط لکھو کہ تم نے جو پچاس روپیہ کا منی آرڈر اپنی والدہ کو بھیجا تھا، اس کی نہ رسید آئی، نہ وہ واپس آیا حالانکہ اب دس دن ہو گئے۔ کیا سبب ہے۔
۳۔ اپنے چچا کو خط لکھ کر ان سے روپیہ منگواؤ تاکہ اسکول بند ہونے کے بعد تم لکھنؤ ہوتے ہوئے مکان پہونچ سکو۔
۴۔ انوارالمطابع پریس سے تم نے کتابوں کا وی پی منگوایا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ ان میں سے بعض کتابیں موجود نہیں۔ تم جواب دیتے ہو کہ جس قدر کتابیں ان کے مکتبہ میں ہوں

جلد بھیجدیں ۔ تمہارا ہرج ہو رہا ہے ۔ یہ تینوں خط علیحدہ علیحدہ لکھو ۔

۵ ۔ تم جاپان کے سفر سے حال ہی میں واپس آئے ہو ۔ تمہارا چھوٹا بھائی تم سے وہاں کے حالات لکھنے کی فرمایش کرتا ہے ۔ اس کی طرف سے خط اور پھر اپنا جواب لکھو ۔

۶ ۔ گھوڑا ۔ کتا ۔ دسہرہ ۔ فٹ بال ۔ سیلاب ۔ قناعت ۔ شجاعت کے خاکے تیار کر کے مضمون لکھو ۔

تمام شد

روحِ قواعد

و انشار

حصّہ سوم

ورنیکولر اسکولز کے درجہ ہفتم کے لئے

اساتذہ سے گذارش

اس میں شک نہیں کہ طلبہ کے فائدہ کے لئے کتاب درسی کی خوبی مضامین اور حسنِ تالیف بھی ضروری ہے لیکن اُس کتاب سے اصلی فائدہ پہنچانا حضرات معلّمین کے طریق تعلیم اور شوق و محنت پر منحصر ہے۔

ہر زبان کی تعلیم میں خواہ وہ مادری زبان ہو یا غیر، طلبہ کے لئے سب سے زیادہ غیر دلچسپ نصاب صرف و نحو ہے۔ اس کو دلچسپ بنانا یا کم از کم غیر دلچسپ نہ ہونے دینا، دشوار ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں ہے۔ استقرائی طرز تعلیم، جدید و دلچسپ مثالیں دورانِ سبق میں جماعت سے سلسلہ سوالات جوابات میں طلبہ کی ہمت کی افزائی، یہ تدبیریں دلچسپی پیدا کرتیں اور قائم رکھتی ہیں، لیکن تجربہ شاہد ہے کہ ان تدبیروں کے ساتھ ان سے بڑھکر جو چیز کارگر ہے وہ خود استاد کا شوقِ تعلیم اور جوشِ افادہ ہے۔ استاد خود اپنے مضمون سے دلچسپی رکھتا اور اپنے طریقِ تعلیم سے اس کا اظہار کرتا ہے تو سوتے ہوئے لڑکے بھی جاگ اٹھتے ہیں۔ قواعد و انشا خشک و بے مزہ مضمون ہے اس لئے اس میں شیرینی و گوارائی پیدا کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

اس عام گذارش کے بعد اس سلسلۂ نصاب یعنی رُوحِ قواعد و انشا

ہر حصّہ کے متعلق یہ عرض ہے کہ

۱۔ محکمہ تعلیم نے اب کے پہلی مرتبہ اس طرف توجہ کی ہے کہ صرف و نحو کے ساتھ زبان و بیان شاعری و عروض، بلاغت و انشا سے بھی مناسبت و واقفیت، شوق و توجہ پیدا کر دی جائے۔ چنانچہ رُوح قواعد و انشا کے تینوں حصّے سرکاری خاکہ و تجویز کے مطابق تیار کئے گئے ہیں۔ اور کوئی پہلو کوئی عنوان، کوئی تجویز نظر انداز نہیں کی گئی۔ جیسا کہ ہر کتاب کی دوسری فہرست سے واضح ہو گا۔

۲۔ مطبوعہ کریکولم کے مطابق دوسرے حصہ میں پہلے حصّہ کے مضامین کا اعادہ بھی کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح تیسرے میں دوسرے کا۔ لیکن ضخامت کے محدود ہونے کے سبب سے و نیز طول لاطائل سے بچنے کی خاطر اعادہ میں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ حسب ضرورت و موقع کہیں صرف تعریفات کا اعادہ کیا گیا ہے، کہیں اصول و اشارات کا، کہیں شمار و تعداد کا۔ اعادہ سے یہ مقصد پیش نظر رکھا گیا ہے کہ وہی مضمون جو پہلے حصّے میں پڑھایا جا چکا ہے۔ اس وقت اس کی تفصیل یا تدریجی ترقی سے پہلے مضمونِ آموختہ کو یاد دلا دیا جائے۔

۳۔ **صرف و نحو** کی تدریجی تعلیم تینوں حصوں میں بہترین طریقہ پر مکمل کر دی گئی ہے۔

۴۔ **الفاظ روزمرّہ و محاورہ** کا فرق اور استعمال مثالوں کے ذریعہ سے واضح کیا گیا ہے۔ اساتذہ سے درخواست ہے کہ خود اور مثالیں دیکر اور طلبہ سے مثالیں اخذ کرا کے مشق کرائیں۔

۵۔ **شاعری** سے دلچسپی پیدا کرنے کی غرض سے برمحل اور مناسب موقع اور ہم مضمون اشعار کی دلچسپ اور کارآمد فہرستیں شامل کی گئی ہیں۔ ان سے طلبا اپنی تحریر و تقریر میں کام لے سکتے ہیں، اور اسی طرح کے اور اشعار آسانی سے انتخاب کر سکتے ہیں۔ حضراتِ معلّمین ان کا استعمال خود اپنی تقریر میں کر کے بتائیں کہ طلبہ ان کی نقل کر سکیں۔

۶۔ **صنائع و بدائع** کا صرف وہ حصہ درج کیا گیا ہے جو زیادہ ضروری اور مفید ہے۔ استاد صاحبان کورس کی کتاب سے اُن کی مثالیں نکال کر دکھائیں اور سمجھائیں کہ ان صنعتوں سے کلام میں کیونکر اور کس قدر حسن پیدا ہوتا ہے۔

۷۔ **انشا پردازی** ان کتابوں کا سب سے اہم اور سب سے کارآمد حصہ ہے۔ اسی لئے اس کی توضیح و تشریح پر مولّف نے بھی خاص توجہ کی ہے اور حضرات اساتذہ کو بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ جملوں اور پیراگرافوں کا فرق اور اس کی ترتیب، مضمون کا اختصار و تطویل، عنوان تجویز کرنا، مجوّزہ عنوان کا مضمون چند سطروں میں پھیلانا، ان باتوں کی مشق تھوڑی بہت ہر ہفتہ یا مہینہ میں دو بار ہونی ضروری ہے۔ انشا پردازی کی بنیاد یہی چیزیں ہیں۔

۸۔ **مکتوب نگاری** یا خطوط نویسی اسکول کی تعلیم میں ہمیشہ سے داخل رہی ہے۔ اور اردو کی تعلیم کا یہ وہ حصہ ہے جس سے پانچویں چھٹے اور ساتویں درجہ کا ہر طالبِ علم کچھ نہ کچھ واقف بلکہ تجربہ کار ضرور ہوتا ہے۔ چھٹے ساتویں درجہ کا کوئی طالب علم جو اسکول میں انہی درجوں میں سب سے پہلے داخل ہوا ہو ایسا نہ ملے گا جس نے کبھی کوئی خط لکھا یا پڑھا نہ ہو۔ یہ حالت بظاہر استاد

کیلئے تعلیم خطوط نویسی کو آسان کر دیتی ہے، لیکن اصل میں یہی صورتِ حال اس تعلیم کی ایک حد تک دشواری کا سبب ہے۔ یعنی لڑکے سمجھتے ہیں کہ ہم ہر خط آسانی سے بالکل صحیح لکھ سکتے ہیں اس لئے کہ پہلے بہت لکھے پڑھے ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اگر لڑکوں کو باقاعدہ تعلیم نہیں دی گئی ہے تو وہ جو خط لکھنے کا دعویٰ رکھتے ہیں اور جیسا لکھ سکتے ہیں وہ جدید اصول کے مطابق مکتوب کہلانے کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے اساتذہ کو القاب و آداب کا فرق مراتب اور اختصار و موزنیت، مضمون مکتوب کا حسن ترتیب، پرائیویٹ اور کاروباری خطوط، امتیاز اور خصوصیات، مشق اور مثالوں سے سمجھانے کی ضرورت ہے۔

۹۔ مضمون نویسی اُردو ادبیات کا سب سے اہم رکن، طلبہ کی قابلیت کمال اور اسکول کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ مولف نے "روح قواعد و انشا" میں اس فن کا کوئی ضروری پہلو اور مناسب ہدایت نظر انداز نہیں کی ہے حضرات معلمین ہر مشق مضمون نویسی میں لڑکوں کو ان ہدایات کی طرف متوجہ فرماتے رہیں۔



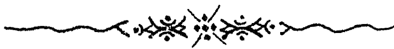
فہرست مضامین

فہرست بلحاظ نصاب مقرر کردہ محکمہ تعلیم

مضمون	صفحہ
درجہ ششم کے کورس کا مکمل اعادہ	
۱۔ صرف ونحو کا بیان	۱ تا ۳۱
۱۔ مفرد و مرکب جملوں کے پہچاننے کی مشق	۹
۲۔ مرکب جملوں میں مساوی مفرد جملوں کے پہچاننے کی مشق	۱۰
۳۔ مرکب جملوں میں جملہ خاص اور تابع جملوں کو الگ کرنا	۱۰
۴۔ تابع جملوں کے اسم یا صفت یا تمیز کے طور پر استعمال کی شناخت	۱۲
۵۔ جملہ خاص کے الفاظ سے تابع جملہائے اسمیہ۔ وصفیہ اور تمیزیہ کے تعلقات ظاہر کرنا۔	۱۲
۶۔ ترکیب نحوی نظم ونثر	۱۴
۷۔ حروف کے ناموں کے لحاظ سے یا مرکبات ناقص کی تقلید سے جملوں کا نام قائم رکھنا	۱۶ تا ۲۷
۸۔ جملوں میں اسم فعل ضمیر۔ صفت۔ تمیز اور حرف کی مع لوازم ترکیب صرفی	۲۷

مضمون	صفحہ

۲۔ الفاظ و محاورات، روزمرّہ، ضرب الامثال ۳۱ تا ۶۳



پہلا باب

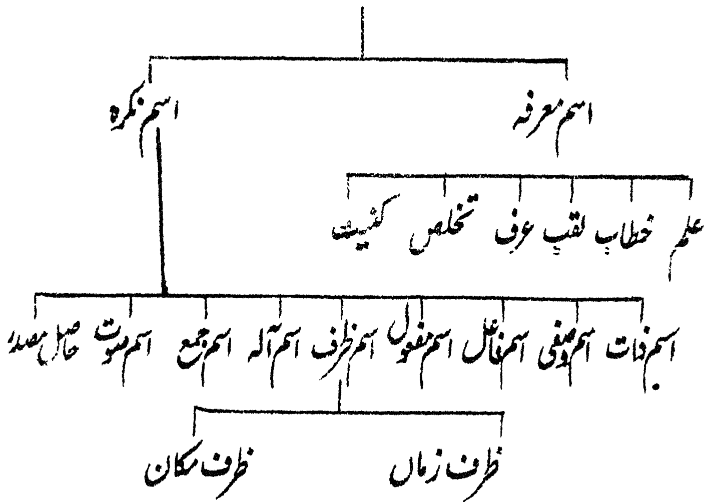
صرف ونحو

صرف ونحو کا بیان حصہ اول وحصہ دوم میں ضروری تفصیل کے ساتھ آچکا ہے۔ آگے بڑھنے سے پہلے اس کا اعادہ کر لینا مناسب ہے۔ سب کو یہاں لکھ کر دہرایا جائے تو بے سبب زیادہ جگہ گھر جائے گی۔ اس لئے ہم کلمہ کی قسموں اور قسموں کی قسموں کا مفصل نقشہ بنائے دیتے ہیں۔ تم سب کی تعریف اور مثالیں دہرالو۔ آگے مشق میں اور ضروری باتوں کا اعادہ ہو جائے گا۔

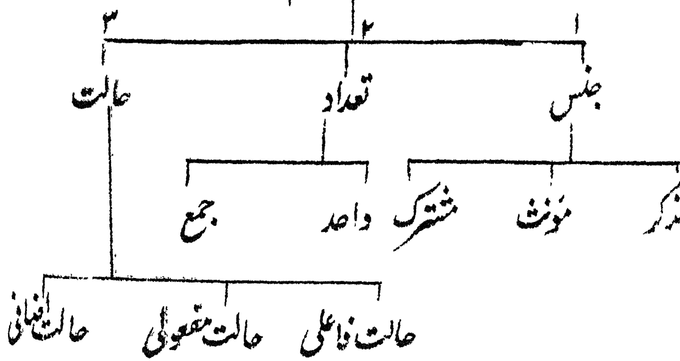
کلمہ

اسم	ضمیر	فعل	صفت	تمیز	حرف

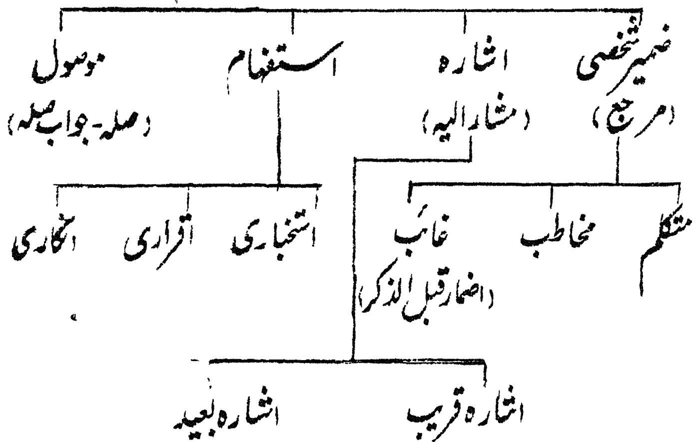
اسم



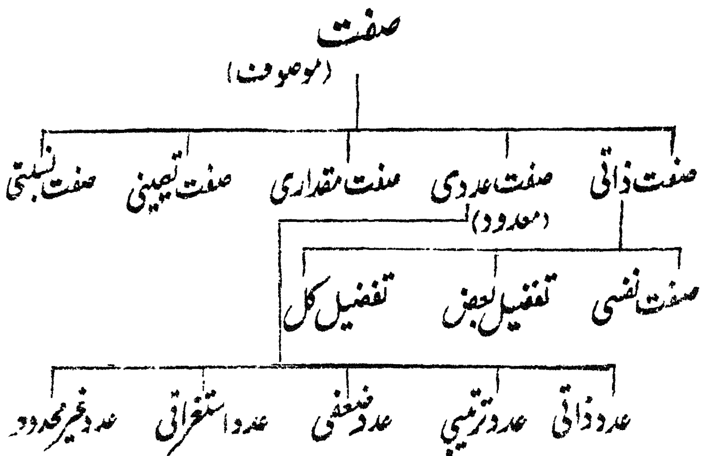
لوازم اسم

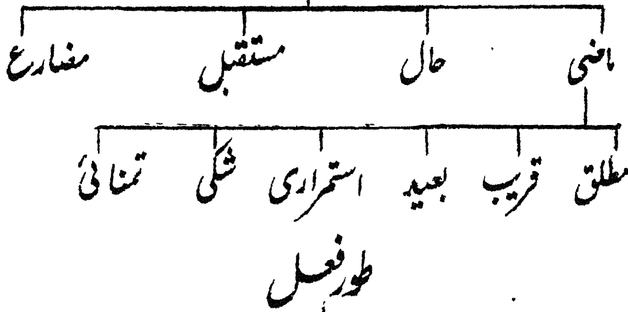


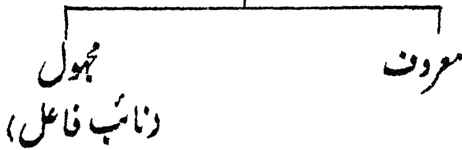
ضمیر

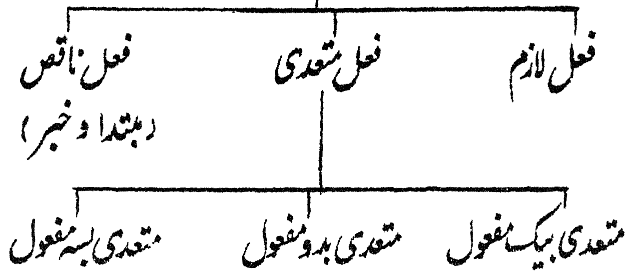

ضمیر شخصی
(مرجع)
اشارہ
(مشارالیہ)
استفہام
موصول
(صلہ - جواب صلہ)
متکلم
مخاطب
غائب
(اضمار قبل الذکر)
استخباری
اقراری
انکاری
اشارہ قریب
اشارہ بعید

صفت


(موصوف)
صفت ذاتی
صفت عددی
(معدود)
صفت مقداری
صفت تعیینی
صفت نسبتی
صفت نفسی
تفضیل بعض
تفضیل کل
عدد ذاتی
عدد ترتیبی
عدد ضعفی
عدد استغراقی
عدد غیر محدود


فعل
(باعتبار زمانہ)
ماضی
حال
مستقبل
مضارع
مطلق
قریب
بعید
استمراری
شکی
تمنائی


طور فعل
معروف
مجہول
(نائب فاعل)


فعل
(باعتبار مفعول)
فعل لازم
فعل متعدی
فعل ناقص
(مبتدا و خبر)
متعدی بیک مفعول
متعدی بدو مفعول
متعدی بسہ مفعول

صورت فعل

صورت بیانی — صورت حکمی (امر و نهی) — صورت شرطی — صورت مصدری (مصدر)

لوازم فعل

۱ زمانه — ۲ طور — ۳ صورت — ۴ نفی و اثبات — ۵ تعداد — ۶ جنس

تمیز

تمیز زمانی — تمیز مکانی — تمیز سبب — تمیز ایجابی — تمیز انکاری — تمیز عام

حرف

حروف جاره (مجرور) — حروف وصل — حروف جذبات

حروف وصل: حرف عطف — حرف بیان — حرف شرط و جزا — حرف علت — حرف تردید — حرف استدراک — حرف استثنا — حرف تمثیل

حروف جذبات: حرف ندا — حرف ندبه — حرف انبساط و تعجب — حرف تاسف و نفرین — حرف زجر — حرف تنبیه — حرف تاکید — حرف شک — حرف تمنا

مشق

۱۔ مذکر سے مؤنث کس طرح بنتا ہے؟

۲۔ واحد سے جمع بنانے کے قاعدے گناؤ۔

۳۔ صفت نسبتی بنانے کے قاعدے بتاؤ۔

۴۔ اشارہ۔ ضمیر شخصی غائب اور صفت تعیینی کا فرق سمجھاؤ۔

۵۔ صفت ذاتی کی قسموں کے بنانے کے قاعدے کیا ہیں؟۔

۶۔ مصدر سے مستقبل۔ ماضی استمراری۔ ماضی قریب اور حال بنانے کے قاعدے بتاؤ۔

۷۔ فعل لازم سے فعل متعدی کیسے بنتا ہے؟۔

۸۔ حرف عطف، حرف بیان اور حرف علت کے ساتھ جو الفاظ ہوتے ہیں انہیں کیا کہتے ہیں؟۔

۹۔ حرف استثنا، حرف تمثیل اور حرف ندا کے ساتھ جو الفاظ آتے ہیں ان کے نام بتاؤ۔

مرکب ناقص

مرکب کی دو قسمیں تھیں۔ مرکب تام یا جملہ۔ اور مرکب ناقص۔ مرکب ناقص کی پھر آٹھ قسمیں ہیں۔

۱۔ مرکب اضافی جو مضاف اور مضاف الیہ سے مل کر بنے۔ یعنی جس میں ایک اسم کو دوسرے اسم کی طرف نسبت کیا جائے۔ یا ایک اسم کا دوسرے پر قبضہ ظاہر ہو۔ جیسے خالد کی عینک۔ ہمارا ملک۔

۲۔ مرکب توصیفی جو صفت اور موصوف سے مل کر بنے۔ جیسے مکار لومڑی۔
۳۔ مرکب عددی جو عدد اور معدود سے مل کر بنے۔ جیسے بیس کتابیں۔
۴۔ مرکب عطفی جو معطوف اور معطوف علیہ سے مل کر بنے۔ جیسے مکان اور اصطبل۔
۵۔ مرکب بدلی جس میں ایک کلمہ تو دراصل مقصود ہو اور دوسرا اس کی تشریح و توضیح کرتا ہو۔ جیسے میرا چچا زید۔ جو کلمہ مقصود بالذات ہوتا ہے مبدل منہ اور دوسرے کو بدل کہتے ہیں۔
۶۔ مرکب بیانی جس میں دونوں اسم مقصود بالذات ہوں اور دونوں ایک دوسرے کی توضیح کرتے ہوں۔ جیسے جلال الدین محمد اکبر۔ ان میں پہلے کلمہ کو مبیّن اور دوسرے کو عطف بیان کہتے ہیں۔
۷۔ مرکب امتزاجی جس میں دو یا زیادہ الفاظ اس طرح مل جائیں کہ بظاہر ایک معلوم ہوں۔ جیسے اکبر آباد۔ چوراسی۔ دانا۔ عقلمند۔
۸۔ مرکب تابع جس میں دوسرا لفظ مہمل ہو یا اس کے معنی سے متکلم کو کوئی تعلق نہ ہو۔ جیسے جھوٹ موٹ۔

اجزائے جملہ

اجزائے جملہ دو ہیں۔ مسند الیہ اور مسند۔ (۱) جس لفظ یا الفاظ کی بابت جملہ میں کوئی خبر یا بات بیان کی جائے اسے مسند الیہ کہتے ہیں۔ اور (۲) جو خبر یا بات مسند الیہ کی نسبت بتائی جائے اسے مسند کہتے ہیں۔
جملہ میں اگر فعل لازم آئے تو صرف فاعل کے پائے جانے سے جملہ کا مفہوم

پورا ہو جاتا ہے۔ اور اگر فعل متعدی ہو تو فاعل کے سوا مفعول کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور جہاں فعل ناقص پایا جائے وہاں فاعل کا نام مبتدا ہوتا ہے۔
اور جو لفظ فعل ناقص کے معنی کی تکمیل کرے اس کو خبر کہتے ہیں۔
اجزائے جملہ بعض صورتوں میں کسی قرینہ کی بنا پر محذوف ہو جاتے ہیں۔
فعل۔ فاعل۔ مفعول میں سے کوئی ایک یا دو یا سب حذف ہو سکتے ہیں۔
اس کی تفصیل تم پڑھ چکے ہو۔ اس لئے اس قدر اشارہ کافی ہے۔

اجزائے جملہ کے متعلقات

فاعل یا مفعول کے متعلقات

۱۔ صفت۔ جیسے شریر لڑکے نے خوبصورت برتن توڑ دیا۔
۲۔ عدد۔ جیسے دو لڑکیوں نے دس کپڑے خریدے۔
۳۔ اسم یا ضمیر شخصی (حالت اضافی میں) تمھارے بھائی نے ہماری کتاب چرائی۔
۴۔ تابع بیانی جیسے جلال الدین اکبر بادشاہ نے ملک الشعرا فیضی فیاضی کو مالا مال کر دیا۔
۵۔ فعل جیسے ٹوٹا ہوا مکان تعمیر ہو گیا۔ باورچی نے بُسا ہوا سالن پھینک دیا۔

فعل کے متعلقات

۱۔ جار و مجرور جیسے میں گھر سے اسٹیشن تک گیا۔
۲۔ اسم ظرف جیسے بچے مدرسہ جا رہے ہیں۔

۳- استفہام جیسے تم نے سبق کیوں نہیں پڑھا؟۔
۴- مقدار و تعداد جیسے میں نے اس کی جس قدر خوشامد کی اتنا ہی وہ کھنچ گیا۔
۵- وہ الفاظ جو طور۔ طریق۔ سبب۔ تاکید کے معنی دیں۔ جیسے ضرور۔
اس طرح۔ کس واسطے۔ ہرگز۔
۶- وہ الفاظ جو عام حالت یا کیفیت کو ظاہر کریں۔ جیسے جلدی۔ لگاتار۔
پیہم۔

مشق

۱- مرکب اضافی۔ مرکب بدلی۔ مرکب بیانی اور مرکب تابع کی تعریف کرو۔ اور مثالیں دو۔
۲- کون سے قرینے ہیں جن کی بنا پر اجزائے جملہ محذوف ہوتے ہیں؟ مثالیں دیکر
سمجھاؤ۔
۳- متعلقات مفعول کتنے ہیں اور کیا؟۔
۴- کیا کیا چیزیں متعلقات فعل ہوتی ہیں؟۔ مثالیں دیکر بتاؤ۔

جملہ کا بیان

جملے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ مفرد[1] اور مرکب[2]۔ مفرد جملوں کا حال تم درجہ پنجم اور ششم میں پڑھ چکے ہو کہ مفرد جملے کی چار قسمیں ہیں (۱) جملہ اسمیہ خبریہ (۲) جملہ اسمیہ انشائیہ (۳) جملہ فعلیہ خبریہ۔ (۴) جملہ فعلیہ انشائیہ۔ مفرد جملے کی پہچان یہ ہے کہ اس میں خواہ کتنے ہی الفاظ ہوں فعل صرف ایک ہوگا۔ اور مرکب جملہ میں ایک سے زیادہ فعل ہوں گے۔ بعض صورتوں میں فعل

محذوف بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے معنی پر غور کرکے محذوف افعال کو ظاہر کرلینا چاہیے تاکہ مفرد اور مرکب جملوں کی تمیز ہو جائے۔

مفرد جملے	مرکب جملے
۱۔ جج نے ملزم کو دو سال قید کی سزا دی۔	۱۔ جب شام ہوگئی تو سب چڑیوں نے درختوں پر بسیرا لیا۔
۲۔ وہ سڑک پر دو گھنٹہ انتظار میں کھڑا رہا۔	۲۔ وہ اسکول پہونچا تو گھڑی میں ٹھیک دس بجے تھے۔
۳۔ وہ عمارت خراب و خستہ حالت میں قایم ہے۔	۳۔ یہ کتاب جو پھٹی ہوئی ہے موہن کی ہے۔
۴۔ مولوی صاحب نہایت رحمدل اور شفیق استاد ہیں۔	۴۔ مجھے یقین ہے کہ اب کے مجھے ضرور انعام ملے گا۔
۵۔ وزیر ہندوستان بھر میں سب سے اچھا کھلاڑی ہے۔	۵۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ اس وقت کس جگہ ملے گا۔

مرکب جملوں کے اجزا

یہ تو تم کو معلوم ہوگیا کہ مرکب جملوں میں ایک سے زیادہ فعل ہوتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہاں کئی جملے ہوتے ہیں۔ جیسے رات ہوگئی اور بارش تیز ہونے لگی اور ہم سب بھیگ گئے۔ یہاں درحقیقت تین جملے ہیں۔ رات ہوگئی[۱] بارش تیز ہونے لگی[۲]۔ ہم سب بھیگ گئے[۳]۔ ان تینوں جملوں کو اور نے ملاکر ایک مرکب جملہ بنا دیا ہے۔

اب یہ سمجھو کہ مرکب جملہ کے اندر مفرد جملوں کی دو صورتیں ہوتی ہیں - ایک تو یہ کہ سب جملے اپنی جگہ پر آزاد ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے پابند یا تابع نہیں ہوتے - جیسے اوپر کی مثال میں تینوں جملے علٰحدہ علٰحدہ بھی پورا مفہوم ادا کرتے ہیں - کوئی جملہ دوسرے جملہ کا تابع نہیں - ایسے جملوں کو مساوی جملہ کہا جاتا ہے -

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک جملہ اپنی جگہ پر آزاد ہو اور خود مستقل طور پر ایک عمدہ مفہوم ادا کرتا ہو - اور دوسرا جملہ یا جملے علٰحدہ کوئی عمدہ مفہوم نہ ادا کرسکیں بلکہ اس پہلے جملہ کے تابع ہوں - جیسے جب رات ہوگئی تو چڑیوں نے بسیرا لیا -

یہاں "چڑیوں نے بسیرا لیا" ایک آزاد اور مستقل جملہ ہے - بغیر دوسرے جملہ سے ملے ہوئے بھی اس کا مفہوم ٹھیک ہے - اس لئے اسے خاص جملہ کہا جاتا ہے - دوسرا فقرہ "جب رات ہوگئی" کوئی عمدہ معنی نہیں دیتا - بلکہ اک طرح خاص جملہ کا پابند ہے - اس لئے ایسے فقروں کو تابع جملہ کہتے ہیں -

مشق

ذیل کے جملوں میں سے جملہ ہائے خاص اور جملہ ہائے تابع علٰحدہ علٰحدہ کرو :-

میں نہیں جانتا کہ اس کا انجام کیا ہوگا - یہ ظاہر ہے کہ وہ شخص گناہگار نہ تھا - میری درخواست صرف اس قدر ہے کہ مجھے اس گھر میں رہنے دیا جائے - گھر میں کوئی نہ تھا جو مجھے جواب دیتا - جو ہمارے ساتھ نیکی کریں ہم بھی ان کے ساتھ بھلائی کریں گے -

اس میں ایسی صفات ہیں کہ مجھے اس کا دادا یاد آجاتا ہے۔ تم اپنا کام ختم کر لو تو گھر جا سکتے ہو۔ جب کوئی دوسرا بولتا ہو تو اس کی بات مت کاٹو۔ جس وقت ماسٹر صاحب بول رہے تھے اس وقت سب لڑکے خاموش تھے۔ سوہن نہ تو آج اسکول گیا نہ میرے گھر آیا۔ پست ہمت لوگ مصائب میں گھبرا جاتے ہیں مگر عالی حوصلہ ایسے میں بھی ثابت قدم رہتے ہیں۔ اورنگ زیب نے کافی عرصہ تک کامیابی سے حکومت کی، بڑے بڑے سرداروں کو زیر کیا اور مغل سلطنت کی بنیادوں کو مستحکم کر دیا۔

تابع جملے

تابع جملے تین طرح استعمال ہوتے ہیں۔ اسم کے معنی میں۔ صفت کے قایم مقام۔ تمیز کی جگہ۔ اس اعتبار سے تابع جملوں کی تین قسمیں ہیں۔ جملہ اسمیہ۔ جملہ وصفیہ۔ اور جملہ تمیزیہ۔ اب ان تینوں جملوں کو علیحدہ علیحدہ دیکھو کہ کیا کیا معنی اور فائدے دیتے ہیں۔

۱۔ جملہ اسمیہ کی شناخت۔

(۱) فعل کا فاعل ہوتا ہے۔ جیسے جو کچھ اس نے کہا صحیح نکلا۔

(۲) فعل متعدی کا مفعول ہوتا ہے۔ جیسے میں نے زید سے پوچھا کہ وہ کیوں محنت نہیں کرتا ہے۔

(۳) حرف جار کا مجرور ہوتا ہے۔ جیسے جو کچھ میں کہتا ہوں اس پر خوب غور کرو۔

(۴) اسم کا قایم مقام ہوتا ہے۔ جیسے تمھارا یہ قول کہ محنت کرو کامیاب ہوگے میری حوصلہ افزائی کا سبب بنا۔

(۵) فعل ناقص کا متمم ہوتا ہے۔ جیسے مجھے بڑا خطرہ اس کا ہے کہ تم اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہوگے۔

۲۔ جملہ وصفیہ کی شناخت۔

ہمیشہ موصول کے ذریعہ جملہ خاص سے ملا یا جاتا ہے۔ جیسے وہ ایسا شخص ہے کہ جس کی ہم سب تعظیم کرتے ہیں۔ وہ لڑکا جسے میں پہلے سے جانتا تھا مجھے سڑک پر ملا۔ عام طور پر جو۔ جس۔ جسے۔ جن۔ جنھوں۔ جنھیں۔ وغیرہ جملہ وصفیہ کے ساتھ آیا کرتے ہیں۔

۳۔ جملہ تمیزیہ کی شناخت۔

(۱) وقت کی تشریح کرتا ہے۔ جیسے طبیب کو جب کبھی بلاؤ وہ ضرور آئیگا۔

(۲) سبب بتاتا ہے۔ جیسے وہ گھر میں نہ تھا پس میں اس کے بھائی سے کہہ آیا تھا۔

(۳) جگہ کے معنی دیتا ہے۔ جیسے چور جس جگہ بھی ہوگا اس کو گرفتار کرلیا جائے گا۔

(۴) غرض بتاتا ہے۔ جیسے اس نے پستول اٹھایا تاکہ چور کو نشانہ بنائے۔

(۵) شرط ہوتا ہے۔ جیسے اگر زلزلہ آیا تو سارا شہر تباہ ہوجائے گا۔

(۶) نتیجہ ظاہر کرتا ہے۔ جیسے وہ ایسی بہادری سے لڑا کہ آخر اس نے دشمن کو پسپا کردیا۔

(۷) مقابلہ کرتا ہے۔ جیسے اس کی عمر جتنی نظر آتی ہے اس سے زیادہ ہے۔

ترکیب نحوی

ترکیب نحوی کا جو قاعدہ تم جملہ مفردہ کے لئے پڑھ چکے ہو وہی جملہ مرکبہ میں جاری ہوگا۔ آسانی کے لئے اس قاعدہ کو دہرایا جاتا ہے اول جملہ خاص کو دیکھو۔ فعل تلاش کرو۔ پھر فاعل یا مبتدا۔ اور مفعول یا خبر اور اس کے بعد فعل فاعل مفعول کے متعلقات کو ان کی جگہ پر ظاہر کرد اور ان کا رشتہ اور تعلق اور کام بتاؤ۔ اسی طرح دوسرے تابع یا مساوی جملوں کی ترکیب کرکے جملہ خاص سے ان کا تعلق ظاہر کردو۔ شعروں کی ترکیب میں اکثر غلطی ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر اول نثر کر لی جائے تو کوئی دقت نہو۔ نثر کرتے وقت تمام محذوف الفاظ اور حروف کو ظاہر کر دینا ضروری ہے۔ اب مثالیں دیکھو۔

صبح سے بادل گھرا ہوا ہے اور ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔

لفظ		ترکیب	جملہ	
گھرا ہوا ہے		فعل لازم	جملہ فعلیہ خبریہ / جملہ خاص	جملہ مرکبہ
بادل		فاعل		
صبح	مجرور	متعلق فعل		
سے	جار			
اور		حرف عطف		
چل رہی ہے		فعل لازم	جملہ فعلیہ خبریہ / جملہ مساوی	
ٹھنڈی	صفت	فاعل		
ہوا	موصوف			

شعر

کیا شان ترے جمال میں ہے
ہر وقت زمانہ حال میں ہے (اکبر)

نثر۔ تیرے جمال میں کیا شان موجود ہے کہ ہر وقت زمانہ حال میں موجود ہے۔

لفظ						
ہے				فعل ناقص	جملہ اسمیہ انشائیہ جملہ خاص	جملہ مرکبہ
شان				مبتدا		
موجود	(محذوف)			خبر		
کیا				حرف تعجب		
تیرے	مضاف الیہ		مجرور	متعلق خبر		
جمال	مضاف					
میں			جار			
کہ					حرف بیان	
ہے				فعل ناقص	جملہ اسمیہ خبریہ جملہ اسمیہ	
زمانہ				مبتدا		
موجود	(محذوف)			خبر		
ہر وقت				تمیز		
حال		مجرور		متعلق خبر		
میں		جار				

جملہ مرکب کی قسمیں

(حروف کے اعتبار سے)

جملہ مرکبہ کی قسمیں حروف کے اعتبار سے بہت ہیں۔ مگر ان میں سے صرف ضروری اقسام کا جاننا کافی ہے۔ ایسی قسمیں نو ہیں۔ معطوفہ[۱]۔ موصولہ[۲]۔ بیانیہ[۳]۔ شرطیہ[۴]۔ معللہ[۵]۔ ندائیہ[۶]۔ قسمیہ[۷]۔ استدراکیہ[۸]۔ تمثیلیہ[۹]۔ اب ہر ایک قسم کی تعریف اور ترکیب نحوی تفصیل کے ساتھ لکھی جاتی ہے تاکہ سمجھنے میں سہولت ہو۔

فائدہ۔ (۱) ان قسموں کو پڑھنے سے پہلے ایک دفعہ حروف کی قسموں کو دہرا جاؤ تو بہت آسانی ہو جائے گی۔

(۲) جملہ مرکبہ کی ان مختلف قسموں کی ترکیب نحوی کرتے وقت یہ ضروری نہیں کہ جملہ خاص اور جملہ تابع کے الفاظ لکھے جائیں۔ بلکہ اُن جملوں کا جو رشتہ ان مرکب جملوں میں ہو اس کا اظہار کافی ہے۔ مگر اپنے سمجھنے کے لیے جملہ خاص وغیرہ کو علیحدہ جان لینا چاہیے۔

۱۔ جملہ معطوفہ

جملہ معطوفہ وہ جملہ ہے جو معطوف اور معطوف علیہ سے مل کر بنے۔ جیسے

طبیعت میں پیدا مزا کر دیا　　محبت نے درد آشنا کر دیا　　(حامد)

نثر۔ محبت نے طبیعت میں مزا پیدا کر دیا اور اس نے طبیعت کو درد آشنا کر دیا۔

پیدا کر دیا		فعل متعدی	جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ ہوا
محبت		فاعل	
نے		علامت مفعول	
مزا		مفعول	
طبیعت	مجرور	متعلق فعل	
میں	جار		
اور			حرف عطف
کر دیا		فعل متعدی	جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف ہوا
اس		فاعل	
نے		علامت فاعل	
طبیعت		مفعول اول	
کو		علامت مفعول	
درد آشنا		مفعول دوم	

جملہ معطوفہ

۲- جملہ موصولہ

جملہ موصولہ وہ جملہ ہے جو موصول، صلہ اور جواب صلہ سے مل کر بنے جیسے

میری تنخواہ جو مقرر ہے
اس کے ملنے کا ہے عجب ہنجار (غالب)

نثر- جو میری تنخواہ مقرر ہے اس کے ملنے کا عجب ہنجار مقرر ہے۔

لفظ						
جو					موصول	
ہے		فعل ناقص				
میری	مضاف الیہ	مبتدا		جملہ اسمیہ ہو کر صلہ		
تنخواہ	مضاف					
مقرر		خبر				
ہے			فعل ناقص			
اس			مضاف الیہ			جملہ موصولہ
کے			علامت اضافت			
ملنے		مضاف الیہ		مبتدا	جملہ اسمیہ ہو کر جواب صلہ	
کا		علامت اضافت				
عجیب	صفت	مضاف	مضاف			
ہنجار	موصوف					
مقرر				خبر		

۳- جملہ بیانیہ

جملہ بیانیہ وہ جملہ ہے جو مبین اور بیان سے ملکر بنے۔ جیسے

جانتا ہوں کہ آج دنیا میں
ایک ہی ہے امیدگاہِ انام (غالب)

نثر۔ میں جانتا ہوں کہ آج دنیا میں ایک ہی امیدگاہِ انام موجود ہے۔

لفظ						
جانتا ہوں				فعل	جملہ فعلیہ ہوکر مبین	جملہ بیانیہ
میں	(محذوف)			فاعل		
کہ					حرف بیان	
ہے				فعل ناقص	جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر بیان	
ایک			صفت	مبتدا		
امیدگاہ		مضاف	موصوف			
انام		مضاف الیہ				
ہی			حرف تاکید			
موجود	(محذوف)			خبر		
آج				متعلق خبر		
دنیا			مجرور	متعلق خبر		
میں			جار			

۴- جملہ شرطیہ

جملہ شرطیہ وہ جملہ ہے جو شرط اور جزا سے مل کر بنے۔ جیسے

گر تیری طرف کو بیقراری

کھینچے گی تو لوٹ جائینگے ہم (مومن)

نثر۔ اگر بیقراری ہمیں تیری طرف کو کھینچے گی تو ہم لوٹ جائیں گے۔

لفظ				
اگر		حرف شرط	جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر شرط	جملہ شرطیہ
کھینچے گی		فعل متعدی		
بیقراری		فاعل		
ہمیں	(محذوف)	مفعول		
تیری	مضاف الیہ	مجرور	متعلق فعل	
طرف	مضاف			
کو		جار		
تو		حرف جزا	جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا	
لوٹ جائیں گے		فعل لازم		
ہم		فاعل		

۵ - جملہ معللہ

جملہ معللہ وہ جملہ ہے جو علت اور معلول سے ملکر بنے - جیسے

چشم کم سے مرے آنسو کو نہ دیکھے کوئی

رنگ لائے گا یہ قطرہ کبھی دریا ہوکر (مجاہد)

نثر - کوئی میرے آنسو کو چشم کم سے نہ دیکھے کیونکہ یہ قطرہ کبھی دریا ہوکر رنگ لائے گا -

لفظ					
نہ دیکھے			فعل متعدی	جملہ فعلیہ ہوکر معلول	جملہ معللہ
کوئی			فاعل		
میرے	مضاف الیہ		مفعول		
آنسو	مضاف				
کو			علامت مفعول		
چشم	موصوف	مجرور	متعلق فعل		
کم	صفت				
سے		حرف جار			
کیونکہ		(محذوف)		حرف علت	
رنگ لائیگا			فعل لازم	جملہ فعلیہ ہوکر علت	
	صفت تعیینی				
قطرہ	موصوف		فاعل		
کبھی			متعلق فعل		
دریا	ذوالحال		متعلق فعل		
ہوکر	حال				

۶- جملہ ندائیہ

جملہ ندائیہ وہ جملہ ہے جو ندا اور جواب ندا سے ملکر بنے۔ جیسے

کر علاجِ وحشتِ دل چارہ گر
لا دے ایک جنگل مجھے بازار سے (مومن)

شرح۔ اے چارہ گر تو علاجِ وحشتِ دل کر اور تو مجھے بازار سے ایک جنگل لا دے۔

لفظ					
اے	(محذوف)	حرف ندا	ندا		جملہ ندائیہ
چارہ گر		منادی	ندا		
کر		فعل امر	جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف الیہ	جواب ندا	
تو	(محذوف)	فاعل			
علاج	مضاف	مضاف	مفعول		
وحشت	مضاف الیہ	مضاف	مفعول		
دل		مضاف الیہ	مفعول		
اور	(محذوف)	حرف عطف			
لا دے		فعل امر	جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف		
تو	(محذوف)	فاعل			
اک		صفت	مفعول		
جنگل		موصوف	مفعول		
مجھے	(بمعنی میرے واسطے)	متعلق فعل			
بازار		مجرور	متعلق فعل		
سے		جار	متعلق فعل		

(نوٹ) تم کو شاید خیال ہو کہ جملہ ندائیہ تو مفرد ہوتا ہے۔ اس میں صرف ایک ہی فعل پایا جاتا ہے جیسے "اے چارہ گر! علاجِ وحشتِ دل کو" مگر اصل یہ ہے کہ ندا اور منادیٰ اگرچہ ظاہر میں صرف دو لفظ ہوتے ہیں مگر حقیقت میں وہ ایک پورا جملہ ہوتے ہیں اس لئے کہ "اے چارہ گر" اصل میں یوں ہے "میں چارہ گر کو پکارتا ہوں" اسی وجہ سے جملہ ندائیہ کو مرکب جملوں کی قسموں میں شامل کیا گیا ہے۔

۷۔ جملہ قسمیہ

جملہ قسمیہ وہ جملہ ہے جو قسم اور جواب قسم سے مل کر بنے۔

جملہ ندائیہ کی طرح جملہ قسمیہ کو بھی جملہ مرکبہ کی قسم میں اس وجہ سے داخل کیا ہے کہ قسم اصل میں ایک پورا جملہ ہوتا ہے۔ مثلاً "خدا کی قسم" اصل میں یوں تھا کہ "میں خدا کی قسم کھاتا ہوں"

تمہارے خنجرِ ابرو کے اک اشارے پر
تمہارے سر کی قسم جاں سے بھی دریغ نہیں

نثر۔ تمہارے سر کی قسم مجھے تمہارے ابرو کے اک اشارے پر جان سے بھی دریغ نہیں۔

(نقشہ صفحہ ۲۴ پر ملاحظہ ہو)

تمہارے — مضاف الیہ ⎫ مضاف الیہ ⎫
سر — مضاف ⎭
کی — علامت اضافت — قسم
قسم — مضاف ⎭

نہیں — فعل ناقص
مجھے — (محذوف) مبتدا
دریغ — خبر

تمہارے — مضاف الیہ
خنجر — مضاف — مضاف الیہ
ابرو — مضاف الیہ — مضاف
کے — علامتِ اضافت — مجرور
اک — صفت
اشارے — موصوف — مضاف
پر — حرف جار — متعلق خبر

جان — مجرور
سے — جار — موکد — متعلق خبر
بھی — حرف تاکید

جملہ اسمیہ ہو کر جواب قسم — جملہ قسمیہ

۸۔ جملہ استدراکیہ

جملہ استدراکیہ وہ جملہ ہے جو مستدرک اور مستدرک منہ سے مل کر بنے۔

جیسے

تارے یہ نہیں فلک پہ چٹکے
ہیں دھجیاں دامنِ سحر کی (حامد)

نثر۔ فلک پہ یہ تارے نہیں چٹکے ہیں بلکہ یہ دامنِ سحر کی دھجیاں ہیں۔

نہیں چٹکے ہیں			فعل	جملہ فعلیہ ہو کر مستدرک	جملہ استدراکیہ
یہ		اشارہ	فاعل	جملہ فعلیہ ہو کر مستدرک	جملہ استدراکیہ
تارے		مشار الیہ	فاعل	جملہ فعلیہ ہو کر مستدرک	جملہ استدراکیہ
فلک		مجرور	متعلق فعل	جملہ فعلیہ ہو کر مستدرک	جملہ استدراکیہ
پہ		جار	متعلق فعل	جملہ فعلیہ ہو کر مستدرک	جملہ استدراکیہ
بلکہ				حرف استدراک	جملہ استدراکیہ
ہیں			فعل ناقص	جملہ اسمیہ ہو کر مستدرک منہ	جملہ استدراکیہ
یہ			مبتدا	جملہ اسمیہ ہو کر مستدرک منہ	جملہ استدراکیہ
دامن	مضاف	مضاف الیہ	خبر	جملہ اسمیہ ہو کر مستدرک منہ	جملہ استدراکیہ
سحر	مضاف الیہ	مضاف الیہ	خبر	جملہ اسمیہ ہو کر مستدرک منہ	جملہ استدراکیہ
کی		علامت اضافت	خبر	جملہ اسمیہ ہو کر مستدرک منہ	جملہ استدراکیہ
دھجیاں		مضاف	خبر	جملہ اسمیہ ہو کر مستدرک منہ	جملہ استدراکیہ

۹۔ جملہ تمثیلہ

جملہ تمثیلہ وہ جملہ ہے جو ممثّل اور مثال سے ملکر بنے۔ جیسے

لیتے ہیں ثمر شاخ ثمرور کو جھکا کر ‏ ‏ ‏ ‏ جھکتے ہیں سخی وقت کرم اور زیادہ

نثر: سخی وقت کرم اور زیادہ جھکتے ہیں جیسے لوگ شاخِ ثمردر کو جھکا کر ثمر لیتے ہیں۔

لفظ				
جھکتے ہیں		فعل لازم	جملہ فعلیہ ہو کر تمثیل	جملہ تمثیلہ
سخی		فاعل		
وقت	مضاف	متعلق فعل		
کرم	مضاف الیہ			
اور	حرف تاکید	متعلق فعل		
زیادہ	موکد			
جیسے			حرف تمثیل	
جھکا کر لیتے ہیں		فعل معطوف متعدی	جملہ فعلیہ ہو کر مثال	
لوگ		فاعل		
ثمر		مفعول اول		
شاخ	موصوف	مفعول دوم		
ثمردر	صفت			
کو		علامت مفعول		

مشق ۲۷

۱۔ جملہ ہائے ذیل کی ترکیب نحوی کرو :۔

غش ہے اچھا کہ پڑے تو ہیں تری راہ میں ہم (عابد) نیند آجائے نہ سرمایۂ سودا ہو کر

اُن کی آنکھوں سے اگر نیند اُڑ گئی تجھ سے اے آہ رسائی جائے گی (عابد)

برباد آرزو کو دیوانہ کہہ دیا ہے اک لفظ کہہ کے تو نے افسانہ کہہ دیا ہے (میکش)

مرے دل کی بھی عمر اتنی ہی تھی ترے لب پہ جتنا تبسم رہا (")

یاد کرنا مری بربادیٔ دل کا منظر جب پراگندہ خزاں سے گل خنداں ہو جائے (")

کون سا ذرہ پسند آیا تھا میری خاک کا اُڑ رہی ہے انجمن کی انجمن میرے لئے (شمس)

خمار نیم شب اُن کو اجازت دے جو سُننے کی میں اپنی ساری گویائی کو وقفِ داستاں کر لوں (")

پھر بہار آئی ہے کیا پھر موسمِ گل آ گیا تنگ پھر کیوں ہو چلا ہے پیرہن میرے لئے (طاہر)

غنچہ یوں خاموش تھا شب بزمِ گل میں عندلیب! گوش بر آواز واں اک سبزۂ بیگانہ تھا (")

کسی دن دیکھنا چرخ ستمگر! رنگ لائیگا مری آہوں کا جوشِ ضبط سے مجبور ہو جانا (حامد سنبھلی)

نہ پایا جب مجھے ماندے نے کوئی کُنجِ آسائش لحد میں رہروِ ملکِ عدم نے پہلی منزل کی (")

۲۔ اوپر کے اشعار میں سے جملہ ہائے خاص اور جملہ ہائے توابع کی مختلف قسمیں علیحدہ علیحدہ بتاؤ۔

ترکیب صرفی

پہلے حصوں میں تم کلمہ کی مختلف قسموں کی ترکیب صرفی کرنے کے قاعدے پڑھ کر مشقیں کر چکے ہو۔ یہاں ان قاعدوں کا اعادہ کر کے ترکیب صرفی کا نمونہ تمہاری آسانی کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

ترکیب صرفی کرتے وقت (۱) اول یہ بتاؤ کہ وہ لفظ کلمہ کی کونسی قسم ہے۔ (۲) پھر اس قسم کی بھی قسم ہو تو اس کا نام لو۔ (۳) اگر اسم ہے تو اس کی جنس تعداد اور حالت بتاؤ۔ (۴) اگر ضمیر شخصی ہے تو جنس۔ تعداد اور حالت بتانے کے ساتھ اس کے مرجع کو بھی ظاہر کرو۔ (۵) اگر صفت ہے تو اس کا موصوف بیان کرو۔ (۶) اگر فعل ہے تو اس کی قسم باعتبار مفعول۔ فاعل۔ زمانہ اثبات۔ صیغہ (جنس و تعداد) اور صورت بتاؤ۔ (۷) اور اگر تمیز ہے تو یہ ظاہر کرو کہ اس کا وہاں کیا کام ہے۔ (مثال)

۱۔ کیا تمہارے کالے کتے نے اس کی بلی کی ٹانگ توڑ دی؟

کیا ۔ ضمیر۔ استفہام۔ استفہام استخباری۔

تمہارے۔ ضمیر۔ ضمیر شخصی۔ مخاطب۔ جمع۔ مذکر جس شخص سے گفتگو کی جارہی ہے وہ اس کا مرجع ہے۔ حالت اضافی۔ مضاف الیہ ہے کتے کا۔

کالے ۔ صفت۔ صفت تفضیلی۔ صفت نفسی۔ اس کا موصوف کتے ہے۔

کتے ۔ اسم۔ اسم نکرہ۔ اسم ذات۔ مذکر۔ واحد۔ حالت فاعلی۔ فاعل ہے توڑ دی کا۔

نے ۔ علامت فاعل۔

اُس ۔ ضمیر۔ ضمیر شخصی۔ غائب۔ واحد۔ مذکر۔ حالت اضافی۔ مضاف الیہ ہے بلی کا۔

کی ۔ حرف اضافت۔

بلی - اسم - اسم نکرہ - اسم ذات - مؤنث - واحد - حالت اضافی - مضاف الیہ ہے ٹانگ کا -

کی - حرف اضافت -

ٹانگ - اسم - اسم نکرہ - اسم ذات - مؤنث - واحد - حالت مفعولی - مفعول ہے توڑ دی کا -

توڑ دی - فعل - متعدی - متعدی بیک مفعول - معروف - ماضی - مطلق - مثبت - صیغہ واحد مؤنث غائب - صورت خبری -

۳ - آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی اب کسی بات پر نہیں آتی (غالب)

آگے - تمیز - تمیز زمانی - آتی تھی کی تشریح کرتا ہے -

آتی تھی - فعل - لازم - معروف - ماضی - بعید - مثبت - صیغہ واحد مؤنث غائب - صورت خبری -

حال - اسم - اسم نکرہ - اسم وصفی - مذکر - واحد - حالت مفعولی - مجرور ہے - پہ حرف جار کا -

دل - اسم - اسم نکرہ - اسم ذات - مذکر - واحد - حالت اضافی - مضاف الیہ ہے حال کا -

پہ - حرف - حرف جار -

ہنسی - اسم - اسم نکرہ - حاصل مصدر - مؤنث - واحد - حالت فاعلی - فاعل ہے آتی تھی کا -

اب - تمیز - تمیز زمانی - نہیں آتی کی تشریح کرتا ہے -

کسی ۔ صفت ۔ صفت تفضیلی ۔ اس کا موصوف بات ہے ۔

بات ۔ اسم ۔ اسم نکرہ ۔ اسم ذات ۔ مؤنث ۔ واحد ۔ حالت مفعولی ۔ مجرور ہے پر حروف جار کا ۔

پر ۔ حرف ۔ حرف جار ۔

نہیں آتی ۔ فعل ۔ لازم ۔ معروف ۔ ماضی ۔ مطلق ۔ منفی ۔ صیغہ واحد مؤنث غائب ۔ صورت خبری ۔

ہنسی ۔ (محذوف) اسم ۔ اسم نکرہ ۔ حاصل مصدر ۔ مؤنث ۔ واحد ۔ حالت فاعلی ۔ فاعل ہے نہیں آتی کا ۔

فائدہ ۔ شعر میں چونکہ اکثر الفاظ محذوف ہو جاتے ہیں ۔ اس لیے اول شعر کی نثر کر کے الفاظ کا باہمی تعلق سمجھ لینا چاہیے تاکہ ترکیب صرفی میں کوئی غلطی نہ ہو جائے مثلاً اوپر کے شعر کی پوری نثر یوں ہو گی ۔

(نثر) ہمیں آگے حال دل پر ہنسی آتی تھی ۔ مگر اب ہمیں کسی بات پر ہنسی نہیں آتی ۔

مشق

ترکیب صرفی کرو :۔

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے — آخر اس درد کی دوا کیا ہے (غالب)

مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی — موت آتی ہے پر نہیں آتی (")

کبھی کی تھی جو اب دوا کیجئے گا — مجھے پوچھکر آپ کیا کیجئے گا؟ (حسرت)

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا — جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا (مومن)

آج متھرا میں محکمۂ تعلیم کے وزیر آئے ہیں۔ میں کل صبح یہاں سے تمہارے گھر جاؤں گا۔ گنپت کی شادی کو ابھی پورے دو مہینہ بھی نہیں ہوئے۔

دوسرا باب

الفاظ ومحاورات

مرکب الفاظ

اردو میں فارسی اور ہندی کے بے شمار الفاظ ایسے ہیں جو دو مختلف لفظوں سے مل کر بنے ہیں۔ اور اصل مرکب ہیں۔ مگر اب ایک مفرد لفظ کی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ ایسے مرکب الفاظ مختلف معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ (۱) بعض اسم معرفہ ہیں جیسے احمد نگر۔ روشن دین۔ (۲) بعض اسم ظرف ہیں جیسے کوہسار۔ دیواستھان۔ (۳) بعض حاصل مصدر ہیں جیسے گفت و شنید۔ چیخ پکار۔ (۴) بعض اسم فاعل ہیں۔ جیسے فیل بان۔ چڑی مار۔ (۵) بعض اسم صوت ہیں جیسے غٹرغوں۔ دھما دھم۔ (۶) بعض اسم مفعول ہیں۔ جیسے خدا ساز۔ شاہ زادہ۔ (۷) بعض صرف اسم ذات ہیں جیسے مونگ پھلی۔ ٹکڑ گدا۔ غرض ان کے معانی اور استعمال کا اعتبار سماع پر ہے۔ علیحدہ قاعدوں کا بنانا ناممکن نہیں۔

اب یہ سمجھو کہ ان مرکب الفاظ میں سے (۱) بعض تو ایسے ہیں جو دو مختلف لفظوں کے ملنے سے بنے ہیں۔ جیسے رام لیلا۔ گرہ کٹ۔ (۲) اور کچھ اس طرح کے ہیں جو اسم فاعل۔ اسم مفعول۔ اسم ظرف یا حاصل مصدر بنانے کے قاعدوں کے ماتحت مرکب بنائے گئے ہیں۔ جیسے نعلبند۔ اُگالدان۔ غسل خانہ۔ کارساز۔ تو ایسے الفاظ جو کسی قاعدے کے ماتحت سابق یا لاحق کے ملانے سے مرکب ہوتے ہیں۔ ان کا بیان تو ہم آگے کریں گے۔ یہاں ہم صرف پہلی قسم کے الفاظ کی فہرست دیتے ہیں۔ ان الفاظ کو پڑھ کر ان کے معنی پر غور کرو اور دیکھو کہ یہ اسم کی کونسی قسم ہیں۔

رام لیلا	مونگ پھلی	جیب کترا	مکھی چوس	اندھیر نگری
سفر خرچ	جیب خرچ	لکڑہارا	گھسیارا	بھوجن سدھار
آمد رفت	خواہ مخواہ	اچھوت ادھار	انار کلی	قدم بوس
بازگشت	دل پذیر	ناز پرورده	دل نواز	دل رُبا
ناز انداز	دل چسپ	کار آزموده	لوٹ مار	چیخ پکار
دارالسلطنت	کھینچ تان	عظیم الشان	چھان بین	لن ترانی
آتش جو	دیکھ بھال	دان پن	اکھاڑ پچھاڑ	رفیع القدر
جان پہچان	ٹکڑ گدا	ہار سنگھار	ٹٹ پونجیہ	دل جلا
من چلا	نخود آب	تیزاب	چھتا بٹیر	زور شور
چلتا پرزہ	شیر خشت	راج دھانی	دم چھلا	دال موٹھ
کنول گٹہ	آلو بخارا	اتار چڑھاؤ	مڑوڑ پھلی	شیو راتری

جوتی پیزار　شب برات　دال دلیہ　بقرعید　رتھ یاترا
گنگا اشنان　انت چودس　بسنت پنچمی　گرہ کٹ　زباں دراز
میٹھی عید

سابق ولاحق

سابق اور لاحق کے آنے سے معانی میں جو تبدیلیاں ہوتی ہیں ان کا تم کو علم ہے۔ اب کچھ الفاظ کی نئی فہرستیں دیکھکر معنی اور استعمال پر غور کرو اور سمجھو۔

سابق	سابق سے بنے ہوئے الفاظ
مہا	مہاراج ۔ مہاتما ۔ مہاشیر ۔ مہاپاپ ۔ مہامنڈل ۔ مہابیر ۔ مہادیو ۔ مہاسکھ ۔
نا	نایاب ۔ نادار ۔ ناگزیر ۔ ناپاک ۔ ناخوش ۔ ناراض ۔ ناسمجھ ۔
بے	بے دل ۔ بے صبر ۔ بے ڈھب ۔ بے قرار ۔ بے چین ۔ بے کیف بے زبان ۔ بے شرم ۔ بے تاب ۔ بے محل ۔ بے وفا بے مروت بے حیا ۔ بے مایہ ۔ بے ضرر ۔ بے جان ۔
ان	ان مل ۔ ان جان ۔ ان گھڑ ۔ ان پڑھ ۔ ان میل ۔ ان تیر ۔ ان سمجھ
کم	کم یاب ۔ کم گو ۔ کم بخت ۔ کم نصیب ۔ کم رو ۔ کم مایہ ۔ کم قسمت ۔ کم حیثیت ۔ کم زور ۔
ا	اٹل ۔ امٹ ۔ اہنسا ۔ اشیرباد ۔ اچنبھا ۔ اجیرن ۔ اتھاہ ۔

با	باحیا۔ باغیرت۔ باادب۔ باشرم۔ بازبان۔ بامحل۔ باmایہ۔ باکیف بارعب۔

لاحق	لاحق سے بنے ہوئے الفاظ
بند	نعل بند۔ دل بند۔ فیلبند۔ کمربند۔ بستربند۔ سینہ بند۔ زیربند۔ پابند۔
دان	پاندان۔ اُگال دان۔ خاصدان۔ قلمدان۔ شکردان۔ نمکدان۔ قدردان۔ سنگھاردان۔
دار	زردار۔ تابدار۔ آبدار۔ دلدار۔ شرم دار۔ کامدار۔ تاجدار۔ شاندار۔
بان	فیلبان۔ رتھ بان۔ بہلبان۔ گاڑی بان۔ باغبان۔ دیدبان۔ شتربان۔ بادبان۔ سائبان۔
یل	اڑیل۔ پڑیل۔ مریل۔ سڑیل۔ غلیل۔ بکیل۔ چڑیل۔ کڑیل۔
ناک	ہولناک۔ خشمناک۔ غمناک۔ دردناک۔ خوفناک۔ خطرناک۔ غضبناک۔ شرمناک۔
گر	کاریگر۔ بازیگر۔ سازگر۔ زرگر۔ سیگر۔ ستمگر۔ آہنگر۔ سوداگر۔ دادگر۔
ین	زریں۔ سیمیں۔ آہنیں۔ رویں۔ پشمیں۔ رسیں۔ عنبریں۔ مشکیں۔ خونیں۔

مصدر

مصدر لازم سے مصدر متعدی بنانے کے قاعدے تم کو بتائے جا چکے ہیں کہ پانچ ہیں۔

۱۔ کبھی علامت مصدر سے پہلے الف زیادہ کرتے ہیں۔ جیسے جلنا سے جلانا۔
۲۔ کبھی مادہ کے آخر حرف سے پہلے الف لگاتے ہیں۔ جیسے مرنا سے مارنا۔
۳۔ کبھی دوسرے حرف کے بعد حرف علت بڑھاتے ہیں۔ جیسے ڈرنا سے ڈرانا۔ رکنا سے روکنا۔ پسنا سے پیسنا۔
۴۔ کبھی دوسرا حرف اگر حرف علت ہو تو اُسے حذف کرکے علامت مصدر سے پہلے الف لگا کر بناتے ہیں۔ جیسے جاگنا سے جگانا۔ دیکھنا سے دکھانا۔
۵۔ کبھی جب مادہ کا آخری حرف حرف علت ہوتا ہے تو اسے گرا کر لا لگاتے ہیں۔ جیسے جینا سے جلانا۔ پینا سے پلانا۔ رونا سے رلانا۔

اب یہ معلوم کرو کہ بعض مصادر ایسے ہیں جو مختلف اسموں میں نا یا انا بغیر کسی تبدیلی کے بڑھا کر بنائے جاتے ہیں۔ جیسے ٹکر سے ٹکرانا۔ کبھی کوئی تبدیلی بھی کر لی جاتی ہے۔ جیسے لالچ سے للچانا۔ یاد رکھو کہ ایسے مصادر عربی، فارسی اور ہندی سب طرح کے الفاظ سے بنائے گئے ہیں۔ نیز یہ کہ یہ مصدر لازم اور متعدی دونوں طرح کے ہوتے ہیں۔
اب ایسے مصدروں کی فہرست معلوم کرو۔

لفظ	مصدر	لفظ	مصدر
آپ	اپنانا	ہنسی	ہنسنا - ہنسانا
چکر	چکرانا	گدگدی	گدگدانا
ٹکر	ٹکرانا	کھیل	کھیلنا - کھلانا
لوٹ	لوٹنا - لٹانا	چیخ	چیخنا - چخوانا
شرم	شرمانا	چپ	چپنا - چپانا
مکر	مکرنا	گم	گمنا - گمانا
سمجھ	سمجھنا - سمجھانا	منجن	منجنا - مانجنا
سہم	سہمنا - سہانا	دھمکی	دھمکنا - دھمکانا
چال	چلنا - چلانا	اکڑ	اکڑنا - اکڑانا
جوتہ	جتیانا	بات	بتانا - بتیانا
فرمایش	فرمانا	داغ	دغنا - داغنا
لرزش	لرزنا - لرزانا	گھن	گھنانا
آزمایش	آزمانا	ناچ	ناچنا - نچانا
بخشش	بخشنا - بخشانا	گرم	گرمانا
لوبھ	لبھانا	ہاتھ	ہتیانا

مشق

۱- تم نے جو مرکب الفاظ کی فہرستیں دیکھیں ان میں سے اسم فاعل اور اسم ظرف علیحدہ کرو۔

۲- کچھ مرکب الفاظ ان کے سوا اپنی یاد سے گناؤ۔

۳- ایسے الفاظ گناؤ جن کی ابتدا میں غیر- با- اور بے آئے ہوں۔
۴- فہرست میں دیے ہوئے الفاظ کے سوا ایسے الفاظ بتاؤ جن کے آخر میں
دان- دار- ی- اور گر آئے۔

ہم مادہ الفاظ

پہلے دونوں حصوں میں تم ہم مادہ الفاظ کی فہرستیں دیکھ چکے ہو- یہاں چند اور فہرستیں ذرا مشکل الفاظ کی دی جاتی ہیں- ان کو دیکھو اور معنی یاد کرو۔

مادہ	مشتق الفاظ
ولی	ولی- اولیا- والی- موالاۃ- وُلاۃ- تولیت- متولی- مولی- موالی۔
شور	شوریٰ- مشورہ- مشیر- مشار- مستشار- مشارالیہ- اشارہ- شاور
خیر	خیر- خیرات- تخییر- مخیّر- اختیار- مختار- خیریت- خیار۔
عدد	عدد- تعدّد- متعدد- عدیدہ- عِدّت- عُدّت- معدود- عددی۔
رفع	رفع- رفعت- ارتفاع- مرافعہ- رفیع- رافع- مرفوع- مرتفع۔
شرف	شرف- تشریف- شریف- شرفا- مشرّف- شرافت- شرفہ اشراف۔
حجب	حجاب- حجب- محتجب- احتجاب- حاجب- حُجّاب۔
عدو	عدو- عدوان- اعدا- تعدیہ- متعدی- تعدّی۔
ظہر	ظُہر- ظَہر- ظہور- اظہر- مظہر- ظاہر- مظاہرہ- استظہار- مستظہر
بشر	بشر- بشیر- بشارت- بُشریٰ- مستبشر- مبشّر- استبشار۔

مادہ	مشتق الفاظ
نصر	نصرت - ناصر - انصار - انصاری - نصیر - نصر - منصور - مستنصر نصاریٰ -
سجدہ	سجدہ - مسجد - مساجد - ساجد - سجود - مسجود - سجادہ -

مشابہ الصوت الفاظ

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ حسب ذیل حروف کی آوازیں اُردو میں یکساں اور مشابہ ہیں - اس لئے عربی فارسی کے بہت سے الفاظ جو ان حروف سے بنے ہیں ان کا تلفظ مشابہ اور یکساں ہونے کی وجہ سے طلبہ املا میں غلطی کر جاتے ہیں - اس لئے اس میں احتیاط کی ضرورت ہے - وہ حروف یہ ہیں:-

س ص ث - ز ذ ظ ض - ہ ح - ت ط - ا ع -

پہلے جو مثالیں دیکھ چکے ہو ان کے سوا اور یہاں پڑھو تاکہ فرق کا اندازہ ہو سکے -

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
سدا	ہمیشہ	الیم	دردناک
صدا	آواز	علیم	جاننے والا
نسر	گدھ	ناصر	مددگار
نصر	مدد	ناثر	نثر لکھنے والا
عمل	کام	محک	[illegible]
امل	امید	محک	کسوٹی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
شرہ	لالچ	مزہ	ذائقہ
شرح	کھولنا	مضی	گزرا
نذیر	ڈرانے والا	مثل	مانند
نظیر	مثل	مسل	عدالتی کاغذات کا مجموعہ
سیف	تلوار	کثرت	زیادتی
صیف	گرمی	کسرت	ورزش
طیر	پرندے	سانی	مویشی کو جو غذا دی جاتی ہے
تیر	تیرنا سے امر	ثانی	دوسرا
الم	دکھ	عرب	ملک عرب کا رہنے والا
علم	جھنڈا	ارب	سو کروڑ کا ہوتا ہے

مشق

۱۔ شرک۔ علم۔ نظر۔ حمد۔ حفظ اور صلح کے مادوں سے کتنے مشتق الفاظ تم کو معلوم ہیں؟ گناؤ۔

۲۔ ہول حول۔ ہائل حائل۔ سفر صفر۔ زن ظن۔ نفص نس۔ ہرم حرم اور سور صور کے معنی بتاؤ۔

۳۔ اوپر دیے ہوئے الفاظ کے سوا اور چند مادوں سے مشتق الفاظ کی فہرست بناؤ۔

۴۔ مذکورہ بالا متشابہ الصوت الفاظ کے علاوہ کچھ الفاظ پیش کرو اور ان کے معنی کا فرق سمجھاؤ۔

غیر زبانوں کے الفاظ

اردو ایسی زبان ہے جو عربی۔ فارسی ۔سنسکرت اور دیگر ہندوستانی زبانوں
سے مل کر بنی ہے۔ اسی لئے اُردو ہر غیر زبان کے الفاظ کو بہت جلد قبول
کرلیتی ہے۔ چنانچہ جب سے مغربی اقوام نے سرزمین ہند پر قدم رکھا
ہے اس وقت سے اب تک سینکڑوں لفظ ان کی زبانوں کے اردو
میں شامل ہوگئے ہیں ۔ بالخصوص انگریزی نے تو بہت رنگ جمایا ہے۔
ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ اردو میں غیر زبانوں کے الفاظ کی دو صورتیں ہیں۔
(۱) ایک تو یہ کہ ان الفاظ کے معنی اصل سے بہت بدل گئے۔ جیسے
جوکر ۔ریل ۔بیرا وغیرہ۔
(۲) دوسرے یہ کہ معنی وہی رہے خواہ تلفظ میں قدرے تغیر ہوگیا ہو یا نہیں
جیسے سگرٹ ۔اسٹیشن ۔ لالٹین وغیرہ۔
عربی ۔فارسی ۔سنسکرت ۔ پراکرت وغیرہ کے الفاظ کو اردو میں شامل
ہوئے اتنی مدت ہوگئی کہ اب وہ لفظ اردو کی ملکیت ہوگئے اور اس لئے
ان میں واحد جمع ۔ اور مذکر مؤنث بنانے کے قاعدے بھی اردو کے اپنے
جاری ہونے لگے ۔جیسے غریب ۔امیر۔ ہاتھی کی جمع وں ـ ن سے بے تکلف
لاتے ہیں۔ یا فقیر سے فقیرنی اور مغل سے مغلانی اردو قاعدے سے
مؤنث بنانے کی کھلی مثال ہے ۔لیکن مغربی زبانوں کے الفاظ کو ابھی اتنا
عرصہ نہیں ہوا اس لئے ان کی بابت کچھ بتانا ضروری ہے ۔

اول تو ہم انگریزی وغیرہ کے کچھ اور الفاظ جو پہلے نہیں بتائے گئے لکھتے ہیں۔ یہ سب لفظ بھی اردو میں کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ اور صحیح ہیں۔

سگرٹ۔ سگار۔ کمپنی۔ اسٹیشن۔ گراموفون۔ ہارمونیم۔ پنسل۔ ڈرائیور۔ موٹر۔ تولیہ۔ ڈیسک۔ فائل۔ ہوٹل۔ سیٹ۔ جوکر۔ تھیٹر۔ سنیما۔ بائسکوپ۔ کمشنر۔ گورنر۔ سپرنٹنڈنٹ۔ مفلر۔ ٹائی۔ کالر۔ بیگ۔ سرٹیفکٹ۔ چک۔ بینک۔ کلکٹری۔ کمشنری۔ یوروپ۔ انگلینڈ۔ اسپین۔ اٹلی۔ امریکہ۔ جرمنی۔ ہاکی۔ والی بال۔ کیرم۔ ہیڈ منشن۔ انسپکٹر۔ سنتری۔ سارجنٹ۔ ہوٹل۔ ٹرائسکل۔ سوٹ کیس۔ اسکول ماسٹر۔ پروفیسر۔ رجسٹرار وغیرہ۔

اب اس قسم کی غیر زبانوں کے الفاظ کی جنس اور تعداد کے قاعدے دیکھو۔

واحد سے جمع بنانا

(۱) جب حروف جار میں سے کوئی حرف ان کے بعد ہو تو عموماً ون سے جمع آتی ہے۔ جیسے گورنروں نے۔ موٹروں پر۔ پنسلوں سے۔

(۲) اگر بعد کو حرف جار نہ ہو تو مذکر کی صورت نہیں بدلتی جیسے بینک بند ہو گئے۔ ہوٹل کھل گئے۔

(۳) مگر مؤنث کی جمع یں سے آتی ہے۔ جیسے پنسلیں کھو گئیں۔ موٹریں ٹوٹ گئیں۔

(۴) لیکن اگر آخر میں ی ہو تو مؤنث کی جمع اں سے آتی ہے۔ جیسے

یونیورسٹیاں۔ ٹائیاں۔ کمشنریاں۔

تذکیر و تانیث

(۱) ایسے الفاظ کو اہل زبان نے جس طرح بولنا شروع کر دیا صرف اسی طرح فصیح سمجھے جائیں گے۔ اس لئے عموماً جنس کا اعتبار سماع پر ہے۔

(۲) بعض الفاظ کو ان سے مشابہ اردو الفاظ پر قیاس کر کے جنس بنائی گئی ہے۔ جیسے ریل، گاڑی کے قیاس پر مؤنث ہے۔ بورڈنگ، مکان کے قیاس پر مذکر ہے۔

(۳) وہ الفاظ جن کے آخر میں ی ہے مؤنث ہیں۔ جیسے یونیورسٹی۔ ہاکی۔ ٹائی۔ کمشنری۔

(۴) جن الفاظ کے معنی میں بڑائی یا اہمیت پائی جاتی ہے وہ سب مذکر ہیں۔ جیسے وائسرائے۔ کالج۔ ہوٹل۔ اسٹیشن۔ گورنر۔ تھیٹر

(۵) ہم معنی اردو الفاظ کے اعتبار سے غیر زبان کے لفظوں کو بھی مذکر یا مؤنث بولا جاتا ہے۔ جیسے بیرا مذکر ہے اس لئے کہ خادم یا نوکر کے مساوی ہے۔ واسکٹ مؤنث ہے اس لئے کہ صدری کی قایم مقام ہے۔

متضاد اور مرادف الفاظ

متضاد الفاظ وہ ہیں جن کے معنی ایک دوسرے سے بالکل ضد ہوں۔ جیسے دن رات۔ آرام تکلیف۔ ایسے الفاظ دو قسم کے ہیں۔ (۱) ایک تو وہ جن میں لا۔ غیر۔ بے وغیرہ لگا کر مخالف معنی پیدا کئے جاتے

یں ۔ جیسے ثانی لاثانی ۔ نظیر بے نظیر ۔ فانی غیر فانی ۔ (۲) دوسرے
ہ جن میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاتی بلکہ وہ دراصل متضاد معانی کے لئے
ضع کئے جاتے ہیں جیسے نیک و بد ۔ دن رات وغیرہ ۔ ہمیں اس دوسری
سم سے ہی مطلب ہے ۔ اس طرح کے الفاظ بے شمار ہیں جو روزمرہ
ستعمال میں آتے ہیں ۔ جس قدر ان الفاظ پر قدرت ہو اتنا ہی تحریر و
قریر میں سہولت ہوتی ہے ۔ اور زبان پر قابو حاصل ہوتا ہے ۔ مثلاً
کچھ الفاظ نیچے لکھے جاتے ہیں ۔

لفظ	ضد	لفظ	ضد
سیاہ	سفید	عزیز	ذلیل
حسن	قبح	رنج	راحت
خوب	زشت	مسرت	ملال
محاسن	معائب	شب	روز
مدائح	مساوی	سفر	حضر
شریف	رذیل	دیس	پردیس
تعظیم	تذلیل	فیاض	بخیل
شجاعت	بزدلی	غرور	انکسار
اختصار	تطویل	موجود	معدوم
وفا	غدر	ایجاز	اطناب
وجود	عدم	ہستی	نیستی

لفظ	ضد	لفظ	ضد
مفلسی	تونگری	امیر	فقیر
عزت	ذلت	موت	حیات
عسرت	یسرت	یمین	یسار
امانت	خیانت	صعود	نزول
خنداں	گریاں	دخل	خروج
بقا	فنا	باقی	فانی
رحم	ظلم	واجب	ممکن
کرم	ستم	جود	بخل
اطاعت	بغاوت	پیروی	سرکشی

مترادف الفاظ وہ ہیں جن کے معنی بہت کچھ ملتے جلتے ہوں۔ ماہرین زبان کا قول ہے کہ دو لفظ بالکل ایک ہی کے معنی کے نہیں ہوتے۔ ضرور ان میں تھوڑا بہت باریک فرق ہوتا ہے۔ مگر یہ امتیاز صرف ماہروں ہی کا حصّہ ہے۔ ہم کو وہ الفاظ تقریباً یکساں معنی کے معلوم ہوتے ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو الفاظ کے صحیح معنی اور محل استعمال کو معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ ان باریک فرقوں کا اندازہ ہو سکے۔

مترادف الفاظ کی مثالیں ذیل کے نقشہ میں دیکھو۔

مترادف الفاظ	مترادف الفاظ	مترادف الفاظ
جور ۔ جفا ۔ ستم	مسرت ۔ فرح ۔ انبساط	کلفت ۔ کرب ۔ عسرت
وفا ۔ عہد ۔ امانت	آرام ۔ راحت ۔ فراغی	ملال ۔ رنج ۔ غم
خیانت ۔ غدر ۔ بے وفائی	گناہ ۔ قصور ۔ غلطی	وجود ۔ ہستی ۔ بقا
کرم ۔ جود ۔ سخا	مروت ۔ فتوت ۔ انسانیت	ارادہ ۔ قصد ۔ عزم
حرص ۔ طمع ۔ آز	مشاہرہ ۔ تنخواہ ۔ ماہانہ	عقل ۔ فہم ۔ ذکا
عدم ۔ نیستی ۔ فنا	ضد ۔ عکس ۔ خلاف	جانب ۔ طرف ۔ سمت
دشمنی ۔ عداوت ۔ بغض	حصر ۔ شمار ۔ عدّ	کینہ ۔ رنجش ۔ حسد
انتظام ۔ انصرام ۔ انضباط	تشریح ۔ تفصیل ۔ توضیح	اتباع ۔ انقیاد ۔ اطاعت
اختصار ۔ ایجاز ۔ اقتصار	تحریم ۔ تعظیم ۔ تکریم	معافی ۔ عفو ۔ درگزر
حرمت ۔ عزت ۔ وقعت	حقانیت ۔ راستی ۔ صداقت	جدال ۔ قتال ۔ جنگ
گمان ۔ ظن ۔ خیال	موت ۔ مرگ ۔ اجل	انجاز ۔ ایفا ۔ اتمام
ذلت ۔ رذالت ۔ دنارت	احتمال ۔ شک ۔ وہم	امتثال ۔ تعمیل ۔ فرمانبرداری
تکبر ۔ غرور ۔ نخوت	فراست ۔ فطانت ۔ ذکاوت	سرکشی ۔ طغیان ۔ بغاوت ۔

مشق

۱ ۔ عربی ۔ فارسی اور سنسکرت کے پانچ پانچ ایسے لفظ گناؤ جن کے معنی اردو میں آکر بدل گئے ہیں ۔

۲ ۔ غیر زبانوں کے الفاظ کے تلفظ اور معنی کے ساتھ اردو میں کیا عمل ہوا ہے ؟

۳ ۔ مغربی زبانوں کے الفاظ کے واحد کو جمع بنانے کے کیا قاعدے ہیں ؟ مثالیں دے کر سمجھاؤ ۔

۴۔ انگریزی لفظوں کو مذکر مؤنث بولنے میں کس بات کا لحاظ کیا جاتا ہے؟۔

۵۔ عام اردو الفاظ میں واحد سے جمع کس طرح بنائی جاتی ہے؟ مثالیں دو۔

۶۔ اُردو کے لفظوں میں مذکر سے مؤنث کس طرح بناتے ہیں؟ مع مثالوں کے بتاؤ۔

۷۔ جس قدر انگریزی لفظ تم پڑھ چکے ہو ان کے علاوہ ایسے لفظ بتاؤ جو اُردو میں جزو زبان بن گئے ہیں۔

۸۔ اوپر کی فہرست کے سوا پندرہ متضاد الفاظ کی مثالیں پیش کرو۔

۹۔ مذکورہ بالا الفاظ کے علاوہ مترادف لفظوں کی سے دس مثالیں بتاؤ۔

محاورات

محاورات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) ایک تو وہ جو کسی مرکب مصدر پر شامل ہوں۔ جیسے رنگ کھلنا۔ منہ آنا۔ منہ دیکھنا۔ (۲) دوسرے وہ جو کسی جملہ کی صورت میں محاورہ بنے ہوں۔ جیسے آبرو میں بٹہ لگنا۔ جلے پھپھولے پھوڑنا۔ ناک میں دم آنا۔

اب ہم علیحدہ علیحدہ دونوں قسم کے محاورات جمع کرتے ہیں۔ ان کے معنی سمجھو اور ان کو مختلف جملوں میں استعمال کرکے ان کا مفہوم یاد کرو۔

پہلی قسم کے محاورات

مصدر	محاورات
ہونا	کام ہونا ۔ دیوار ہونا ۔ لال ہونا ۔ قابو ہونا ۔ کافور ہونا ۔ کرکری

مصدر	محاورات
	ہونا ۔ لٹو ہونا ۔ ہوا ہونا ۔ داغ ہونا ۔ کان ہونا ۔ پانی پانی ہونا دل کھٹا ہونا ۔ پروانہ ہونا ۔ آب ہونا ۔ اٹل ہونا ۔ آس ہونا ۔ بند ہونا ۔ تباہ ہونا ۔ ٹھنڈا ہونا ۔ جواب ہونا ۔ چوپٹ ہونا وغیرہ ۔
جانا	کافور ہو جانا ۔ گرہ پڑ جانا ۔ مارا جانا ۔ بت بن جانا ۔ بات بن جانا دماغ چل جانا ۔ بات رہ جانا ۔ کھیل جانا ۔ اکڑ جانا ۔ بگڑ جانا ۔ کھو جانا ۔ پا جانا ۔ ڈھل جانا ۔ الٹ جانا ۔ باندھا جانا ۔ بہ جانا پھنس جانا ۔ پی جانا ۔ جان جانا وغیرہ ۔
دینا	دل دینا ۔ داغ دینا ۔ دم دینا ۔ سبق دینا ۔ ہاتھ دینا ۔ زبان دینا ۔ جھاڑو دینا ۔ چکمہ دینا ۔ داد دینا ۔ ڈھیل دینا ۔ رنگ دینا شہ دینا ۔ دہائی دینا ۔ آب دینا ۔ آس دینا ۔ الٹ دینا ۔ اوندھا دینا ۔ آرام دینا ۔ بھپارہ دینا ۔ پانی دینا ۔ جان دینا ۔ جانے دینا ۔ جواب دینا وغیرہ ۔
کرنا	سلام کرنا ۔ کھیت کرنا ۔ فرش کرنا ۔ گھر کرنا ۔ نام کرنا ۔ باتیں کرنا ۔ علاج کرنا ۔ دم کرنا ۔ الّو کرنا ۔ بند کرنا ۔ ٹھنڈا کرنا ۔ چھت کرنا ۔ چوٹ کرنا ۔ حلال کرنا ۔ ستھراؤ کرنا ۔ پتھراؤ کرنا وغیرہ
پڑنا	ابل پڑنا ۔ پتھر پڑنا ۔ پیچھے پڑنا ۔ پھٹ پڑنا ۔ لالے پڑنا ۔ وقت پڑنا ۔ گلے پڑنا ۔ افتاد پڑنا ۔ صبر پڑنا ۔ اوس پڑنا ۔ سر پڑنا ۔ پیر پڑنا ۔ ہاتھ پڑنا ۔ پانی پڑنا وغیرہ ۔

مصدر	محاورات
لگنا	آنکھ لگنا۔ ٹھیس لگنا۔ ہاتھ لگنا۔ گھن لگنا۔ بات لگنا۔ منہ لگنا۔ دل لگنا۔ بُرا لگنا۔ بھلا لگنا۔ اچھا لگنا۔ ڈھلنے لگنا۔ پانی لگنا۔ ٹھکانے لگنا۔ جی لگنا۔ خالصے لگنا۔ نام لگنا۔ دھبہ لگنا وغیرہ۔
آنا	دل آنا۔ ہاتھ آنا۔ غضب آنا۔ منہ آنا۔ راس آنا۔ قیامت آنا۔ آڑے آنا۔ دل بھر آنا۔ بات پر آنا۔ سر آنا۔ آگے آنا پانی آنا۔ چوٹ آنا۔ کام آنا۔ لہر آنا وغیرہ۔
لینا	ٹکر لینا۔ تاڑ لینا۔ ڈکار نہ لینا۔ ہوش کی لینا۔ موہ لینا۔ ہاتھوں ہاتھ لینا۔ بلائیں لینا۔ دون کی لینا۔ آڑے ہاتھ لینا۔ بھانپ لینا۔ تھاہ لینا۔ جان لینا۔ چٹکی لینا۔ خبر لینا۔ وغیرہ۔
دیکھنا	راہ دیکھنا۔ دل دیکھنا۔ ہاتھ دیکھنا۔ راستہ دیکھنا۔ تیل دیکھنا۔ نبض دیکھنا۔ منہ دیکھنا وغیرہ۔
کھانا	غم کھانا۔ سر کھانا۔ ٹھوکریں کھانا۔ خار کھانا۔ پچھاڑ کھانا۔ غوطہ کھانا۔ منہ کی کھانا۔ مغز کھانا۔ جگر کھانا۔ خوف کھانا۔ چغلی کھانا چوٹ کھانا۔ دم کھانا۔ قسم کھانا۔ وغیرہ
چلنا	نام چلنا۔ کام چلنا۔ چال چلنا۔ جوتہ چلنا۔ زبان چلنا۔ ہاتھ چلنا۔ آگے چلنا۔ سر کے بھل چلنا۔ جی چلنا۔ چوٹ چلنا۔ دماغ چلنا۔ چھیڑ چلنا وغیرہ۔
رکھنا	لگا رکھنا۔ اٹھا رکھنا۔ لگا رکھنا۔ لگی رکھنا۔ نام رکھنا۔ لاج رکھنا۔

دوسری قسم کے محاورات

آبرو میں بٹہ لگانا
الٹی گنگا بہانا
باتوں باتوں میں تاڑ لینا
آسمان سے باتیں کرنا
آنکھوں میں خون اُتر آنا
پاؤں تلے سے زمین نکل جانا
آٹے دال کا بھاؤ معلوم کرنا
بسنت کی خبر ہونا
پیٹ سے پاؤں نکالنا
ہاتھوں کے توتے اڑنا
ہاتھ دھو کے پیچھے پڑ جانا
پیشانی پر شکن پڑ جانا
جلے پھپھولے پھوڑنا
چاند کا کھیت کرنا
دن کو تارے دکھائی دینا
راہ کھوٹی ہونا
جان کے لالے پڑنا

اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی مارنا
اینٹ سے اینٹ بجانا
ہاتھ میں ہاتھ دینا
منہ کو لگا دینا
جان پر کھیل جانا
منکا ڈھل جانا
دل میں گھر کرنا
چٹکیوں میں اڑانا
ڈانوا ڈول پھرنا
رائی سے پربت ہو جانا
ٹانگ تلے سے نکل جانا
جلے پاؤں کی بلی ہونا
چولیں ڈھیلی ہونا
حرام موت مرنا
دماغ چل جانا
شانہ سے شانہ چھلنا
طشت از بام ہونا

سبز باغ دکھانا	زہر کے گھونٹ پینا
پھونک پھونک کے قدم رکھنا	کانٹوں میں گھسیٹنا
گھر گھاٹ معلوم ہونا	لکیر کا فقیر ہونا
سر پہ پاؤں رکھ کر بھاگنا	گھی کے چراغ جلانا
کاغذ کے گھوڑے دوڑانا	ہاتھ پاؤں پھول جانا

تلمیحات

دوسرے حصہ میں ہم بتا چکے ہیں کہ جب کسی شعر یا جملہ میں کسی لفظ یا الفاظ سے کسی تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے تو اس کو اصطلاح میں تلمیح کہتے ہیں۔ مثلاً وادی ایمن۔ طور کا جلنا۔ ید بیضا۔ من و سلویٰ کے الفاظ اگر کہیں پاؤ تو سمجھ لو کہ ان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مخصوص واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے اخذ کی ہوئی چند تلمیحات پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بھی ایسا ہی ہے کہ اس سے متعدد تلمیحیں آتی ہیں۔ جیسے پیراہن یوسف۔ خواب کی تعبیر۔ خواب زلیخا۔ مصر کا قحط۔ عزیز مصر۔ سورج وغیرہ کا سجدہ کرنا۔ حکومت مصر۔ حسن یوسف وغیرہ۔ ذیل میں ہم کچھ تلمیحات اور ان کے متعلق قصے مختصر طور پر لکھتے ہیں۔

تلمیحات	ان کے متعلق قصے
پیراہن یوسف	حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام

تلمیحات	ان کے متعلق قصے
	سے اس قدر محبت تھی کہ آپ ان کی جدائی میں روتے روتے بصارت سے محروم ہو گئے تھے۔ حضرت یوسفؑ نے مصر سے اپنے سوتیلے بھائیوں کے ہاتھ کرتہ بھیجا تا کہ لیجا کر حضرت یعقوب کی آنکھوں پر ڈال دیا جائے۔ اس کرتہ کے اثر سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔
مصر کا قحط	حضرت یوسف کے زمانہ میں تمام ملک مصر میں سات برس تک سخت قحط سالی رہی۔ بادشاہ نے خواب دیکھا تھا۔ اس کی صحیح تعبیر صرف حضرت یوسف علیہ السلام ہی بتا سکے تھے۔ اس کے صلہ میں آپ کو وزارت کا عہدہ ملا تھا۔ آپ نے قحط کا اتنا اچھا انتظام کیا کہ تمام ملک میں کوئی موت اور کسی قسم کا خلل پیدا نہ ہوا۔
شق قمر	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار مکہ نے معجزہ طلب کیا تھا۔ ایک شب جب کہ چاند آسمان پر روشن تھا۔ آپ نے انگلی کے اشارے سے اس کے دو ٹکڑے کر دیے۔ صرف اہل مکہ نے ہی نہیں بلکہ دور دور کے لوگوں نے یہ معجزہ دیکھا۔ اور اس کی تصدیق کی۔
دم عیسیٰ	خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا

تلمیحات	ان کے متعلق قصے
	کیا تھا۔ آپ کے دم کے اثر سے سخت امراض حتیٰ کہ کوڑھ وغیرہ بھی اچھے ہو جاتے تھے۔
چاہ بابل	ہاروت اور ماروت دو فرشتوں کو خدا نے زمین پر اُتارا تھا۔ اور مختلف عملیات کا علم دیا تھا۔ یہاں ان سے چند قصور سرزد ہوئے۔ تو سزا یہ ملی کہ وہ بابل کے کنوئیں میں قید کر دیئے گئے۔
ہفت خوان رستم	ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو مازندران کے بادشاہ نے قید کر دیا تھا۔ رستم ان کو چھڑانے چلا۔ قریب کا راستہ سات دن کا تھا۔ مگر سخت خطرناک بلاؤں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ رستم نے یہی راستہ اختیار کیا۔ دن بھر خطرات کو دور کر کے جب منزل پر پہونچتا تھا تو شکرانہ میں عام دعوت دیتا تھا۔ اس لئے یہ نام پڑ گیا۔
جام جم	جمشید بادشاہ ایران بڑی شان و شوکت کا بادشاہ گزرا ہے۔ اسی نے شراب ایجاد کی تھی۔ اس کے جام میں یہ خاصیت تھی کہ گھر بیٹھے تمام عالم کے واقعات معلوم ہو جاتے تھے۔

غرض اسی طرح کچھ واقعات ہیں جن سے متعلق تلمیحات عام طور پر نظم و نثر میں پائی جاتی ہیں۔ ہم کچھ اور تلمیحات لکھتے ہیں۔ ان کی بابت قصے معلوم کرو۔

مارِ ضحاک ۔ اسفندیار روئیں تن ۔ سدِ سکندری ۔ یاجوج ماجوج ۔ آئینہ سکندری ۔ توبۂ آدم ۔ طوفانِ نوح ۔ کوہِ جودی ۔ بہمن کا اژدہے کے منہ میں جانا ۔ بیژن کا کنوئیں میں قید ہونا ۔ سحرِ سامری ۔ من و سلویٰ ۔ ید بیضا ۔ وادیٔ ایمن ۔ طورِ سینا ۔ عصائے موسیٰ ۔ مسیحائی کرنا ۔ خوابِ زلیخا ۔ بادشاہِ مصر کا خواب جس کی تعبیر حضرت یوسف نے دی تھی ۔ حسنِ یوسف ۔ گنجِ قارون ۔ مور اور سانپ کی دشمنی ۔ ہفت خوانِ اسفندیار ۔ حضرت خضر اور حضرت موسیٰ کی ملاقات ۔ حضرت خضر کا سکندر کو آبِ حیات کے چشمہ پر لے جانا ۔ ماہیٔ یونس ۔ خاتمِ سلیمانی ۔ بلقیس کا تخت ۔ ہدہد کی نامہ بری ۔ اسمِ اعظم ۔ لحنِ داؤدی ۔ آتشِ نمرود ۔ فرعون کا غرق ہونا ۔ جنتِ شداد ۔ الموت کی جنت ۔

جس طرح تلمیح سے کسی تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے ۔ اسی طرح کبھی مختلف علوم و فنون کی خاص اصطلاحوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔ اس قسم کی تلمیحوں کو ہم نے بالقصد چھوڑ دیا ہے ۔ آگے چل کر تم خود بخود معلوم کر لو گے ۔

ضرب الامثال

اب تھوڑی سی کہاوتیں جمع کی جاتی ہیں ۔ ان کے معنی سمجھو اور ان کو جملوں میں استعمال کر کے ان کا صحیح محل جانو ۔

آپ ڈال ڈال تو میں پات پات | آپ ڈوبے تو جگ ڈوبا ۔

آپ کا سر بجائے قرآن ہے۔
آپ کی خفت میرے سر آنکھوں پر
اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت
اپنا اپنا گھولوا اپنا اپنا پیو
اچھے گھر بینا دیا۔
اس کے دینے کے ہیں ہزاروں ہاتھ
اونچی دکان پھیکا پکوان
اوس چاٹے پیاس نہیں بجھتی
ایک انار سو بیمار
ایک چپ لاکھ بلا کو ٹالتی ہے
منہ سے نکلی ہوئی پرائی بات
باسی بچے نہ کتا کھائے۔
بد اچھا بدنام برا
پانچوں انگلیاں گھی میں
بھوئیاں بھوئیاں تالاب بھر جاتا ہے
تری آواز مکے اور مدینے
تمہارے منہ میں گھی شکر
تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو
ٹھٹھیرے ٹھٹھیرے بدلائی

آپ کا بایاں قدم چومتا ہوں
آٹے کے ساتھ گھن بھی پس گیا۔
ابھی دلی دور ہے
اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ۔
اچھے ہیں پر خدا کام نہ ڈالے
اکیلی تو لکڑی بھی نہیں جلتی
اندھا کیا چاہے دو آنکھیں
اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ
ایک اور ایک گیارہ ہوتے ہیں۔
ایک ہاتھ تالی نہیں بجتی
تندرستی ہزار نعمت ہے
بتیس دانتوں میں زبان
بڑے بول کا سر نیچا
پتھر کے کیڑے کو بھی خدا دیتا ہے
تجھ سے پھرے تو خدا سے پھرے
تل اوٹ پہاڑ
جان ہے تو جہان ہے
تھکا اونٹ سرائے کو دیکھتا ہے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔

جتنا بڑا اتنا کڑا

جتنا چھوٹا اتنا کھوٹا

جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا

جو گرجتے ہیں برستے کم ہیں

جیسا دیس ویسا بھیس

چھوٹا منہ بڑی بات

خدا مہربان تو جگ مہربان

خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے

دیکھئے اونٹ کس کل بیٹھے

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا

زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

سارے جہان میں اونٹ بدنام

ستر چوہے کھا کے بلی حج کو چلی

شملہ بمقدار علم

آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا

فقیر کی صورت سوال ہے

کاٹو تو لہو نہیں بدن میں

کالے کا کاٹا پانی نہیں مانگتا

جتنا چھانو اتنا کرکرا

جتنے منہ اتنی باتیں

جماعت سے کرامت ہے۔

جہاں گل ہے وہاں خار بھی ہے

جیسی روح ویسے فرشتے

خدا کی باتیں خدا ہی جانے

خدا گنجے کو ناخن نہ دے

دور کے ڈھول سہاونے

دینے کے ہزاروں ہاتھ ہیں

ڈھاک کے تین بات

زبردست کا ٹھینگا سر پر

زمیں سخت ہے آسماں دور ہے

سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہے

سو سنار کی ایک لوہار کی

ظالم کی داد خدا کے گھر

فرشتوں کے پر جلتے ہیں

کالے تلوار نام سپاہی کا

کاغذ کی ناؤ کب تک بہے گی

کالے کے آگے چراغ نہیں جلتا

کبھی گھوڑے کے بھی دن پھرتے ہیں	کرتے کی بد یا ہے
کس برتے پر یہ تتا پانی	کسی کا گھر جلے اور کوئی تاپے
کھری مزدوری چوکھا کام	گڑ سے جو مرے تو زہر کیوں دو
گھر پھونک تماشا دیکھا	گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر	لگا تو تیر نہیں تو تکا
لینے کے دینے پڑ گئے	مارے اور رونے نہ دے
مرتے کو ماریں شاہ مدار	ملا کی دوڑ مسجد تک
مینڈک کی کو بھی لو زکام ہوا	ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا
نام بڑا درشن چھوٹے	نقار خانے میں طوطی کی صدا کون سنتا ہے
نو نقد نہ تیرہ ادھار	نیکی برباد گنہ لازم
ولی کو ولی پہچانتا ہے	ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

متروک الفاظ

ہر زبان میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں ۔ اردو میں بھی گزشتہ عرصہ میں بہت تغیر ہوئے ہیں ۔ جو الفاظ ایک زمانے میں رائج رہے ہوں اور پھر ترک کر دیے جائیں متروک کہلاتے ہیں ۔ ایسے الفاظ سے پرہیز کرنا چاہیے ۔ معمولی الفاظ کے سوا فعل اور صفت کی جمع لانے کا طریقہ بھی اب بدل گیا ہے ۔ ذیل میں متروک الفاظ کی فہرست لکھ کر ان کے بالمقابل وہ لفظ لکھے جاتے ہیں جو اب رائج ہیں ۔ اس لئے یہی فصیح ہیں ۔

متروک الفاظ کا استعمال اب غلط سمجھا جاتا ہے۔ مگر پرانے زمانہ میں یہی لفظ ٹکسالی زبان تھے۔

متروک	رائج	متروک	رائج
سوں	سے	تجھ لب کی	تیرے لب کی
سیتی	سے	نمن	مثل
ہمن کوں	ہم کو	جگ	دنیا
جگ منے	دنیا میں	بچن	کلام
بر منے	بر میں	نت	ہمیشہ۔ بہت
بلبلاں	بُلبلیں	مکھ	منہ
ٹک	ذرا	رل گیا	مل گیا
تدھر	اُدھر	تنک	ذرا
ایکوں	ایک	تدبھی	تب بھی
تالک	تک	ڈھائے کر	ڈھاکر
ہم پاس	ہمارے پاس	نگر	شہر۔ ملک
زور	بہت	چلیاں	چلیں
بہنے لاگا	بہنے لگا	جیوڑا	جی
لوہو	لہو	باجتا ہے	بجتا ہے
کنہوں	کسی	گھسنا	گھسنا
نیچ	میں۔ اندر	ہلنا	ہلنا

متروک	رائج	متروک	رائج
بستار	طریقہ	کڑیاں ساعتیں	کڑی ساعتیں
بگانہ	بیگانہ	بل گیا	صدقہ گیا
دوانہ	دیوانہ	من	دل
بھیتر	اندر	دھیر	آہستہ
مجھ دل	میرا دل	پروڑھا	پراٹھا
سریجن	معشوق	اُور	طرف
پیتم	معشوق	بھیچک	حیران
موہن	معشوق	جانے ہارا	جانے والا
انجھواں	آنسو	فرماتتا ہے	فرماتا ہے
بھواں	بھویں	تیکوں	کو
پلکاں	پلکیں	مرے ہے	مرتا ہے
نین	آنکھ	تیں	تو نے
یوہ	یہہ	ایدھر	اِدھر
سجن	معشوق	اودھر	اُدھر
بل گیا	جل گیا	میں	میں نے
دوش اوپر	دوش پہ	کنے	پاس
جیدھر	جدھر	سیس	سر
برا مانے	برا مانتے ہو	آئے ہے	آتا ہے

متروک	رائج	متروک	رائج
کسو	کسے	بھاریاں	بھاری
کبھو	کبھی	آئیاں	آئیں
جیوں	جوں	آتیاں تھیں	آتی تھیں
جنھوں کے	جن کے	تس پر	اس پر
پوچھو ہو	پوچھتے ہو	جوریوں نے	جوروں نے
کیدھر	کدھر	رونٹ مارنا	گھونگٹ نکالنا
جانوں ہوں	جانتا ہوں	تئیں	لئے۔ واسطے تک

علاوہ بریں قدیم زمانہ میں بعض الفاظ کا املا بھی مختلف تھا۔ جیسے

متروک املا	رائج املا	متروک املا	رائج املا
کوں	کو	تجھ سیں	تجھے
سیں	سے	تسبی	تسبیح
توں	تو	اس سیں	اس سے
مجھ سیں	مجھے	تو نیں	تو نے
اُنے	اُس نے	جنے	جس نے
تجھ کوں	تجھ کو	مجھ کوں	مجھ کو
کسو	کسے	کبھو	کبھی

جو کچھ تھا اس زمانہ میں غلط نہ تھا بلکہ فصیح اور صحیح تھا۔ مگر اب یہی قابل اعتراض ہے۔ انسان کو زمانہ کی رفتار کے ساتھ چلنا چاہیے۔ زبان کے

معاملہ میں بھی یہی اصول چلتا ہے۔ اس لئے ہم سب کو بھی اسی کی پابندی لازم ہے۔

روزمرہ

"خاص اہل زبان کے روزمرہ بول چال یا اسلوب بیان کا نام" روزمرہ ہے۔ یہ ہمیشہ دو یا زیادہ الفاظ میں پایا جائے گا۔ اس میں محاورہ کے خلاف یہ ضروری نہیں کہ الفاظ کا استعمال ہمیشہ معنی مجازی ہی میں ہو۔ جیسے آئے دن۔ بول چال۔ جان پہچان۔ پا نشات۔ تپ آنا۔ بخار چڑھنا۔ سوال کرنا۔ بسیرا لینا۔

نثر اور نظم میں ہر جگہ روزمرہ کی پابندی لازمی ہے۔ جہاں روزمرہ نہ پایا جائے گا، عبارت یا شعر فصاحت سے گر جائے گا۔ ایک لفظ کے قیاس پر دوسری جگہ اسی طرح کی ترکیب بنا لینا غلط ہے۔ جب تک یہ نہ تحقیق ہو جائے کہ اہل زبان اسی طرح استعمال کرتے ہیں اسے روزمرہ نہیں کہا جا سکتا۔ مثلاً آئے دن کے قیاس پر آئے روز یا آئے رات غلط ہوگا۔ یا بخار چڑھنا کے قیاس پر نمونیہ چڑھنا۔ ہیضہ چڑھنا بالکل حماقت ہے۔ مشہور لوگوں سے روزمرہ میں غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ چند مثالیں دیکھو۔

ا۔ بادہ خواروں پر عنایت چاہیئے پیر مغاں
ان مریدوں کو بھی اپنے رنگ میں اے پیر کھینچ (ناسخ)

رنگ میں کھینچنا غلط ہے۔ رنگ میں رنگنا بولا جاتا ہے۔

۲۔ موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی
فرعون کو تو نے غرق کیا رودِ نیل کا (آتش)

رودِ نیل کا غلط ہے۔ رودِ نیل میں کہنا چاہیئے تھا۔

۳۔ کیا چشمِ مست یار سے تشبیہ دیجئے
کیفیت نگاہ نہیں جام کے لئے (آتش)

جام کے لئے روزمرہ کے خلاف ہے۔ جام میں ہونا چاہیئے۔

۴۔ بہارِ گلستاں کی ہے آمد آمد
خوشی پھرتے ہیں باغباں کیسے کیسے (آتش)

خوشی کی جگہ خوش خوش ہوتا تو صحیح تھا۔

۵۔ سو گئے جب بخت تب بیدار آنکھیں ہو گئیں۔
ہو گئیں کی جگہ ہوئیں ہونا چاہیئے۔

۶۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ کیا ہوا۔
کیا ہوا کی جگہ کیا ہو گیا صحیح ہے۔

۷۔ ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی (غالب)

ہماری خبر غلط ہے۔ اپنی خبر روزمرہ کے مطابق ہوتا۔

۸۔ امیر المومنین اگر اور چند روز خبر نہ لیتے تو اس ملک کے تباہ ہونے میں کوئی بات نہیں اٹھا رہی تھی۔ (شرر)

"کوئی بات نہ اٹھا رکھنا" کسی کی بربادی و خواری میں پوری کوشش

کرنے کے معنوں میں آتا ہے اور ہمیشہ متعدی ہوتا ہے۔ اس جملہ میں لازم استعمال ہوا ہے اس لئے روزمرہ کے خلاف ہے۔

۹۔ اس تختہ کے بعد ایک بہت بڑی جھیل تھی جو ہر وقت ہر موسم میں لہریں لیا کرتی تھی۔ (شرر)

لہریں مارا کرتی تھی روزمرہ ہے۔

۱۰۔ بعض جگہ فقیر اور جوگی نئی نئی وضعوں اور وحشتناک دھجوں میں بادلوں کی جٹائیں بنائے اور بھبوت رمائے ہوئے ملتے۔ (شرر)

بھبوت رمانا غلط ہے۔ دھونی رمانا اور بھبوت ملنا روزمرہ ہے۔

اب چند ایسی مثالیں دیکھو جو روزمرہ پر پوری اترتی ہیں۔

۱۔ رونے سے اور عشق میں بیباک ہوگئے
دھوئے گئے ہم ایسے کہ بس پاک ہوگئے (غالب)

۲۔ گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آئے
اٹھا اور اٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لئے (")

۳۔ نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں (انشا)

۴۔ لاکھ دینے کا ایک دینا ہے
دل بے مدعا دیا تو نے (داغ)

۵۔ تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا (مومن)

۶۔ لائی حیات آئے۔ قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے۔ نہ اپنی خوشی چلے (ذوق)

۷۔ تکلف سے بری ہے حسن ذاتی،
قبائے گل میں گل بوٹا کہاں ہے (آتش)

۸۔ وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں دیکھتے تو ہیں
میں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں (امیر)

۹۔ اللہ رے گردش ایام جدائی
کم صبح قیامت سے نہیں شام جدائی (داغ)

۱۰۔ سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا (آتش)

تیسرا باب

نظم و نثر

اشعار کی تقطیع

قدیم شاعروں نے عربی زبان کے چند الفاظ ایک ہی مادے (ف ع ل) سے بنے ہوئے مقرر کر لئے ہیں۔ اور ان کو مختلف طور سے ترتیب دیکر بہت

سے مصرع بنالئے ہیں۔ ان مصرعوں کو بحر کہتے ہیں۔ یہ بحریں اس بات کے جانچنے کے لئے ہیں کہ کوئی مصرع واقعی طور پر نظم ہوگیا یا نہیں۔ یہ جانچ اس طرح ہوتی ہے کہ کسی اردو کے مصرع کے برابر جو کسی کا مصرع یا بحر ہے، اس بحر کے الفاظ کے برابر برابر اردو مصرع کے الفاظ کاٹ کر رکھتے ہیں۔ اس کاٹنے کو تقطیع کہتے ہیں۔ (تقطیع کے معنی قطع کرنا۔ ٹکڑے کرنا)۔

تقطیع کے لئے چند قاعدے یاد کرنے چاہئیں:۔

۱۔ جو حروف پڑھے جاتے ہیں صرف وہی تقطیع میں آتے ہیں، جو نہیں پڑھے جاتے چھوڑ دئے جاتے ہیں۔ مثلاً بالکل کا الف نہیں پڑھا جاتا تو تقطیع میں اس کو بلکل سمجھیں گے۔ اسی طرح خود کی جگہ خد۔ عبد الصمد کی جگہ عبد صمد

۲۔ لفظ کے آخر میں نون غنہ ہو تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ مثلاً دلِ ناداں کو دلِ نادا سمجھیں گے۔

۳۔ ہائے مخلوط بھی تقطیع میں خارج کردی جاتی ہے۔ مثلاً گھر کو گر سمجھتے ہیں۔

۴۔ واو عطف اگر کھینچ کر پڑھا جائے تو اس کو واوِ معروف کے برابر مانیں گے۔ اور اگر کھینچ کر نہ پڑھا جائے تو چھوڑ دیا جاتا ہے اور اس سے پہلے حرف کا پیش قائم رکھا جاتا ہے۔ مثلاً علم و عمل چاہیے انسان کو۔

۵۔ کسرۂ اضافت اگر کھینچا جائے تو (ے) شمار ہوتا ہے، مثلاً "کیا ہوا ہے تجھے دلِ ناداں" (دلے ناداں)۔ ورنہ صرف زیر رہتا ہے۔ جیسے "دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے"

۶۔ مصرع کے درمیان میں دو ساکن حرف پاس پاس ہوں تو دوسرے کو متحرک کر دیتے ہیں مثلاً تدبیر سے قسمت کی بُرائی نہیں جاتی ۔ آخرِ مصرع میں جمع ہوں تو باقی رہتے ہیں ۔

۷۔ تین ساکن وسطِ مصرع میں ہوں تو دوسرے کو متحرک کر دیتے ہیں اور تیسرے کو ترک ۔ اور آخر میں ہوں تو پہلے دونوں ساکن رہتے ہیں اور تیسرا حذف کر دیا جاتا ہے ۔ مثلاً

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست

= غالب ندیم دوس سے آتی ہے بوے دوس

۸۔ حرف مشدّد تقطیع میں دو حرف ہو جاتے ہیں یعنی محبّت = مَحَب بَت

۹۔ ہائے مختفی یعنی نامہ، خیمہ، وغیرہ کی (ہ) اکثر صاف نہیں پڑھی جاتی اور گرا دی جاتی ہے ۔ اگر پڑھی جائے تو شمار ہو گی ۔ اسی طرح (کہ) (چہ) (یہ) (وہ) میں ۔

اسی طرح اور بھی بہت سے قاعدے ہیں ۔ سب کا سمجھنا اور یاد رکھنا تمہارے لئے دشوار ہو گا ۔ اب تقطیع کی مثالیں دیکھو ۔

مثالِ اول " دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے " اس مصرع میں ناداں کا نون غنہ تجھے کی ھ اور کیا کی ی تقطیع میں نہ آئیں گی ۔ اس لئے کہ بغیر ان کے بھی مصرع ٹھیک رہتا ہے ۔ اس لئے ان کو نکال کر مصرع یوں رہیگا

دلِ نادا تجھے ہوا کا ہے

اس کی بحر ہوئی ۔ فِعِلاتُنْ مَفَاعِلُنْ فَعْلُنْ

تقطیع یہ ہوگی :-

فَعِلاتُن	مَفاعِلُن	فَعِلُن
دلِ نادا	تجھے ہوا	کا ہے

دیکھیے کہ پہلے لفظ (فعلاتن) میں چھ حرف ہیں جن میں پہلا، دوسرا، تیسرا متحرک ہے۔ چوتھا ساکن۔ پانچواں متحرک، چھٹا ساکن۔ اسی طرح (دلِ نادا) میں حرفوں کی تعداد اور حرکت و سکون کی ترتیب بالکل وہی ہے۔ یہی ہونا چاہیے کہ بحر اور مصرع کے متقابل الفاظ میں متحرک کے مقابلے میں متحرک اور ساکن کے مقابلے میں ساکن ہو۔ زبر اور زیر اور پیش تینوں حرکتیں ہیں اس لئے زبر کے مقابلے میں زیر یا پیش اور زیر کے مقابلے زبر یا پیش اور پیش کے مقابلے میں زبر یا زیر آجائے تو کچھ ہرج نہیں۔ حرکت کے مقابلے میں سکون نہ آنا چاہیے نہ سکون کے مقابلے میں حرکت۔ اسی طرح اس مصرع کے باقی دونوں ٹکڑوں پر غور کر لو۔

مثال دوم۔ خدا کی دین ہے غم ہو کہ شادی   یہ بندے لائے ہیں کیا اپنے گھر سے

بحر	مَفاعِیلُن	مَفاعِیلُن	فَعُولُن
تقطیع	خدا کی دے یِ بندے لا	نَ ہے غم ہو ءِ ہے کا اَپ	کِ شادی نِ گر سے

دیکھو۔ پہلے مصرع میں صرف دو جگہ تقطیع کی خاطر تغیّر کرنا پڑا۔ یعنی (دین) میں دو ساکن تھے اس لئے دوسرے ساکن (ن) کو متحرک کر دیا۔ اور (کہ) کی ہائے مختفی نہ پڑھی جاتی تھی اس لئے اس کو گرا دیا۔ لیکن دوسرے مصرع میں پانچ جگہ تصرّف کرنا پڑا۔

(۱) یہ کی (ہ) صاف نہیں پڑھی جاتی - اس کو گرا دیا -

(۲) لائے میں (ے) صاف نہیں پڑھی جاتی - صرف (ہمزہ) کا زیر پڑھا جاتا ہے اس لئے (ے) گرا کر (ئ) کا زیر باقی رکھا -

(۳) ہیں کا نون غنہ گرا دیا -

(۴) کیا کی (ی) نہیں پڑھی جاتی - اس کو گرا دیا -

(۵) اپنے کی (ے) نہیں پڑھی جاتی اس کو بھی گرانا پڑا -

(٦) گھر کی ہائے مخلوط (ھ) بھی گرا دی -

مثال سوم - غنی کر رہی ہے محبت کی دولت
مرے حوصلے سے سوال رہا ہے

بحر	فعولن	فعولن	فعولن	فعولن
تقطیع	غنی کر	رہی ہے	محبت	کِ دولت
	مرے حو	صلے سے	سوال	رہا ہے

یہاں صرف (کی) کی (ی) صاف نہ پڑھی جاتی ہے اس لئے اس کو گرا دیا - باقی تمام شعر کے سب الفاظ بدستور اپنے اصلی تلفظ کے ساتھ قائم رہے -

اب یہ جانو کہ عربی زبان کے (ف - ع - ل سے بنے ہوئے) مادے دس لفظ ہیں جن کو ارکان کہتے ہیں - انہی سے ترتیب پا کر تمام بحریں بنتی ہیں :-

فعولن - فاعلن - مستفعلن - مفاعلتن - متفاعلن - فاعلاتن - مفعولات مفاعیلن - مس تفع لن - فاع لاتن -

ان ارکان میں جن قاعدوں کے ماتحت تغیر و تبدل ہوتا ہے ان کو زحاف کہتے ہیں ۔ کل بحریں انیس ہیں ۔ جن میں سے بعض عربی کے ساتھ اور بعض فارسی کے ساتھ مخصوص ہیں ۔ اردو میں عام طور پر جو بحریں استعمال ہوتی ہیں یہ ہیں :۔

متقارب ۔ متدارک ۔ ہزج ۔ مضارع ۔ رجز ۔ رمل ۔ کامل ۔ خفیف ۔ مجتث

جس بحر کے شعر میں ارکان کی آٹھ دفعہ تکرار ہو وہ مثمن ۔ جس میں چھ دفعہ تکرار ہو وہ مسدس ۔ اور جس میں چار ارکان آئیں وہ مربع کہلاتی ہے ۔ اب ذیل کے نقشہ سے ان بحروں کے اوزان اور مثالوں کا اندازہ کرو اور سب کی تقطیع کرکے مشق کرو :۔

بحر	وزن	مثال
۱ ۔ متقارب	فعولن فعولن فعولن فعولن	کبھی کی تھی جو اب دوا کیجیے گا مجھے پوچھکر آپ کیا کیجیے گا (حسرت)
۲ ۔ متدارک	فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن	جب عرب کی چمن سے وہ نور خدا ہر طرف جلوہ اپنا دکھانے لگا (اکبر)
۳ ۔ ہزج	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن	سوال وصل پر ہلنا پریدہ تیری ابرو کا اشارہ ہے برات عاشقاں بر شاخ آہو کا (ناسخ)
۴ ۔ مضارع	مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن	میں اور بزم مے سے یوں تشنہ کام آؤں گر میں نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا (غالب)

بحر	وزن	مثال
۵۔ رجز	مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن	عالم کی میں نے سیر کی مجھکو جو خوش آیا تو میر سب سے رہا محفوظ تو تجھکو نہ بھایا ایک میں (میر)
۶۔ کامل	متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن	مرے دل کو شوق فغاں نہیں مرے لب تک آتی دعا نہیں وہ دہن ہوں جس میں زباں نہیں وہ جرس ہوں جس میں صدا نہیں (آتش)
۷۔ رمل	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن	اے دل نا عاقبت اندیش ضبط شوق کر کون لا سکتا ہے تاب جلوۂ دیدار دوست (غالب)
۸۔ خفیف	فاعلاتن مفاعلن فعلن (یا فعلان)	نازکی اس کے لب کی کیا کہیے پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے (میر)
۹۔ مجتث	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن	پلا دے اوک سے ساقی جو ہم سے نفرت ہے پیالہ گر نہیں دیتا نہ دے شراب تو دے (غالب)

ہم نے ہر بحر کا صرف ایک وزن لکھ دیا ہے۔ ورنہ ایک ایک کے کئی کئی اوزان آتے ہیں۔ مثلاً بحر ہزج کے چوبیس وزن ہیں۔ ان میں سے اکثر بحریں مسدس اور مثمن دونوں طرح استعمال ہوتی ہیں۔ زحاف شدہ صورتوں میں بحروں کی صورت اس قدر بدل جاتی ہے کہ مبتدی کو تمیز دشوار ہے یہاں تمہارے مانوس ہونے کے لئے اسی قدر کافی ہے۔

کنایہ و مجاز مرسل

کلام کا صحیح، سلیس، با محاورہ، مانوس ہونا فصاحت کہلاتا ہے۔ اور کلام کے

مطابق محل اور مناسب موقع ہونے کو بلاغت کہتے ہیں۔ یعنی قائل ایسے الفاظ اور جملے استعمال کرے جو اُن جذبات وکیفیات (خوشی، رنج، جوش، امید، یاس وغیرہ) کے اظہار یا پیدا کرنے کے لئے موزوں اور مناسب ہوں جن کا اس وقت موقع ہے۔

کلام میں بلاغت پیدا کرنے یعنی حسب موقع بنانے کے لئے کبھی ضرورت ہوتی ہے کہ الفاظ کے حقیقی واصلی معنی چھوڑ کر مجازی معنی مراد لئے جائیں۔

اگر حقیقی اور مجازی معنوں میں باہم علاقہ، تشبیہ ہو تو استعارہ کہتے ہیں۔ اور اگر تشبیہ کے علاوہ کوئی اور تعلق ہو تو مجاز مرسل کہتے ہیں اور اگر کوئی علاقہ نہ ہو تو کنایہ کہتے ہیں۔

استعارہ اور مجاز مرسل میں صرف مجازی معنی مراد ہوتے ہیں، حقیقی معنی مراد نہیں ہو سکتے اور کنایہ میں حقیقی ومجازی دونوں معنی مراد لئے جا سکتے ہیں۔

لہٰذا مجاز مرسل کی پہچان یہ ہے کہ اس میں کسی لفظ کے مجازی معنی مراد لئے جاتے ہیں اور حقیقی معنی مراد نہ لئے جانے پر کوئی قرینہ ہوتا ہے اور حقیقی ومجازی معنوں میں تشبیہ کے علاوہ کسی اور قسم کا علاقہ ہوتا ہے۔

اور کنایہ کی پہچان یہ ہے کہ اس میں چونکہ حقیقی معنی مراد نہ لے سکنے پر کوئی قرینہ نہیں ہوتا اس لئے حقیقی ومجازی دونوں معنی مراد لینا جائز ہوتا ہے۔ اور ان دونوں معنوں میں تشبیہ کا یا اور کسی قسم کا تعلق نہیں ہوتا۔

مجاز مرسل کی مثال (۱) "گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں"

ہاتھ آنے سے مراد ہے قبضہ میں آنا۔ ہاتھ کے دو معنی ہیں۔ اصلی ہاتھ اور قبضہ۔

یہاں مجازی معنی قبضہ کے مراد ہو سکتے ہیں۔ حقیقی معنی ہاتھ کے مراد نہیں ہو سکتے اور مراد نہ ہو سکنے پر وقت کا لفظ قرینہ ہے۔ یعنی وقت ہاتھ سے پکڑنے کی چیز نہیں ہے۔ اور حقیقی و مجازی معنوں میں تشبیہ کا علاقہ نہیں ہے۔ یعنی ہاتھ کو قبضہ سے یا قبضہ کو ہاتھ سے تشبیہ نہیں دے سکتے۔ لیکن پھر بھی دونوں میں ایک قسم کا تعلق ہے۔ وہ کیا؟ ہاتھ سبب ہے قبضہ کا۔ جس چیز کا کوئی سبب ہوتا ہے اس کو مُسبَّب کہتے ہیں۔ تو اس مثال میں سبب (ہاتھ) بول کر مُسبَّب (قبضہ) مراد لیا ہے۔

مجازِ مرسل کی مثال (۲) ہم نے بھی چھین کے بوتل پی لی

بوتل سے مراد وہ چیز ہے جو بوتل کے اندر ہے۔ بوتل تو پینے کی چیز نہیں۔ بوتل ظرف ہے اور جو چیز اس کے اندر ہے وہ مظروف۔ یہاں ظرف بول کر مظروف مراد لیا ہے۔ یہ علاقہ ظرفیت کہلاتا ہے۔ جو علاقۂ تشبیہ سے الگ ایک چیز ہے۔

کنایہ کی مثال (۱) اکدم جو شجر سے گر پڑا وہ
افتاد کو سوچنے لگا وہ

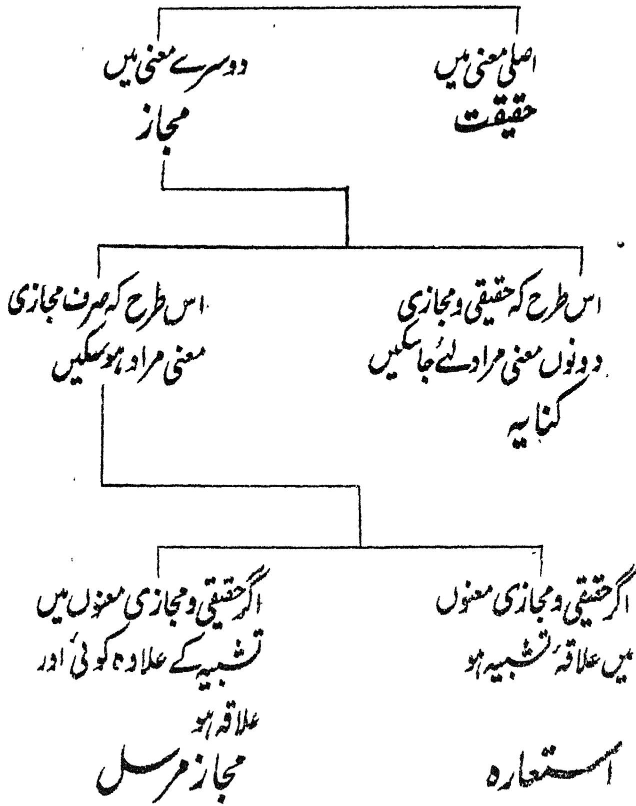
افتاد سے مراد ہے مصیبت۔ لیکن چونکہ کوئی قرینہ ایسا نہیں ہے کہ حقیقی معنی مراد نہ ہو سکیں اس لیے حقیقی معنی (گرنا) اور مجازی معنی (مصیبت) دونوں مراد لے سکتے ہیں۔

کنایہ کی مثال (۲) دست گیری کرو ضعیفوں کی

دست گیری سے مراد ہے مدد کرنا۔ لیکن حقیقی معنی (ہاتھ پکڑنا) بھی مراد لینا

جائز ہے۔ کوئی وجہ مانع نہیں ہے۔
ذیل کے نقشہ سے اک نظر میں حقیقت۔ مجاز۔ کنایہ۔ استعارہ۔ مجاز مرسل سب ذہن میں آجائیں گے۔

لفظ کا استعمال



صنایع و بدایع

صنایع لفظی

صنایع لفظی یوں تو بہت ہیں لیکن زیادہ اہم یہاں لکھی جاتی ہیں :-
ا۔ تجنیس وہ صنعت ہے کہ دو لفظ تلفظ میں مشابہ ہوں اور معنی میں مغایر۔
اس کی کئی قسمیں ہیں۔ حسب ذیل پانچ قسموں کا یاد کرنا ضرور ہے۔
(الف) تجنیس تام جس میں دونوں لفظ حرفوں کی ترتیب، تعداد، نوع اور حرکت میں متفق ہوں اور معنی میں مختلف۔ جیسے (انشا)

کہا دل نے مرے دیکھی جو وہ مانگ　　کہ ہے یہ رات آدھی کچھ دعا مانگ

(ب) تجنیس مرکب جس میں دونوں لفظوں میں سے ایک تو مفرد ہو اور دوسرا مرکب جیسے (ذوق)

کہا جی نے مجھے یہ ہجر کی رات　　یقیں ہے صبح تک دیگی نہ جینے

(ج) تجنیس خطی جس میں دونوں لفظ نوع، حرکت اور نقطوں کے لحاظ کے بغیر مشابہ صورت رکھتے ہوں۔ جیسے عرق، وغرق۔ حظ و خط۔
(د) تجنیس زائد جس میں دونوں لفظوں میں سے ایک میں اول۔ آخر یا درمیان میں ایک حرف زیادہ ہو۔ جیسے سور و سرور۔ بات و نبات۔ پیمان و پیمانہ۔
(ہ) تجنیس مضارع جس میں دونوں لفظوں میں کوئی ایک حرف مختلف ہو لیکن قریب المخرج یا متحد المخرج ہونا ضرور ہے۔ جیسے طور و صور۔ بہر و بحر۔ تار و تان۔

۲- **استقاق** وہ صنعت ہے جس میں چند ایسے الفاظ لائے جائیں جو ایک ہی مادہ سے مشتق ہوں - اور باعتبار معنی کے بھی موافقت رکھتے ہوں - جیسے (احسان)

اے بخت تو جاگ اور جگا ہم کو کہ پھر ہم — جاگیں گے نہ تا حشر جگائے سے کسی سے

۳- **شبہ اشتقاق** وہ صنعت ہے جس میں کلام میں چند ایسے لفظ لائے جائیں جن کے ماخذ علیحدہ علیحدہ ہوں لیکن بظاہر ایک مادہ سے مشتق نظر آئیں جیسے (انیس)

کبھی زینب کا ہے غم گاہ سکینہ کا خیال ،
دن جو ڈھلتا ہے تو حضرت ہوئے جاتے ہیں نڈھال

۴- **قلب** وہ صنعت ہے جس میں کچھ الفاظ اس طرح آئیں کہ ان لفظوں کے حروف ایک ہوں لیکن ترتیب میں فرق ہو - اس کی تین ضروری قسمیں ہیں -

(الف) **قلب کل** جس میں سب حروف علی الترتیب الٹ گئے ہوں جیسے کلام و مالک - روح و حور -

(ب) **قلب بعض** جس میں لفظ کے صرف بعض حروف کی ترتیب منعکس ہو - جیسے علم و عمل - قرابت و رقابت -

(ج) **قلب مستوی** جس میں ایک لفظ یا فقرے یا مصرعے یا شعر کے الٹنے سے وہی چیز پھر حاصل ہو جائے - جیسے درد - نادان - شاباش - آنا جانا -

(مصرعہ) دبیر — آرام ہمارا ہے یہ آرام ہمارا

۵ **سیاقۃ الاعداد** وہ صنعت ہے جس میں کلام میں اعداد کا ذکر آئے خواہ ترتیب وار ہوں یا بے ترتیب - جیسے (انیس)

کشتے تھے ایک ضرب میں دو ہوں کہ چار ہوں — ششدر تھے سب کہ موت سے کیونکر دو چار ہوں

۶۔ منقوطہ وہ صنعت ہے جس میں کلام میں جس قدر حروف ہوں سب نقطہ دار ہوں جیسے (دبیر)

نے تیغ نے شقی بچے نے تیغ زن بچے بنی بچی نہ چین جبین نے ذقن بچے

۷۔ غیر منقوطہ وہ صنعت ہے جس میں کلام میں جس قدر حروف ہوں سب بغیر نقطہ کے ہوں۔ جیسے (انشا)

اور کس کا آسرا ہو سرگروہ اس راہ کا آسرا اللہ اور آل رسول اللہ کا

۸۔ معما وہ صنعت ہے جس میں کلام سے کوئی اسم یا عبارت حاصل ہوتی ہے اور اس کے حل کی طرف وہیں لفظ یا حرف اشارہ کرتا ہے۔ جیسے (مومن)

بنے کیونکر کہ ہے سب کار اُلٹا ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

ہم۔ بات اور یار کو الٹو تو مقلوب صورت میں مہتاب رائے نام حاصل ہوا۔

۹۔ تاریخ وہ صنعت ہے جس میں کسی فقرہ یا مصرعہ وغیرہ سے مکتوبی حروف کے عددوں سے ابجد کے حساب سے اس واقعہ کا سال معلوم کرتے ہیں۔ ابجد کے حروف بقید اعداد یہ ہیں۔ ابجد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰

ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ۔
۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

جیسے محمد عظیم الحق جنیدی ایک تاریخی نام ہے جس سے ۱۳۲۸ ہجری سال پیدائش نکلتا ہے۔ شیخ ناسخ نے میر کے انتقال پر تاریخ کہی تھی ع

جس سے ۱۲۲۵ ہجری نکلتا ہے۔ یا مثلاً مولوی حامد حسن صاحب قادری نے اپنے بھائی کے ایل۔ٹی پاس کرنے کی تاریخ کہی تھی ع فریدی واہ تم اُستاد نکلے جس سے ۱۳۳۲ ہجری نکلتا ہے۔

صنایع معنوی

صنایع معنوی میں سے ضروری آٹھ صنعتیں یہاں لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ تضاد وہ صنعت ہے جس میں چند ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جن کے معنی میں تھوڑا بہت تضاد اور تخالف ہو۔ جیسے (ذوق)

اٹھایا گاہ اور گاہے بٹھایا　　مجھے بے تابی و بے طاقتی نے

۲۔ مراعات النظیر وہ صنعت ہے جس میں کلام میں چند ایسے الفاظ لائے جائیں جن کے معنی آپس میں تضاد کے علاوہ کوئی اور مناسبت رکھتے ہوں جیسے (انیس)

دنیا دریا ہے اور ہوس طوفان ہے　　مانند حباب ہستی انسان ہے
لنگر ہے جو دل تو ہر نفس بادمراد　　سینہ کشتی ہے ناخدا ایمان ہے

۳۔ ایہام وہ صنعت ہے جس میں ایک لفظ ایسا آئے جس کے دو معنی ہوں ایک قریب دوسرے بعید۔ اور اس جگہ معنی بعید مراد لئے جائیں۔ جیسے (میر)

کعبہ میں جاں بلب تھے ہم دوری بتاں سے
آئے ہیں پھر کے یارو اب کی خدا کے یاں سے

خدا کے گھر سے پھر آنے کے قریبی معنی ہیں بیت اللہ سے واپس آنا۔ اور دوسرے بعید معنی ہیں مرتے مرتے جی جانا۔ اور یہی دوسرے معنی یہاں مراد ہیں۔ دوسری مثال (واسطی)

تشبیہ تیرے چہرۂ روشن سے خاک دیں ہم دیکھتے ہیں شمع کا سارا بدن سفید

بدن سفید ہونے کے قریب معنی ہیں گورا چٹا ہونا جو یہاں مراد نہیں۔ اور بعید معنی برص زدہ ہونا ہیں جو یہاں مراد ہیں۔

۴۔حسن تعلیل وہ صنعت ہے جس میں کسی وصف کے لئے ایک چیز کو کسی چیز کی علت بتاتے ہیں درانحالیکہ وہ حقیقت میں اس کی علت نہیں ہوتی جیسے (انیس) سہ ڈر سے ہوا فرات کی موجوں کو اضطراب

اور آب میں سروں کو چھپانے لگے حباب

موجوں کے اضطراب اور بلبلوں کے سر چھپانے کی وجہ خوف قرار دی ہے درانحالیکہ یہ واقعہ نہیں ہے۔

۵۔عکس وہ صنعت ہے جس میں کلام کے بعض اجزا کو مقدم مؤخر کرنے سے دوسرا فقرہ یا مصرعہ وغیرہ بن جائے اور اس سے علیحدہ معنی پیدا ہوں جیسے (داغ)

ان کو آتا ہے پیار پر غصہ مجھ کو غصہ پہ پیار آتا ہے

۶۔مبالغہ وہ صنعت ہے جس میں کسی امر کو کمی یا زیادتی میں اتنا بڑھا دیا جائے کہ اس سے زیادہ ہونا ممکن نہو۔ مبالغہ اگر عقل سے قریب ہو تو ناپسندیدہ نہیں ہے جیسے (انیس)

گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر ‏ ‏ ‏ بھن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر

۷۔ لف و نشر وہ صنعت ہے جس میں اول چند چیزوں کا ذکر کیا جائے پھر ہر ایک کے مناسب چند اور باتیں آگے بغیر تعین کے بیان کی جائیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) لف و نشر مرتب جس میں مناسبات کی تفصیل اسی ترتیب سے ہوتی ہے جس سے ابتدا میں الفاظ مذکور ہوتے ہیں۔ جیسے (دبیر)

اس رخش سے برق[1] و شرر[2] و شعلہ[3] و سیماب[4] ‏ ‏ ‏ لرزندہ[1] و شرمندہ[2] و درماندہ[3] و بیتاب[4]

خورشید[1] و سحاب[2] و فلک[3] و انجم[4] و مہتاب[5] ‏ ‏ ‏ سوزان[1] و خجل[2] و شان و سراسیمہ[3] و بے خواب[4]

(ب) لف و نشر غیر مرتب جس میں مناسبات کی تفصیل اسی ترتیب سے نہیں ہوتی جس سے ابتدا میں الفاظ مذکور ہوتے ہیں۔ جیسے (دبیر)

رخ[1] و جبیں[2] و مژہ[3]۔ اور چشم[4] و ابرو[5] کو ‏ ‏ ‏ سنان[3] و بدر[2] و مہ[1] و نرگس[4] و ہلال[5] لکھا

۸۔ تلمیح وہ صنعت ہے کہ شاعر اپنے کلام میں کوئی ایسا لفظ یا فقرہ لائے جس سے کسی مشہور قصہ یا اصطلاح کی طرف اشارہ ہو۔ جیسے (ظفر)

اس کی مدد سے فوج ابابیل نے کیا ‏ ‏ ‏ لشکر تباہ کعبہ پہ اصحاب فیل کا

اس میں ابرہہ والی یمن کے قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مکہ معظمہ پر حملہ آور ہوا تھا خدا نے ابابیلوں کی فوج بھیجی جس نے کنکریاں برسا کر ان کو مار ڈالا اور بھگا دیا۔

مشق

۱۔ مجاز مرسل۔ کنایہ اور استعارہ کی تعریف کرو اور مثالیں دو۔

۲۔ تجنیس کی قسمیں بتاؤ۔ تعریف کرو اور مثالیں دو۔

۳۔ صنعت قلب و عکس میں کیا فرق ہے؟

۴۔ ایہام اور حسن تعلیل کی تعریف کرکے مثالیں لکھو۔
۵۔ لف ونشر کی اقسام گنا کر مثالیں لاؤ۔
۶۔ تضاد اور مراعات النظیر کی ایسی تعریف کرو کہ دونوں کا فرق سمجھ میں آجائے۔
۷۔ اشعار ذیل میں صنایع و بدایع تلاش کرو:۔

شرکت شیخ و برہمن سے میر — کعبہ و دیر سے بھی جائیے گا (میر)
دفور اشک نے کاشانہ کا کیا یہ رنگ — کہ ہوگئے مرے دیوار و در در و دیوار (غالب)
سیلاب اشک اپنا گر سر پہ اوج مارے — طوفان نوح بیٹھا گوشہ میں موج مارے (بقا)
قوت و ملت و دین قامع کفر و الحاد — حامی شرع نبی ماحی شرک و بدعت (ذوق)
جو دل قمار خانہ میں بت سے لگا چکے — وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے (")
مشکیں زلفوں سے مشکیں کسواؤ — کالے ناگوں سے مجھکو ڈسواؤ (نسیم)

ہم خیال اشعار

ہم خیال اشعار کی مثالیں تم پہلے دیکھ چکے ہو۔ یہاں اور چند سرخیاں قایم کرکے ان کے نیچے اشعار لکھے جاتے ہیں۔ تاکہ مقابلہ کا مزہ آئے۔

دل بے آرزو

دل بے آرزو بھی دے تو ہی لطف — یوں تو سب کچھ دیا خدا تو نے (امیر)
لاکھ دینے کا ایک دینا ہے — دل بے مدعا دیا تو نے (داغ)

جاں نثاری

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی — حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہوا (غالب)

انہی نے عطا کی تھی جان حزیں ہوا خوب انہی پر فدا ہو گیا (اکبر)

مبارک ذکر

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا (غالب) کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

کھلی زبان مری کس کی داستان کے لئے (امیر) اچھل کے دل نے جو بوسے مری زبان کے لئے

زباں بندی

بات پر واں زبان کٹتی ہے (غالب) وہ کہیں اور سنا کرے کوئی

یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں (اقبال) یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

نیند

سرہانے میر کے آہستہ بولو ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے (میر)

سودا کے جو بالیں پہ ہوا شورِ قیامت خدامِ ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے (سودا)

شورِ محشر امیر کو نہ جگا سو گیا ہے غریب سونے دے (امیر)

برمحل اشعار

بعض اشعار ایسے ہوتے ہیں کہ کسی خاص عنوان۔ موقع یا محل پر بہت خوب چسپاں ہوتے ہیں۔ خواہ وہ اس نیت سے کہے گئے ہوں یا نہیں۔ ایسے شعروں کی برجستگی اور بے ساختگی قابلِ داد ہوتی ہے۔ اگر اس طریقہ سے اشعار کو ترتیب دیا جائے تو سمجھنے میں سہولت اور خوبیاں پہچاننے میں آسانی ہوتی ہے۔

مثالیں دیکھو۔

خدا کی دین

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری ہو جائے

تسلیم و رضا

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے ۔۔۔ بے نیازی تری عادت ہی سہی (غالب)

ہمدردی

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر ۔۔۔ سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے (امیر)

غرور کا سر نیچا

فوارے کی زباں پہ یہ جاری ہے رات دن ۔۔۔ سرکش وہ کون ہے جو زمیں پر گرا نہیں

خط لکھنا

خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو ۔۔۔ ہم تو عاشق ہیں تمھارے نام کے (غالب)

دل کی قیمت

اک نگاہ غلط انداز سہی ، ۔۔۔ دل کی آخر کوئی قیمت ہوگی (صفدر)

صبر و ضبط

بجھ گئی جل کے مگر اف نہ زباں سے نکلی ۔۔۔ دل دیا شمع کو اللہ نے پروانے کا (〃)

اقسام نظم

اس سے قبل تم نظم کی چند قسمیں پڑھ چکے ہو۔ تم کو معلوم ہے کہ دو دو مصرع والی نظم کو مثنوی کہتے ہیں۔ تین تین مصرع والی کو مثلث، چار چار والی کو مربع۔ اسی طرح مخمس، مسدس، مسبع، مثمن کا فرق اور مثالیں پڑھ سمجھ چکے ہو۔ یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ اگر ایک مضمون ایک سے زیادہ اشعار میں بیان کیا جائے تو اس کو قطعہ کہتے ہیں۔ اگر کسی شاعر کی غزل پر اپنے مصرع چسپاں کئے جائیں تو

ایسی نظم کو تضمین کہتے ہیں۔ اگر کسی نظم میں ہر مصرع کے ساتھ ایک چھوٹا سا ٹکڑا اور بڑھا دیں تو وہ مستزاد کہلاتی ہے۔ اگر کسی نظم میں چند بند ہوں اور ہر بند کا آخری شعر الگ ہو تو اس کو ترکیب بند کہتے ہیں۔ اور اگر ہر بند کا آخری شعر ایک ہی ہو تو ترجیع بند کہلاتی ہے۔

اب نظم کی کچھ اور صورتیں اور قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

۱۔ بیت۔ کسی غزل کے ایک شعر کو کہتے ہیں جو مطلع یا مقطع نہ ہو۔ مثلاً

میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے (غالب)

۲۔ فرد۔ اس شعر کو کہتے ہیں جو الگ کہا گیا ہو۔ کسی غزل کا شعر نہ ہو۔ مثلاً

ہلایا جب مری آہ و فغاں نے زمیں پکڑی ہے کیا کیا آسماں نے (داغ)

۳۔ غزل۔ اصل میں حسن و عشق کا ذکر کرنے کو غزل کہتے ہیں۔ لیکن شاعری میں غزل وہ ہے جس کے سب اشعار ہم وزن ہوں۔ پہلے شعر میں دونوں مصرع ہم قافیہ ہوں۔ اس کو مطلع کہتے ہیں۔ اگر پہلے مطلع کے بعد اور مطلع ہو تو اسکو حسن مطلع کہتے ہیں۔ باقی اشعار میں صرف دوسرے مصرع ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ آخری شعر جس میں شاعر کا تخلص ہوتا ہے مقطع کہلاتا ہے۔

غزل صرف حسن و عشق کے مضامین تک محدود نہیں ہے بلکہ اخلاق، تصوف فلسفہ، وعظ و نصیحت سب کچھ ایک غزل میں ہوتا ہے۔ غزل میں کم سے کم پانچ شعر ہوتے ہیں۔ شعرائے قدیم زیادہ سے زیادہ ۱۷ اشعر لکھتے تھے۔ لیکن بعد کو کوئی حد نہ رہی۔ بعض غزلیں مسلسل ہوتی ہیں۔ یعنی تمام غزل میں شاعر کوئی ایک ہی مضمون ادا کرتا ہے۔ لیکن اکثر غزلیں۔ الگ الگ مضامین کے اشعار سے

مرکب ہوتی ہیں۔ مندرجہ ذیل غزل کو دیکھو۔ مضمون مسلسل ہے۔ پوری غزل میں اللہ تعالیٰ سے خطاب کر کے اس کا شکر احسان اور اپنا حال عرض کیا ہے۔

غزل مسلسل

سبق ایسا پڑھا دیا تو نے — دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے
ہم نکمے ہوئے زمانے کے — کام ایسا سکھا دیا تو نے
لاکھ دینے کا ایک دینا ہے — دلِ بے مدعا دیا تو نے
بے طلب جو ملا ملا مجھ کو — بے غرض جو دیا دیا تو نے
جس قدر میں نے تجھ سے خواہش کی — مجھ کو اس سے سوا دیا تو نے
مٹ گئے دل سے نقش باطل سب — نقشہ اپنا جما دیا تو نے

داغ کو کون دینے والا تھا
جو دیا اے خدا دیا تو نے — (داغ دہلوی)

غزل غیر مسلسل

قطرہ دریا سے آشنائی ہے — کیا تری شان کبریائی ہے
کون دل ہے جو دردمند نہیں — کیا ترے درد کی خدائی ہے
جلوۂ یار کا بھکاری ہوں — شش جہت کاسۂ گدائی ہے
موت آتی ہے تم نہ آؤ گے — تم نہ آئے تو موت آئی ہے
ترک امید بس کی بات نہیں — ورنہ امید کب بر آئی ہے
مژدۂ جنت وصال ہے موت — زندگی محشر جدائی ہے
موت ہی ساتھ دے تو دے فانیؔ — عمر کو عذر بے وفائی ہے

(فانی بدایونی)

۴۔ رُباعی۔ وہ نظم ہے جس میں صرف چار مصرع ہوتے ہیں۔ لفظ رُباعی کے معنی بھی یہی ہیں۔

رباعی کے لئے ایک خاص بحر بحرِ ہزج مقرر ہے۔ اس وزن و بحر میں غزل قصیدہ وغیرہ نظمیں نہیں لکھی جاتیں۔ رباعی کے پہلے دوسرے اور چوتھے مصرعے ہم قافیہ ہونے ضروری ہیں۔ تیسرے مصرعہ میں بھی قافیہ لایا جا سکتا ہے مگر لازم نہیں۔ رباعی کے لئے کسی خاص مضمون کی قید نہیں۔ لیکن قطعہ کی طرح ایک ہی مضمون ہوتا ہے۔ مثلاً۔

(۱)

غفلت کا جو پردہ چاک ہو جاتا ہے	عالم نظروں میں خاک ہو جاتا ہے
ہوتا ہے جب آلودۂ عصیاں نادم	اشکوں میں نہا کے پاک ہو جاتا ہے

(حامد حسن قادری)

(۲)

کم ظرف اگر دولت و زر پاتا ہے	مانند حباب اُبھر کے اتراتا ہے
کرتے ہیں ذرا سی بات میں فخر خسیس	تنکا تھوڑی ہوا سے اُڑ جاتا ہے

(امجد حیدرآبادی)

۵۔ مرثیہ۔ اس نظم کو کہتے ہیں جس میں کسی کے مرنے پر اظہار رنج و غم کیا جائے۔ مولانا حالی نے اپنے استاد مرزا غالب دہلوی اور حکیم محمود خاں دہلوی کے مرثیے لکھے ہیں۔ مولانا شبلی نے اپنے بھائی کا مرثیہ کہا ہے۔ حضرت احسن مارہروی نے حالی و شبلی دونوں کے مرثیے لکھے ہیں۔ لیکن مرثیہ اکثر اس مفہوم عام کے علاوہ ایک اور خاص واقعہ کے متعلق استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی واقعہ کربلا کے متعلق مرثیے

سے لکھے جاتے ہیں اور ان میں شہدائے کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام اور اُن کے اعزہ و رفقا کی مدح و منقبت اور شہادت کا حال لکھا جاتا ہے ۔ اس قسم کے مرثیہ کے لئے پہلے کسی خاص قسم نظم کی قید نہ تھی ۔ مثلث، مربع، مخمس وغیرہ ہر صورت میں مرثیہ لکھنے کا رواج تھا ۔ لیکن اہل لکھنؤ نے صرف مسدس کو مرثیہ کے لئے مخصوص کر لیا ۔ میر انیس اور مرزا دبیر نے فن مرثیہ کو بہت ترقی دی ۔

دونوں قسم کے مرثیوں کے نمونے ذیل میں پڑھو ۔

مرثیۂ دہلی

تذکرہ دہلی مرحوم کا اے دوست نہ چھیڑ — نہ سنا جائے گا ہم سے یہ فسانا ہرگز

لیکے داغ آئے گا سینہ پہ بہت اے سیاح — دیکھ اس شہر کے کھنڈروں میں نہ جانا ہرگز

چپے چپے پہ ہیں یاں گوہر غلطاں تہ خاک — دفن ہوگا نہ کہیں اتنا خزانا ہرگز

کبھی اے علم و ہنر گھر تھا تمہارا دہلی — ہم کو بھولے ہو تو گھر بھول نہ جانا ہرگز

بزم ماتم تو نہیں بزم سخن ہے حالیؔ — یاں مناسب نہیں رو رو کے رُلانا ہرگز

مرثیہ واقعہ کربلا

(حالی)

تلواریں برسیں صبح سے نصف النہار تک — ہلتی رہی زمین، لرزتے رہے فلک

کانپا کئے پروں کو سمیٹے ہوئے ملک — نعرے نہ پھر وہ تھے نہ وہ تیغوں کی تھی چمک

ڈھالوں کا دَور، برچھیوں کا اوج ہو گیا

ہنگام ظہر خاتمۂ فوج ہو گیا

لاشے سبھوں کے سبط نبی خود اٹھا کے لائے — قاتل کسی شہید کا سر کاٹنے نہ پائے

دشمن کو بھی نہ دوست کی فرقت خدا دکھائے — فرماتے تھے بچھڑ گئے سب ہم سے ہائے ہائے

اتنے پہاڑ گر پڑیں جس پر وہ خم نہ ہو
گر سو برس جیوں تو یہ مجمع بہم نہ ہو (انیس)

۱۷۔ تاریخ گوئی کی تعریف اور ترکیب لکھی جا چکی ہے۔ کسی کے مرنے کی تاریخ اور مرثیہ دونوں میں مرنے والے کے اوصاف، مرنے کا ذکر، اور مرنے پر رنج و غم ہوتا ہے۔ لیکن تاریخ میں اس واقعہ کا سنہ بھی حساب ابجد سے نکالا جاتا ہے اور مرثیہ میں یہ رسم نہیں ہے۔ اس کے علاوہ تاریخ صرف واقعۂ مرگ کے لئے مخصوص نہیں ہے ہر قسم کے کام کی تاریخ نکالی جاتی ہے۔ اور مرثیہ مرگ یا مثل مرگ مثلاً ویرانی شہر و تباہی سلطنت کے لئے مخصوص ہے۔

تاریخ وفات ریاض خیرآبادی

تغزل کے خاتم تھے بیشک ریاض ہوا ختم بس اب یہ باب سخن
غزل سے گئی رندی و عاشقی انہی تک تھی سب آب و تاب سخن
جوانی میں کیا گیا نہ ہو گی بہار جو پیری میں تھا یہ شباب سخن
یہ حسامد نے تاریخ رحلت کہی کہ "بے کیف ہے اب شراب سخن"

۱۳۵۲ھ

مشق

۱۔ درس برجستہ اور برمحل اشعار کی مثالیں ان کے مضمون کے اعتبار سے سرخیال قایم کر کے پیش کرو۔

۲۔ پانچ مختلف عنوان قایم کرو۔ اور ان پر مختلف شاعروں کے ہم خیال اشعار جمع کرو۔

۳- تضمین - مستزاد - ترجیع بند - مربع اور قطعہ کی تعریف کرو اور مثالیں دو۔
۴- غزل مسلسل اور غزل غیر مسلسل میں کیا فرق ہے؟ غزل کے مختلف اجزا کے نام بتاؤ۔
۵- بیت اور فرد میں کس طرح پہچان ہوتی ہے؟۔
۶- تاریخ گوئی - مرثیہ اور رباعی کی تعریف کرکے مثالیں پیش کرو۔

سرخی اور خلاصہ

سرخی قایم کرنے اور خلاصہ لکھنے کے متعلق تم کو مفصل اصول بتائے جا چکے ہیں - یہاں مختصر طور پر اعادہ کیا جاتا ہے - کسی پیراگراف کو غور سے پڑھ کر سوچو کہ اس میں اصل بات کیا کہی گئی ہے - جب وہ سمجھ میں آجائے تو پھر یہ سوچو کہ اس بات کو دو تین لفظوں یا چھوٹے سے فقرے میں کیونکر بتا سکتے ہیں - مثلاً ایک پیراگراف میں کسی شخص کا حال ہے تو اس کی ان خاص صفات کا نام جن کا ذکر ہو سرخی کے طور پر لکھو اور اگر کسی واقعہ کا ذکر ہے تو اس واقعہ کا نام سرخی ہوگا۔ اور اگر کسی منظر کا بیان ہے تو وہ منظر، اور اگر کوئی اخلاقی بات ہے، تو وہ بات سرخی بن سکتی ہے

مثال نمبر۱- (پیراگراف)" یہ تو حال تھا کہ مرزا، مرزا کی ماں، مرزا کی بیوی تین تین آدمی اور سات روپیہ کی کل کائنات اس پر مرزا کی شیخی اور نمود - یہ مسخرہ اس ہستی پر چاہتا تھا کہ جمعدار کے بیٹوں کی برابری کرے جن کو صدہا روپیہ ماہوار کی مستقل آمدنی تھی - اگرچہ جمعدار والے اس کو منہ نہیں لگاتے تھے مگر یہ بے غیرت زبردستی ان میں گھستا تھا - یہ کسی کو بھائی جان، کسی کو

ماموں جان، کسی کو خالو جان بناتا اور وہ لوگ اس کے ادعائی رشتوں سے جلتے اور دق ہوتے۔"

(سرخی) اس پیراگراف میں مرزا کی دو صفتوں کا ذکر ہے۔ دہی سرخی بن سکتی ہیں یعنی "مرزا کی شیخی اور بے غیرتی"

(اختصار) اسی پیراگراف کو مختصر الفاظ میں لکھنا چاہیں تو یوں لکھیں گے:۔
"مرزا کی شیخی کا یہ حال تھا کہ تھوڑی سی آمدنی پر امیروں کی برابری کرنا چاہتا تھا۔ اور اس قدر بے غیرت تھا کہ امیر لوگ اس سے نفرت کرتے تھے لیکن یہ ان کی خوشامدیں کرتا اور ان کے پاس بیٹھتا تھا۔"

مثال نمبر ۲ (پیراگراف) "ایک تجربہ کے دوران میں دیکھا گیا کہ جب بجلی ایک سے سے دوسری قریب کی شے کی طرف جانا چاہتی تھی تو ہوا میں ایک جست لگاتی تھی۔ اور جست کے ساتھ ساتھ روشنی کی ایک چمک پیدا کرتی تھی۔ اور اس چمک کے وقت چٹ چٹاہٹ کی ایک آواز بھی پیدا ہوتی تھی۔ اس حالت کو دیکھ کر آسمان پر بجلی کی چمک اور بادل کی گرج کا عقدہ کھل گیا۔ یعنی جب بجلی کو ابر کے ایک ٹکڑے سے دوسرے ٹکڑے تک جست مار کر جانا پڑتا ہے تو آسمان پر اس کی چمک نظر آنے لگتی ہے جس کے ساتھ ہی اسکی آواز بادلوں میں گونج کر بہت دیر تک گڑگڑاتی رہتی ہے۔"

(سرخی) اس پیراگراف سے بجلی اور گرج کا سبب معلوم ہوتا ہے اس لئے اس کی سرخی یہ ہو سکتی ہے :۔ بجلی اور گرج کی حقیقت۔

(اختصار) "یہ دیکھا گیا ہے کہ بجلی ایک چیز سے دوسری چیز کی طرف جاتی ہے

تو اس سے چمک اور آواز نکلتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسمان کی بجلی اور بادل کی گرج بھی وہی چمک اور آواز ہے جو بجلی کے ایک ابر سے دوسرے ابر تک کود کر جانے میں پیدا ہوتی ہے"

سرخی کو بڑھا کر پیراگراف بنانا

کسی عنوان کے مضمون پر غور کر کے اس کے خاص خاص پہلو سوچو اور ان کو چند سطروں کی مسلسل عبارت میں لکھدو۔ مثلاً ایک سرخی ہے (اسکول اکسکرشن کا تعلیمی فائدہ) اس پر اس طرح غور کرو کہ جب اسکول کے طلبا تعلیمی سیر و سیاحت کے لئے مختلف دیہات اور شہروں میں یا کارخانوں اور عجائب خانوں میں جائیں گے تو ان کو کیا کیا فوائد حاصل ہوں گے۔ اور اس کو اس طرح لکھو:-

"اسکولوں کی سیر و سیاحت سے طالب علموں کو بہت سی اشیاء بجنسہ ان کی اصلی حالت میں مشاہدہ کرنے کے موقع ملیں گے۔ اور وہ بات چشم دید عرصہ دراز تک یاد رہے گی۔ ان چشم دید اشیاء کے متعلق طلبا کچھ معلومات اپنی نوٹ بک میں درج کرتے رہیں گے۔ تو بہت سی مفید باتوں کا ذخیرہ ان کے ذہن میں اور ان کی کتاب میں جمع ہو جائے گا۔ جس سے دوسرے بھی فائدہ حاصل کر سکیں گے۔ طلبا اپنی سیر و سیاحت کے درمیان میں جو چیزیں جمع کریں گے مثلاً دریا یا سمندر کے کنارے سیپ اور رنگین پتھر، باغوں اور جنگلوں سے پھول پتے، جڑی بوٹی۔ اور جو تصاویر اور نقشے بنائیں گے ان سے اسکول میں عجائب خانہ قائم ہو سکتا ہے جو ہمیشہ آئندہ

طلبا ء کے لئے دلچسپی و فائدہ کا سبب ہوگا"

کسی مضمون کا ایجاز یا اطناب

کسی طویل مضمون کا ایجاز (اختصار) کرنے کے لئے اس مضمون کی خاص خاص باتیں، ضروری وجوہ و دلائل، مناسب واقعات اور مثالیں پیش رکھ کر غیر ضروری تفصیل چھوڑ کر اسی مضمون کو مختصر طور پر لکھ دینا چاہیئے۔ مثلاً

پیراگراف۔ "خدا نے میرے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں کی۔ دل دیا۔ دماغ دیا۔ ہاتھ پاؤں دئے اور وہ سب کچھ دیا جو دوسروں کو دیا۔ پھر دوسروں کی حالت بہتر کیوں ہے۔ اور میری حالت بدتر کیوں ہے؟ پہلا موقع تھا کہ عبدالرحمن کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا اور وہ اس کا جواب سوچنے لگا، دوسروں کو اپنی حالت کا احساس ہے، مجھے نہیں ہے۔ دوسروں کو اپنی اصلاح کا خیال ہے۔ مجھے نہیں ہے۔ دوسروں کے دل میں ترقی کی امنگیں ہیں، میرے دل میں مایوسیاں ہیں۔ دوسرے محنت و مشقت کرتے ہیں، میں سست کاہل ہوں۔ دوسرے اپنی عقل معاش سے کام لیتے ہیں اور میں نے اسے بیکار کر رکھا ہے۔ دوسرے وقت کی قدر کرتے ہیں اور میں نے کبھی اس کی قدر نہیں کی۔ بس اب مجھے ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ یہ بے کسوں کی طرح آہ وزاری، یہ بات بات پر کُڑھنا، یہ ہر موقع پر دل شکستہ ہونا، ایک مرد کا شیوہ نہیں"

اس کو مختصر کرنا ہے۔ تو اس میں سے الفاظ و خیالات کی تفصیل و تکرار کم

کر دینی چاہیئے۔ مختصر طور پر اس طرح لکھ سکتے ہیں :۔

ایجاز :۔ "خدا نے مجھے بھی دل و دماغ اور سب قوتیں دوسروں کے برابر دی ہیں، پھر دوسرے مجھ سے بہتر کیوں ہیں؟ یہ سوال عبدالرحمٰن کے دل میں پیدا ہوا اور اس نے سوچا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ اور لوگ اپنی حالت کو سمجھ کر اصلاح کرنا اور عقل و ہمت سے کام لیکر ترقی کرنا چاہتے ہیں اور میں غافل و پست ہمت ہوں۔ اس لئے اب مجھے بھی مایوسی و دل شکستگی چھوڑ کر باہمت بن جانا چاہیئے۔"

اب اس کی برعکس حالت پر غور کرو۔ یعنی کسی مختصر مضمون کا اطناب (تفصیل و تطویل) کرنا ہو تو اس مختصر کی ایک ایک بات اور ایک ایک پہلو کو تفصیل و تکرار کے ساتھ لکھ دینا چاہیئے۔ مثلاً

پیراگراف :۔ "اس وقت عبدالرحمٰن کے دل و دماغ میں طوفان برپا تھا۔ اب اس کی حالت ہی بدلی ہوئی تھی۔ اس کے قویٰ و اعضا، دل و دماغ میں توانائی اور جوشِ عمل پیدا تھا۔ اپنی حالت کا احساس کر کے اب اس کو بدلنے کی فکر میں تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ افلاس کا علاج محنت ہے۔ دولت عقل و محنت کے ذریعہ سے ہر شخص کے قبضے میں آسکتی ہے۔"

اس مختصر مضمون کا اطناب و تطویل کرنا چاہیں تو یوں کہہ سکتے ہیں :۔

اطناب :۔ "جذبات کا ایک سیلاب تھا، خیالات کا ایک طوفان تھا جو اس وقت عبدالرحمٰن کے دل و دماغ میں متحرک تھا۔ اب عبدالرحمٰن وہ نہیں تھا جو کچھ دیر پہلے تھا۔ اس کے قویٰ میں نئی روح تھی۔ اس کے اعضا میں تازہ

توانائی تھی۔ اس کے دل میں ولولے تھے۔ اور اس کا دماغ عملی ارادوں سے معمور تھا۔ وہ اس سوال کا جواب دے چکا تھا کہ اس کی یہ حالت کیوں ہے اب وہ اس سوال کو حل کر رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ افلاس لاعلاج مرض نہیں ہے۔ محنت اس کی حکمی دوا ہے۔ اسے محسوس ہو چکا تھا کہ دولت کسی کا ورثہ نہیں وہ ہر شخص کو مل سکتی ہے۔ عقل و محنت جب باہم مل جاتی ہیں تو دولت ان کی کشش سے کھنچی چلی آتی ہے۔"

اقسام نثر

نثر کی چند قسمیں مع تعریف و مثال تم پہلے سمجھ چکے ہو۔ مثلاً بیان کسی واقعہ یا منظر یا جذبہ کا اظہار ہے۔ کہانی ایک پورا قصہ۔ سوانح عمری کسی شخص کے نقلی حالات اور خواص و عادات۔ خط دور بیٹھے تحریر کے ذریعہ سے تبادلہ خیالات کرنا جس کی صورت میں القاب آداب وغیرہ شامل ہوں۔ لطیفہ کوئی مختصر دلچسپ مسرت افزا و حیرت انگیز یا ظریفانہ واقعہ سفرنامہ کسی کے سیر و سیاحت کے حالات چشم دید۔ خبریں کسی ملک یا شہر کے تازہ وقائع و حوادث۔ مضمون علمی، اخلاقی، تاریخی، ادبی، سیاسی وغیرہ موضوعات پر مفصل اظہار خیال۔

اب چند اور اقسام دیکھو:۔

۱۔ بحث۔ اس تقریر و تحریر کو کہتے ہیں جس کا مقصد یہ ہو کہ مخالف کے دعویٰ کی تردید کی جائے اور اپنے دعوے کو ثابت کیا جائے۔ مثلاً یہ مسئلہ

درپیش ہوکہ "اردو زبان کا مرکز دہلی و یوپی ہے یا پنجاب و دکن ہے" تو شمالی ہند کی موافقت میں بحث کا ایک پہلو یہ ہو سکتا ہے:۔

یوپی کے مرکز اردو ہونے کی بحث

"دکن اور پنجاب والے اردو زبان کی ایجاد کے مدعی ہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اردو کی سب سے پہلی بنیاد انہی ملکوں میں پڑی۔ لیکن وہ "پنجابی نما اردو" اور "دکنی نما اردو" تھی اور دہلی و ممالک شمالی میں زبان اردو کے رواج و ترقی سے پہلے دکن و پنجاب کی زبان ایسی ہی رہی کہ مشکل سے اس کو اردو کہہ سکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جن صوبوں میں خاص زبانیں موجود تھیں وہاں خالص اردو پیدا نہیں ہو سکتی تھی۔ پنجاب، بنگال، بہار، گجرات، دکن، جہاں جہاں اردو کے آثار پیدا ہوئے، بڑھے، اور قائم رہے، ملکی زبان اور بولی کی طرح نہیں بلکہ صرف ادبی حیثیت سے۔ جو لوگ بچپن سے مرتے دم تک، صبح سے شام تک، گھر کے اندر اور گھر سے باہر، وطن کے اندر اور وطن سے باہر، پنجابی، بنگالی، گجراتی، مرہٹی بولتے ہیں، سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیونکر اردو کو خالص اور صحیح رکھ سکتے ہیں۔ ادبی اور علمی حیثیت سے البتہ طبیعت پر زور دے کر اور قوت علم سے کام لے کر وہ سب کچھ کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ لیکن اردو کو زبان بنانا دہلی اور موجودہ صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ ہی کے لئے ودیعت تھا۔ یہاں جو کچھ ملکی و مقامی زبان اور بولی تھی وہ سب کی سب اردو بن گئی۔ اور بجز اردو کے کچھ باقی نہ رہا کہ بولیں کچھ اور لکھیں کچھ۔ ظاہر

ہے کہ ایسا خطہ اردو کا وطن و مرکز ہو سکتا ہے یا پنجاب و دکن "۔

۲۔ **ناٹک یا ڈرامہ**۔ اس فسانہ کو کہتے ہیں جو اسٹیج پر تماشا دکھانے کے لئے مرتب کیا جائے۔ اس میں قصے کے واقعات، مناظر، اشخاص، اعمال و حرکات، تقریر و مکالمہ سب میں اسی بات کا خیال رکھا جاتا ہے۔ مثال میں مسٹر اشتیاق حسین قریشی ایم اے کے ایک ڈرامہ (ہمزاد) کا ایک سین درج کیا جاتا ہے :-

ناٹک کی مثال

[وزیر ملازم کمرے کا فرنیچر صاف کر رہا ہے۔ اس کے ایک ہاتھ میں جھاڑن ہے اور دوسرے ہاتھ میں کھیرا ہے، ساتھ ہی ساتھ کھیرا بھی کھاتا جاتا ہے اتنے میں ایک طرف کا دروازہ کھلتا ہے اور مالک مکان مرزا صاحب کی بیگم شکیلہ داخل ہوتی ہے۔]

شکیلہ - وزیر!

وزیر - بیگم صاحبہ، حکم؟

شکیلہ - تیرے کھانے نے ناک میں دم کر رکھا ہے، ہر وقت کھاتا رہتا ہے، یہ سارا کھانا کہاں جاتا ہے؟

وزیر[1] - اے حضور بالکل ظاہر ہے، پیٹ میں جاتا ہے!

---

[1] وزیر بوڑھا پرانا ملازم ہے، وفادار وجاں نثار ہے، اس نے اس کی حاضر جوابی اور خوش مزاجی کو آقا اور بیگم دونوں روا رکھتے ہیں۔

شکیلہ- اے توبہ! پیٹ ہے یا دوزخ کہ بھرتا ہی نہیں!
وزیر - حضور، پیٹ کو ساری دنیا دوزخ کہتی ہے، اور سرکار جانتی ہیں کہ دوزخ
کو بھرنا ہی پڑتا ہے۔
شکیلہ- آخر اس کے بھرنے کا کوئی وقت بھی مقرر ہے؟
وزیر - حضور دوزخ بھرنے کا کیا وقت، جب گناہگار مل جائے!
شکیلہ- اس کمیرے نے کیا گناہ کیا ہے؟
وزیر - حضور، بڑے مزے کا ہے!
شکیلہ- یہ گناہ ہے؟
وزیر - نہیں حضور، یہ گناہگار کی پہچان ہے۔
شکیلہ- کیونکر؟
وزیر - حضور دیکھئے، گناہ بڑے مزے کی چیز ہے۔ اگر گناہ میں مزہ نہو تو کوئی
گناہ کیوں کرے۔ اگر گناہ مزے کا ہے تو گناہگار جس میں اتنے گناہ
ہوتے ہیں ضرور مزے کا ہوگا۔
شکیلہ- اس طرح تو دوزخ بھی مزے کی ہوگی۔
وزیر - حضور اس کا علم آپ کو ہوگا۔
شکیلہ- آج مرزا صاحب اب تک نہیں آئے؟
وزیر - حضور کو علم نہیں، وہ آج نہیں آئیں گے، انھوں نے تو ٹیلی فون کیا تھا کہ
آج ایک سرکاری کام سے انہیں باہر جانا ہے اور گھر آنے کی فرصت نہیں ہوگی۔
شکیلہ- تجھے ٹیلی فون کیا تھا؟

وزیر ۔ نہیں ٹیلی فون تو سرکار کو گیا تھا، میں اس کمرے میں تھا تو مجھ سے ہی فرما دیا۔
شکیلہ ۔ تو نے اس سے پہلے کیوں نہیں کہا؟ .... جا ایک گلاس پانی تو لے آ۔
وزیر ۔ بہت اچھا۔ (جاتا ہے)

۳۔ لکچر ۔ اس مضمون کو کہتے ہیں جو کسی مجلس میں حاضرین کو مخاطب کر کے تقریر زبانی کی صورت میں ادا کیا جائے۔ لکچر اور مضمون میں یہی فرق ہے کہ لکچر میں خیال رکھنا پڑتا ہے کہ ہمارے سامنے تقریر سننے والے موجود ہیں۔ اس لئے سامعین کی حیثیت، شخصیت، ذہنیت اور ضرورت کو پیش نظر رکھ کر مناسب و موزوں انداز بیان اختیار کرنا ہوتا ہے۔

نمونۂ لکچر

"برادرانِ عزیز! ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ بُرائی کا ارتکاب ہو رہا ہے مگر ہم ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ دنیا کی قومیں سرعت کے ساتھ ترقی و کامیابی کی طرف جا رہی ہیں، زمانے کی روح ترقی کی بھوکی ہے۔ مگر مادی ترقی کی نہیں، بلکہ روحانی ترقی کی، کیونکہ موجودہ مادی ترقی نے جس نے دنیا پر نفس و شیطان کی حکومت قائم کر دی ہے، حقیقی انسانیت چیخ اٹھی ہے۔ بھائیو، آنکھیں کھول کر دیکھو کہ آج کل دھوکہ، فریب، جھوٹ، مکاری ایک آرٹ بنتی جا رہی ہے، دنیا سے حقیقی امن و اطمینان مفقود ہو رہا ہے۔ اور روح انسانی مادیت کی دلدل میں دھنستی چلی جاتی ہے"۔



مشق

(الف) سر ولیم ینگ نے ڈگری یافتہ طالب علموں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ ان کی ڈگریاں اس بات کے لئے ہیں کہ وہ اپنے یومیہ معاملات اور گفتگو میں معزز برتاؤ کریں۔ اخلاق اور عمدہ تعلیم کی ترقی میں مدد دیں۔ سوشل انتظام اور اپنے ہمجنسوں کی بہبودی کے قائم رکھنے میں کوشاں رہیں۔ المختصر ایک بھاری سلطنت کے سربرآوردہ شہریوں کے فرائض ادا کرتے رہیں۔ (سرسید)

(ب) تجربے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب خوشی یا غم وغصہ یا کسی قسم کے ذوق وشوق کا خیال دل میں جوش مارتا ہے۔ اور وہ قوت بیان سے ٹکر کھاتا ہے تو زبان سے خود بخود موزوں کلام نکلتا ہے۔ جیسے پتھر اور لوہے کے ٹکرانے سے آگ نکلتی ہے۔ اسی واسطے شاعر وہی ہے جس کی طبیعت میں یہ صفت خدا داد ہو۔ قدرتی شاعر اگرچہ ارادہ کرکے شعر کہنے کو خاص وقت میں بیٹھتا ہے۔ مگر حقیقت میں اس کا دل اور خیالات ہر وقت اپنے کام میں لگے رہتے ہیں۔ قدرت کے کارخانے میں جو چیز اس کے حواس میں محسوس ہوتی ہے اور اس سے کچھ اثر اس کی طبیعت اٹھاتی ہے۔ وہ ہر شخص کو نصیب نہیں (آزاد)

۱۔ دونوں مذکورہ بالا پیراگرافوں کی سرخیاں تجویز کرو۔

۲۔ حصہ الف کی عبارت کا اطناب کرکے اپنے الفاظ میں لکھو۔

۳۔ حصہ ب کی عبارت کا ایجاز کرو۔

۴۔ سوانح عمری۔ سفرنامہ۔ خبریں اور لطیفہ کسے کہتے ہیں؟۔ ان میں کیا اصول اور قاعدے برتنے چاہئیں؟۔

۵۔ بحث۔ ناٹک اور لکچر کی تعریف کرو۔
۶۔ آزادی رائے، عمدہ تربیت۔ اور باغ کی بہار پر ایک ایک پیراگراف لکھو۔

چوتھا باب

انشا پردازی

مضامین، مکتوبات وغیرہ کے لکھنے کے فن کو انشا پردازی کہتے ہیں۔ اس کے اصول تم پہلے پڑھ چکے ہو۔ ہر مضمون چند پیراگراف سے مرکب ہوتا ہے، اور پیراگراف میں چند جملے ہوتے ہیں۔ ان جملوں اور پیراگرافوں میں ربط و تسلسل، تقدیم و تاخیر آغاز و خاتمہ کے لحاظ سے موزوں ترتیب ہونی چاہیئے۔ ان کے لئے یہ اصول پیش نظر رکھنے ضروری ہیں:۔

جملوں کی ترتیب (۱) بیانِ واقعہ کی صورت میں واقعات کی ترتیب اور تسلسل (۲) تمام جملے اصل خیال سے متعلق اور مربوط۔ (۳) جملوں کا تقدم اور تاخر اہمیت کے اعتبار سے۔ (۴) پہلے جملہ میں کوئی اصول۔ حقیقت۔ بیان۔ واقعہ۔ یا کلیہ ذکر کیا جائے۔ (۵) اور آخری جملہ میں خاتمہ۔ نتیجہ یا تتمہ ہو جو سلسلہ کو مکمل کردے۔ مثلاً۔

غلط ترتیب	صحیح ترتیب
بکرماجیت کی مرضی پاکر بڑے بڑے	بکرماجیت تخت پر بیٹھا تو اس نے کہا کہ

غلط ترتیب	صحیح ترتیب
لائق آدمیوں نے سنسکرت میں کتابیں لکھنی شروع کر دیں ۔ بکرماجیت تخت پر بیٹھا تو اس نے کہا اپنی زبان کو بھلا بیٹھنا بڑی بے عقلی کی بات ہے۔ عام لوگ برابر پراکرت ہی بولتے رہے ۔ بکرماجیت کی کوشش سے درباریوں اور عالموں کی زبان سنسکرت ہو گئی	اپنی زبان کو بھلا بیٹھنا بڑی بے عقلی کی بات ہے۔ بکرماجیت کی مرضی پا کر بڑے بڑے لائق آدمیوں نے سنسکرت میں کتابیں لکھنی شروع کر دیں۔ بکرماجیت کی کوشش سے درباریوں اور عالموں کی زبان تو سنسکرت ہو گئی، لیکن عام لوگ برابر پراکرت ہی بولتے رہے۔

پیراگرافوں کی ترکیب میں یہ اصول ملحوظ رکھنے ضروری ہیں ۔ (۱) اتحادِ خیال ۔ (۲) ابتدا کی موزونیت ۔ (۳) خیالات میں تسلسل ۔ (۴) پیراگرافوں کی طوالت میں تنوع ہو ۔ (۵) خاتمہ نتیجہ بخش (۶) بیان یا کہانی کے جزئیات کی صحیح ترتیب ۔ (۷) واقعات کا سلسلہ اور ربط (۸) دلائل کو اہمیت کے اعتبار سے مقدم اور مؤخر کرنا ۔ مثلاً ذیل کے چھ پیراگرافوں میں ایسی صحیح اور ضروری ترتیب ہے کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی آگے پیچھے کر دیا جائے تو عبارت مہمل اور لغو ہو جائے گی ۔

۱ ۔ مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے سے پہلے سارے شمالی ہند میں برج بھاشا بولی جاتی تھی ۔ یہ بولی اتنی میٹھی تھی کہ اگر آج بھی کوئی شخص اس کا ایک دوہا سنا دیتا ہے تو مزہ آجاتا ہے ۔

۲ ۔ اتنے میں مسلمان ہندوستان میں آنے لگے ۔ ان کی زبان فارسی تھی اور فارسی میں بہت سے عربی اور ترکی لفظ ملے ہوئے تھے ۔ ان زبانوں کے لفظ ہندوستان

کی برج بھاشا میں ملنے لگے۔

۳۔ مغلوں کے زمانے میں یورپ کی بعض قومیں (پرتگالی، فرانسیسی، انگریز) ہندوستان میں آئیں، اور ان کی زبانوں کے لفظ برج بھاشا میں آ گئے۔

۴۔ ہوتے ہوتے شاہجہاں بادشاہ کے زمانے تک برج بھاشا کی صورت ایسی بدل گئی کہ اس کے جاننے والے بھی اسے مشکل سے پہچانتے تھے۔ لیکن اس نئی بھاشا میں یہ خوبی تھی کہ اس کو ہندو اور مسلمان دونوں سمجھتے تھے۔

۵۔ چونکہ مغلوں کے لشکر میں ہندو مسلمان سب ہی نوکر تھے اس لئے یہ زبان چھاونیوں میں خوب کام دیتی تھی۔ سب سپاہی ایک دوسرے کا مطلب اسی بولی کی مدد سے سمجھ لیتے تھے۔

۶۔ ترکی زبان میں لشکر کو "اردو" کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس بولی کا نام ہی اردو یعنی لشکری بولی رکھ دیا گیا۔

کسی مضمون پر مع دلائل اظہار رائے

کسی موضوع پر اظہار رائے کے لئے دلائل پیش کرنے ضروری ہیں۔ اس کام کے لئے بھی وہی اصول مدنظر رکھنے چاہئیں جو جملوں اور پیراگرافوں کی ترتیب کے متعلق بتائے گئے ہیں۔ جتنی دلیلیں بیان کرنی ہوں ان کو اہمیت کے لحاظ سے ترتیب دینا چاہئے۔

مثال

"تم آٹھ پہر میں خدا کا ایک کام بھی نہیں کرتے! خدا نے تم کو آدمی بنایا،

کیا ممکن نہ تھا کہ وہ تم کو بلی یا کتا بنا دیتا۔ پھر آدمی بھی بنایا تو ایسے خاندان کا جو عزت دار اور خوش حال ہے۔ ہوسکتا تھا کہ تم مزدور یا لکڑ ہارے کے گھر پیدا ہوتے۔ اور ایسی ہی چھوٹی سی عمر میں تم کو پیٹ پالنے کے لئے محنت کرنی پڑتی۔ اور پھر بھی سوائے چبینے کے اور کچھ نہ پاتے، اور وہ بھی پیٹ بھر کر نہیں۔ ایک لنگوٹی تم باندھے پھرتے، نہ پاؤں میں جوتی، نہ سر پر ٹوپی، نہ گلے میں انگرکھا۔ جہاں جاتے دُر دُر، جس کے پاس کھڑے ہوتے پھٹ پھٹ۔ پھر صورت تم کو ایسی پاکیزہ دی کہ جو دیکھے پیار کرے۔ کیا تم کو بھٹ کالا، کانا، لولا، لنگڑا، کوڑھی بنا دینا اس کو مشکل تھا؟ جس خدا کے تم پر اس قدر سلوک اور احسان ہیں، ستم ہے کہ دن رات میں تم ایک دفعہ بھی اس کے آگے سر نہ جھکاؤ، غضب ہے کہ ایک لمحہ بھی اس کو یاد نہ کرو۔"

دیکھو اوپر کے پیراگراف میں مولانا ڈپٹی نذیر احمد دہلوی مرحوم نے خدا کی عبادت و بندگی کرنے کے وجوہ و دلائل میں آدمی بنانا، عزت دار بنانا، خوبصورت بنانا، کس قدر حُسن ترتیب اور زورِ بیان کے ساتھ لکھا ہے۔

خطوط نویسی

خطوط دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) وہ خطوط جو رشتہ داروں اور دوستوں کو لکھے جائیں۔ (۲) وہ خط جو دفتری، تجارتی یا دیگر کاروباری معاملات کے کے متعلق سے لکھے جائیں۔ اخبارات سے خط و کتابت اور عرضیاں بھی اسی قسم میں شامل ہیں۔

پہلی قسم کے خطوط میں (۱) گفتگو کا سا سادہ انداز ہونا چاہیئے۔ (۲) بے تکلف، بیساختہ اور برجستہ تحریر ہونی چاہیئے۔ (۳) محاورے اور روزمرہ جو مضمون میں جا و بیجا نہیں لکھے جا سکتے ان خطوط کے لئے شایاں ہیں۔ (۴) لیکن ہر خط باوجود ان تمام باتوں کے اغلاط سے پاک اور خوش خط ہونا چاہیئے۔ اور خیالات و مضامین کی ترتیب مناسب اور موزوں رکھنی لازم ہے۔

دوسری قسم کے خطوط میں (۱) عبارت مختصر اور کاروباری ہونی چاہیئے۔ (۲) جس چیز کی بابت لکھا جائے اس کو واضح اور مفصل بیان کرنا چاہیئے۔ (۳) اگر کچھ چیزیں منگوانی یا واپس کرنی ہیں تو ان کی تشریح اور تفصیل مع قیمت قسم وغیرہ کے ضروری ہے۔ اب دونوں قسم کے خطوط کی مثالیں دیکھو۔

دوست کے نام خط

آگرہ
۱۲ راگست ۱۹۳۵ء

محب مکرم   تسلیم

میں آج صبح بخیریت پونہچ گیا، رات ریل گاڑی میں بڑا ہجوم تھا، لیکن مجھے اس سے کوئی تکلیف نہونے پائی، اول تو اس لئے کہ آپ کی پُر لطف صحبتیں، دلکشا اخلاق، ظریفانہ فقرے، اور دلچسپ لطیفے، یاد آآ کر دل کو شگفتہ اور روح کو تازہ کرتے رہے۔ دوسرے اتفاق سے اسی درجہ میں ایک صاحب اس بھیڑ کو چیرتے ہوئے داخل ہو گئے۔ وہ بھی آپ کی طرح زندہ دل اور خوش مزاج نکلے۔ جگہ

کرنے کے لئے سوتوں کو جگایا، لیٹوں کو اٹھایا، اسباب ادھر سے ادھر رکھا لیکن کیسی خوبصورتی اور حُسن معاملہ کے ساتھ۔ کیسے کیسے دلفریب و دلنواز فقرے کس کس کر کہ مسافر ان کی باتیں سننے اور ان کی صورت دیکھنے کے لئے اٹھ اٹھ بیٹھے۔
معلوم نہیں کون تھے۔ کہاں کے تھے۔ ایک بار میری بنچ کی طرف آئے تھے تو میں نے ان کو بھی وہی شعر حافظ جلیل حسن کا سنا دیا تھا جو آپ کے سامنے بارہا پڑھا ہے:-

کیا بات ہے شگفتہ دلی ہو جسے نصیب ۔۔۔ جنت کی کچھ بساط نہیں دل کے سامنے

یہ تو میری رسید تھی، یہاں کے حالات پھر لکھوں گا۔

خاکسار

ضیاء الرحمٰن

تجارتی خط

لکھنؤ، امین آباد

۲۷ جولائی ۱۹۳۴ء

بخدمت بابو ہیرالال سیٹھ بک سیلر و پبلشر آگرہ

مکرمی ۔۔۔ تسلیم

میری فروخت شدہ کتابوں کا حساب اور میرے حصہ کی رقم کا چیک آج موصول ہوا، شکریہ عرض کرتا ہوں، اور باقاعدہ رسید منسلک کرتا ہوں۔
آپ نے لکھا ہے کہ غیر درسی کتابیں جو اب تک منظور ہوتی رہی ہیں ان میں متفرق قصے اور فسانے ہوتے ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ ہم ان متفرقات کی جگہ

ایک مکمل علمی اور سائنٹفک ناول لکھدوں۔ مجھے اس تجویز سے اتفاق ہے۔ طالب علموں کو بڑے ناول سے زیادہ دلچسپی ہوگی۔ لیکن آپ نے جو اس کا معاوضہ فیصدی تجویز کیا ہے اس میں کچھ ترمیم چاہتا ہوں۔ متفرق مضامین جمع کرنے میں مولف کو جس قدر زحمت و محنت ہوتی ہے اس سے بدرجہا زیادہ پوری کتاب کے تصنیف کرنے میں ہے۔ دوسرے یہ کتاب مکمل ناول ہونے کے سبب سے فروخت کے لئے منظوری کی محتاج نہ رہے گی۔ منظوری کے بعد یقیناً بہت زیادہ بکے گی، لیکن ویسے بھی پڑی نہ رہے گی۔ اس لئے میں ناول تصنیف کرنے کا معاوضہ نقد پیشگی بھی لینا چاہتا ہوں اور فروخت پر سالانہ بھی۔ امید ہے کہ آپ منظور فرمائیں گے۔ رقم معاوضہ آسانی سے طے ہو جائے گی۔

نیاز مند

فیاض الدین

مضمون نگاری

مضمون نگاری کے اصول پہلے بتائے جا چکے ہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہیئے۔
مضامین مختلف قسم کے ہوتے ہیں:-

(۱) بعض مضامین میں کسی موضوع پر اظہارِ خیال و رائے کیا جاتا ہے۔ مثلاً حبِ وطن، کفایت شعاری، تعلیم نسواں، آزادی ملک، بچپن کی شادی۔

(۲) کبھی کسی واقعہ یا سلسلۂ واقعات پر مضمون لکھا جاتا ہے۔ مثلاً رام و سیتا کی کہانی، اکبر بادشاہ کی سوانح عمری، حج کا سفر، ماگھ میلا، کوئٹہ کا زلزلہ۔

(۳) کبھی مناظر، مقامات، مخلوقات الٰہی یا مصنوعات انسانی کا حال بیان کیا جاتا ہے۔ مثلاً صبح کا سماں، برسات، تاج محل، چاندنی رات میں تاج محل کا منظر، بنارس، کشمیر، بن مانس، کوہ آتش فشاں، موٹر کار۔

(۴) کبھی خیالی و فرضی باتوں پر مضمون لکھا جاتا ہے۔ مثلاً پیسہ کی کہانی اسی کی زبانی۔ اگر تم بادشاہ ہو جاؤ تو کیا کرو۔ ایک ٹھگ کا اقبالِ جرم۔ قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں۔

ان سب اقسام کے مضامین میں خیال رکھنا چاہیے کہ مضمون جتنے صفحوں میں یا جس قدر الفاظ میں لکھنا ہے اس کی گنجایش کے لحاظ سے مضمون کے واقعات، حالات، دلائل وغیرہ کو پھیلایا جائے۔ اس لئے اول مضمون کی ضروری باتوں کو اشارات کے طور پر لکھ لو۔ پھر ان اشارات سے خاکہ تیار کرو۔ پھر اسی خاکہ کے مطابق ایک ایک بات کی تفصیل کرتے جاؤ۔ پورا مضمون تیار ہو جائے گا۔ جملوں کے پیراگراف کی ترتیب اور مضمون نویسی کی ہدایات جو اس سے پہلے پڑھ آئے ہو وہ ہر حال میں ضروری اور قابلِ عمل ہیں۔ مثلاً

ا۔ مضمون نگاری کے لئے عنوان دیا جائے ریل کا سفر۔ اس کے اشارات اس طرح لکھو:۔

اشارات	(۱) سفر کے فوائد
	(۲) نقصانات
	(۳) کسی سفر کا بیان

ان اشارات سے ذرا بڑا خاکہ اس طرح بن سکتا ہے۔

خاکہ
(١) فوائد۔ تفریح، سیر مناظر و مقامات، مسافروں سے تحصیل معلومات
جلد سفر کا طے ہونا۔
(٢) نقصانات۔ یکایک تبدیل آب و ہوا، سرعت رفتار سے صحت پر
اثر، ہجوم مسافراں کا مضر صحت اثر۔ مسافروں سے جھگڑا۔
عورتوں اور بچوں کی تکالیف۔
(٣) حالاتِ سفر آگرہ سے لاہور تک۔ آگرہ سے روانہ ہونا، ریل گاڑی
کا حال، مسافتِ سفر، مدت سفر، مسافروں کے حالات، درمیانی
اسٹیشنوں کے حالات، رات کی کیفیت، موسم کا بیان،
گاڑی بدلنے کا ذکر (اگر ایسا اتفاق ہوا ہو)، یوپی اور پنجاب
کے مسافروں کی خصوصیات، لاہور کے اسٹیشن پر اترنا۔

٢۔ اسکول میں تقسیم انعامات کا جلسہ

اشارات [(١) تمہید۔ (٢) آغاز۔ (٣) کارروائی (٤) تقریریں۔ (٥) اختتام۔

خاکہ
(١) تمہید۔ تقسیم انعامات کا مقصد و ضرورت، اسکول اور جلسہ گاہ کی آرائش۔
(٢) آغاز۔ افتتاحی دعا و نظم، تحریک صدارت، ہیڈ ماسٹر کا رپورٹ
پڑھنا۔
(٣) کارروائی تقسیم انعامات
(٤) مختلف اصحاب کی تقریریں، آخر میں صدر جلسہ کی تقریر۔
(٥) اختتام۔ ہیڈ ماسٹر کا شکریہ حاضرین ادا کرنا۔ جلسہ کا
برخاست ہونا۔

چند مضمونوں کے لئے اشارات دیے جاتے ہیں۔ ان کو پھیلا کر خاکے بناؤ۔ اور مضمون تیار کرو۔

۱۔ **گرونانک** ۔ ولادت، خاندان و وطن، ابتدائی زندگی، آغاز مذہب، اخلاق و عادات۔

۲۔ **کفایت شعاری** ۔ اس کی ضرورت، فوائد ذاتی و خاندانی، بچپن میں عادت ڈالنی چاہیئے۔ کفایت شعاری و بخیلی کا فرق۔

۳۔ **تاج محل** ۔ بنانے کا مقصد، کب اور کس طرح بنایا، عمارت کی خوبی، عجائبات عالم میں اس کا شمار۔

۴۔ **اخبارات** ۔ ایجاد اخبارات کی مختصر تاریخ، ملکی و قومی فوائد، علمی و ادبی فوائد، صنعتی و تجارتی فوائد، اخبارات کے نقصانات۔

۵۔ **الکٹرسٹی (قوت برقی)**، بجلی کیونکر پیدا کی گئی، کس طرح اس سے کام لیا گیا۔ اس سے کیا کیا ایجادات مفید کی گئیں (تار، ٹیلی فون، بے تار کی تار برقی، برقی ریل گاڑی اور ٹرام وے۔ ایکس ریز)۔

مشق

۱۔ اپنی درسی کتاب میں سے استاد کی مدد سے چار مختلف عبارتیں انتخاب کرکے ان کے محاسن اور معائب سے بحث کرو۔

۲۔ تعلیم نسواں۔ تقلید مغرب۔ شہری زندگی۔ اور جدید فیشن کے موافق اور مخالف دلیلیں پیش کرو۔

۳۔ اپنے چھوٹے بھائی کے داخلہ کے متعلق گورنمنٹ اسکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب کو

خط لکھو تاکہ وہ اس کو اسکول اور بورڈنگ میں داخل کریں۔

۴۔ اڈیٹر رسالہ عالمگیر لاہور نے تم کو لکھا تھا کہ تم ان کے رسالہ میں مستقل مضمون لکھا کرو۔ تم اب تک کوئی مضمون نہ لکھ سکے۔ اب ان کا تقاضا آیا ہے۔ تم پہلے خط کی رسید اور تقاضے کے جواب میں مضمون بھیج رہے ہو۔ تینوں خط لکھو۔

۵۔ نیچے لکھے ہوئے اشاروں اور خاکوں پر مضامین تحریر کرو۔

۶۔ کنجوسی۔ بہادری۔ عید کا میلہ۔ قطب مینار۔ اور تعلیم و تربیت پر باقاعدہ خاکے تیار کرکے مضمون لکھو۔

تمام شد